

سلسلہ کلام اساتذہ

# غزلیاتِ مرقعہ

(جس میں ملک الشعراء خاقانی، بہادر خان بہادر شیخ محمد ابراہیم

کے متفرق اشعار بھی شامل ہیں)

موازنہ ذوق و غالب

صاحبِ ایم اے ایل ایل ڈی

آنرین جیسٹس ڈاکٹر شاہ

پریسٹرایٹ لالچ ہائیکورٹ الہ آباد

۱۹۱۰ء

11/9/12

MS. No. 1719

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مکھنڈ

اُستاد ذوق کے قصائد کا مجموعہ مع مثنوی و قطعات و رباعیات اس سے قبل شائع  
کر چکا ہوں۔ اس وقت یہ اداوہ نہ تھا کہ غزلیات بھی اس سلسلہ میں شائع کروں لیکن اب میں چند  
اجباب کے اصرار سے غزلیات کے انتخاب کرنے کا قصد ہوا۔ قصائد کی ترتیب میں پہلاں  
وقت محسوس نہ ہوئی کیونکہ اس انتخاب کی کوشش و ترتیب نہ تھی۔ غزلیات میں ترتیب کلام کی  
ضرورت نہیں تھی کیونکہ ہر نسخہ میں غزلیات ردیف و ارجح ہیں۔ مگر ترتیب سے زیادہ بظاہر  
امر انتخاب اشعار پیش آیا۔ ذوق جیسے استاد کے اشعار کو چھانٹنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ ہر شعر اعلیٰ  
اور مایہ ناز نکلاتا ہم خوبی کے بھی مداح ہو سکتے ہیں۔ ایک عمدہ شعر سے دوسرا شعر زیادہ عمدہ  
ہو سکتا ہے۔ اس لیے انتخاب امکان سے باہر نہیں مگر اس کے لیے کوئی ماہر فن ہونا چاہیے۔  
میں نے اپنے میں یہ ہمت طاعت نہ پائی اور اولاً انتخاب کرنے سے محترز رہا۔ بعد کہ یہ خیال  
پیدا ہوا کہ اُستاد ذوق کے کلام کی خوبی یہ ہے کہ کچھ اشعار خاص کے لیے ہیں اور کچھ عوام کے لیے۔  
ہر غزل میں سے ہر شخص اپنی رغبت خاطر کے موافق اپنے لیے اشعار منتخب کر سکتا ہے جس کو وہ بہتر  
سمجھتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ بقید اشعار حقیقتاً اچھے نہیں بلکہ یہ کہ انتخاب کنندہ نے اپنے ہنر و

اور طبیعت کے مناسب اشعار منتخب کیے ہیں۔ اس اصول کو مدنظر رکھ کر ہر شخص کے لیے یاسان ہو کہ اپنے مذاق کے لحاظ سے اشعار چھانٹ لے چنانچہ میں نے ان اشعار کو انتخاب میں رکھا ہے جو مجھے مرغوب معلوم ہوئے۔ مجھے اس کا اعتراف ہے کہ ممکن ہے کہ چند اشعار جن کو میں نے ترک کیا ہے ایسے بھی ہوں جو دیگر اہل مذاق کی نگاہ میں اعلیٰ درجہ کے ہوں اس لیے جو اشعار چھوڑ دیے گئے ہیں ان کے متعلق یہ تصور نہ کیا جائے کہ میں ان کو شاعرانہ معیار سے عمدہ نہیں سمجھتا بلکہ صرف یہ خیال کیا جائے کہ یہ انتخاب ایک انگریزی دال کی نقطہ نگاہ سے کیا گیا ہے نہ کہ شاعرانہ لحاظ سے۔ باوجود ان خامیوں کے یہ امید کرنے کی جرات کرتا ہوں کہ عموماً اچھے اچھے اشعار اس انتخاب میں ضرور آگئے ہوں گے۔

جلد اول میں ذوق کے تاریخی حالات اور ان کے کلام پر ایک مختصر تنقید شامل ہے اس لیے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں جلد اول کا دیباچہ ملاحظہ ہو۔

## سبب انتخاب

اکثر اصحابوں کو شاید یہ خیال پیدا ہو کہ انتخاب غزلیات مناسب نہ تھا۔ اس لیے انتخاب کرنے کی وجہ درج کرتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ بوجہ خلفشار زمانہ غرض ذوق کے کلام کا کثیر حصہ ضائع ہو گیا۔ صرف ایک قلیل حصہ باقی رہ گیا ہے۔ اور اس پر بھی میں نے اس قلیل حصہ میں سے انتخاب کرنے کی جرات کی ہے جس قدر کلام موجود ہے وہ مقدار میں بہت کم ہے اور صرف چیدہ اشعار پر مشتمل نہیں بلکہ اس میں ہر پایہ کے اشعار موجود ہیں اس لیے انتخاب کی گنجائش ہے حضرت آزاد کو جو غزلیات و سنیات نہ ہو سکیں وہ بدرجہ مجبوری چھوٹ گئیں لیکن جتنے اشعار و سنیات ہو سکے ان کو دیوان میں درج کر دیا بلحاظ اس کے کہ وہ کس پائے ہیں برخلاف اس کے غالب کے چھوٹے دیوان کا بھی خود ان کی حیات میں مولوی غنیمت حق اور مرزا خان نے انتخاب کیا اور صرف عمدہ اور عام فہم اشعار قایم رکھے اس سے انکار

نہیں کیا جاسکتا کہ علاوہ خوبی کلام غالب ایک بڑی وجہ اس کی زیادہ مقبولیت کی یہ ہوتی  
 کہ صرف چیدہ اشعار شایع کیے گئے۔ بعکس اس کے ذوق کا بیشتر کلام ضائع ہو گیا لیکن انتخاب  
 کی نوبت نہ آئی جو رتبہ ذوق کو اپنی حیات میں حاصل ہوا وہ غالب کو نہ ہو سکا اس کی وجہ یہ  
 یہ نہ تھی کہ وہ بادشاہ کے مستند تھے بلکہ اکثر مقبول پر اور مشاعروں میں معرکہ آرا ہیاں  
 ہوا کرتی تھیں۔ غالب کا کلام عام فہم نہ تھا اور مشاعرہ کے لیے اس قدر موزوں نہ تھا جیسا کہ  
 ذوق کا۔ ان کے کلام کی پاکیزگی نے ذوق کو مستند بنایا لیکن بعد کو غالب کے منتخب  
 دیوان نے زیادہ مقبولیت حاصل کر لی۔ کاش ذوق کے دیوان کا بھی انتخاب ہوا ہوتا تو  
 موجودہ حالت سے زیادہ مقبول ہوتا۔

# موازنہ ذوق وغالب

ذوق اور غالب کے پایہ کے اساتذہ کا موازنہ ایک مشکل امر ہے کیونکہ رنگ و ونوں کا جداگانہ تفصیلی موازنہ کی نہ ہمت ہونہ وقت میں وسعت صرف چند باتیں جو دونوں میں نمایاں ہیں ان کو مختصر طور پر ذکر کرتا ہوں۔

## قصائد

دونوں استادوں کے قصائد کا مقابلہ کرنے سے قصیدہ گوئی میں ذوق کو ترجیح دینا پڑتی ہے۔ قدرت کلام کثرت قوافی و بلند خیالی ذوق کا مرتبہ جڑھاتے ہیں حقیقت میں ذوق کے پایہ کا قصیدہ کہنے والا اردو زبان میں اب تک کوئی شاعر نہیں گزرا۔ مرزا رفیع سودا پر بھی ترجیح دینا چاہیے۔ مومن خاں کا مرتبہ بھی قصیدہ گوئی میں ذوق سے کم تھا۔ دیگر ہم عصر شعراء تو کسی طرح بھی ہم پایہ نہیں ہو سکتے! فوس کہ ذوق کے قصائد میں سے صرف چند قصائد جو وہیں لیکن جو کچھ ہیں وہ ان کی شاعری کے اعلیٰ درجہ کو دکھاتے ہیں۔ اکثر قصائد مضمون و ہیئت خود وہ قصیدہ ہیں۔ یہ خاقانی ہند کا خطاب عطا ہوا تھا کم ہے صرف تین شعرا باقی ہیں۔ مطلع یہ ہے:

بہارِ بہارِ طمان واسد مہرِ فاطمہ رکن آب و ایولہ ہوئے نشوونما گلشن

غالب کے قصائد میں نسبتاً وہ خوبیاں نہیں پائی جاتیں جو ذوق کے قصائد میں ہیں۔ صرف بلاغت اور ترکیب الفاظ ہی پر انحصار نہیں بلکہ نازک خیالی میں بھی ذوق کے قصائد اپنا جوا نہیں رکھتے۔ نیز نسبت میں قصائد ہی نے ذوق کو مسلمہ الثبوت استا و بنا یا۔ اتفاق سے ان دونوں استادوں کے ایک ہی بحر و ردیف و قافیہ کے کوئی دو قصیدے موجود نہیں جن کا پورا طور پر مقابلہ کیا جاسکے۔ صرف دو قصائد ہم ردیف و قافیہ ہیں اور غالب کا ایک فقط ذوق

ایک قصیدہ سے ملتا ہے لیکن یہ تین قصائد ذوق کے بہترین قصائد میں سے نہیں۔ ذوق کا مطلع ہے

قلم جو صفحہ کا نذہ ہو وے نکتہ نگار      تو اپنے نقش مٹا دیناں کے جاو و گار  
اس قافیہ میں غالب نے ایک زبردست قصیدہ تحریر کیا ہے مطلع ہے  
سازیک فرہ نہیں فیض جن سے بیکار      سایہ لالہ جیدل سے سید لکے بہار  
اور ایک قطعہ بھی ہے

اے شہنشاہ آسماں اور نگ      اے بہاندار آفتاب آثار  
ذوق کا مطلع ہے

تازبان دوہریں فلسفی کا یہ کلام      ہے ذرا فلاک کا نام نفی غرق والقیام  
اس خیال کے ادا کرنے کے لیے کہ محمد شاہ اکبر کا رتبہ عالی ہمیشہ فروں ہو جب تک کہ دنیا  
کی ہر پاجیزیں قائم رہیں۔ لا جواب تمثیلیں یکجا کی ہیں۔  
اس قافیہ میں غالب کا مطلع ہے۔

ہاں مہ نو سنیں ہم اس کا نام      جس کو تو جھکے کر رہا ہے سلام  
قصیدہ خوب ہے لیکن ذوق کے ہم قافیہ قصیدہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔  
ذوق کا مشہور قصیدہ ہے

لانا ننگ ہے رنگے چرخ محفل      واہ بگڑا ہے کچھ اس خم میں عجب ننگ نیل  
اس بحر قافیہ میں غالب کا مشہور قطعہ ہے  
او شہنشاہ فلک منظر ہے مثل و نظیر      اے جاندار کرم شیوہ و بے شبہ و عدیل  
مقابلہ سے ذوق کی قدرت کلام کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

## مثنوی

ذوق کی مثنوی نامہ جانسوز و موجد ہے لیکن بالکل ناتمام مغلہ زایا زیا نصدا اشعار کے صرف

سہ اشعار باقی ہیں اگر مکمل ہو جو وہ ہوتی تو شاید میر تقی میر کی مثنویات کا جواب ہوتی طرز ہی

ہو۔ چاہیے نام اسی کا اے خامہ زینتِ نامہ زیبِ سرنامہ  
غالب کی کسی مثنوی کا پتہ نہیں چلتا ہو۔ البتہ انہ کی صفت میں جو اشعار ہیں وہ مثنوی کے  
طرز پر ہیں۔ اور ذوق کی مثنوی کے ہم بحر ہیں۔

ہاں دلِ درد مند زمرہ ساز کیوں نہ کھولے درِ خزینہ راز  
لیکن میر کا انداز یا سادہ ہیں نہیں۔

سہرا

غالب کے سہرے کے جواب میں ذوق نے اسی بحر و ردیف و قافیہ میں ہر جہتہ سہرا تحریر  
کیا جو بلاشبہ غالب کے سہرے سے نمبر لے گیا۔ غالب کی طبع آزمائی کے بعد پھر انھیں  
قافیوں کو باندھنا اور بڑھا دینا کمال تھا۔

غالب کا مقطع تھا

ہم سخنِ فہم ہیں غالب کے طرفِ اندیش  
ذوق کا مقطع یہ ہوا۔

جن کو دعویٰ ہنغن کا پہ نادوان کو دیکھ اس طرح سے لکھتے ہیں سخنور سہرا  
غالب نے جو اس سہرے کی شان کا اعتراف کیا اور وہ مشہور قطعہ لکھ کر حضور میں بھیجا  
جس کا ایک شعر ہو

استادِ شہتے ہو مجھے پرغاش کا خیال یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے

## قطعات

غالب کے قطعات قصیدہ نما ہیں اور قصیدہ کی طرز میں ہیں۔ اس لحاظ سے ذوق کے چھوٹے  
قطعات سے مقابلتہ بلند تر ہیں۔ غالب کے تین قطعات کا ذکر اوپر آچکا ہو ایک اور قطعہ



چکنی ڈلی کی تعریف میں خوب لکھا ہو۔ دیگر قطعات غالب کے ذوق کے قطعات سے  
عملگی میں کچھ زیادہ نہیں بلکہ شاعرانہ معیار سے ہم پلہ ہیں۔ نمونہ کے لیے دو دو قطعات درج  
کئے جاتے ہیں۔

|  |  |
|--|--|
| غالب۔ افطار صوم کی کچھ اگر دست گاہ ہو    | اُس شخص کو ضرور ہو روزہ رکھا ہے        |
| جن پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو   | روزہ اگر نہ کھائے تو ناچا کیا کسے      |
| دیگر۔ سہل تھا سہل لے سخت مشکل آپری       | مجھ پہ کیا کرے گی اتنے روز حاضر بن ہو  |
| تین دن سہل سے پہلے تین دن سہل کے بعد     | تین سہل تین تیر میں۔ یہ بک دن ہو       |
| ذوق۔ میں نے کہا کہ بوسہ تمہیں دوا دے میں | لا سکتا اپنا منہ نہیں جاہ ذوق کے پاس   |
| ہنس کر کہا کہ جاتا ہی پیاسا کنویر آپ     | یا جاتا ہو کنواں کسی تشنہ ہن پاس       |
| دیگر۔ تو بھلا ہو تو برا ہو نہیں سکتا ذوق | ہو برا وہ ہی کچھ کہہ کو برا جانتا ہو   |
| اور اگر تو ہی برا ہو تو دوج کہتا ہو      | کیوں برا کہنے سے تو اس کو برا مانتا ہو |

بڑے قطعات میں غالب کا پر جوش قطعہ حقیقتاً لا جواب ہو۔

اے تازہ وادان بباٹھو اداں  
زمنہ را اگر تمہیں ہنس لائے نوش ہو  
اسی طور پر شب ہجر کے بیان میں ذوق کا یہ درد قطعہ اپنا مثل نہیں رکھتا۔  
کہوں کیا ذوق احوال شب ہجر کہ تھی اک اک گھڑی سو سو مہینے

## رباعیات

دونوں استادوں کی رباعیات مساوی درجہ کی ہیں لیکن انیس کی رباعیات کے مقابل  
نہیں۔ ملاحظہ ہوں رباعیات جن کے آخر مصرعے ذیل میں درج ہیں۔

|                               |     |                                    |
|-------------------------------|-----|------------------------------------|
| غالب سو سو گند ہو گیا ہو غالب | ذوق | اب پیر ہوا۔ پیر خرابات ہوا         |
| گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل   |     | اب جائیں گے اور وں کو ملا جائیں گے |

غالب ہی صفر کہ افزایش اعداد کرے ذوق جانا تو یہ جانا کہ نہ جانا کچھ بھی

## غزلیات

اگر مجموعی حالت پر سچا ط کیا جائے تو بلاشبہ غالب کی غزلیات بمقابلہ غزلیات ذوق اعلیٰ ہیں لیکن اس قدر تفاوت ہرگز نہیں ہو جتنا کہ عموماً تصور کیا جاتا ہے۔ غالب کے کلام میں ترکیب فارسی منتخب مضامین اور پیچیدہ نیالانتا بھرے ہوئے ہیں۔ فلسفہ غالب کا حصہ ہے لیکن مشکل ترکیبوں کی وجہ سے اشعار عام فہم نہیں ہیں۔ دیر تک غور کیے بغیر اکثر اشعار سمجھ میں نہیں آتے لیکن جب سمجھ میں آگئے تو بلند پروازی خیال ظاہر کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ شاعروں میں غالب کی غزلوں کو وہ مقبولیت نہ حاصل ہو سکی جو ذوق کو تھی یا مومن خاں کو ملی جو پھبتی حکیم آغا خان عیش نے غالب کے ادق کلام پر ایک مشاعرہ میں کہی تھی وہ غیر موزوں نہ تھی فرمایا تھا۔

اگر اپنا کہا تم آپ ہی سمجھے تو کیا سمجھے      فراسکتے کا جب ہوا کہ اور دوسرے سمجھے  
کلام میر سمجھے اور زبان میر نہ سمجھے      مگر ان کا کہا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے  
اکثر دوستوں نے بار بار ان کی یہیں کہیں کہ کچھ آسان اشعار کہیں جس کا اشارہ غالب نے اس  
قطعہ میں کیا ہے

مشکل ہے نہیں کلام میرا کو دل      سن سن کے اسے سخنورانِ کامل  
آسان کہنے کی کرتے ہیں فرمایش      گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل  
لیکن غالب پر فراہیت اور فلسفہ کا اتنا اثر تھا کہ اپنے طرز کے شعر کہنے پر مجبور تھے۔ کلام میں  
آمد تھی نہ کہ آورد اس لیے اپنے طرز کو بدل دینا ان کی فطرت کے خلاف تھا اور امکان سے  
باہر اس امر کا غالب نے خود اعتراف کیا ہے

نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پروا      گر نہیں ہیں میر شادیں معنی نہ سہی

برخلاف اس کے ذوق کی زبان روزمرہ کے محاوروں سے ملو جو الفاظ فارسی و عربی کا استعمال  
 کثیر ہو لیکن ترکیب فارسی مقابلہ کم ہو۔ زیادہ تر اشعار بذات خود مکمل ہیں۔ کوئی لفظ محذوف  
 نہیں جو الفاظ شعر میں ہیں یہ اس شعر کے پورے ضمن کو ادا کرنے کے لیے کافی ہیں۔  
 ذوق کی غزل کو شعر میں تبدیل کرنا نہایت آسان ہو۔ زیادہ الفاظ بڑھانے کی ضرورت نہوگی  
 لیکن غالب کے اشعار میں تصور کو زیادہ دخل ہو۔ الفاظ خیالات کی طرف توجہ دلاتے ہیں  
 جب خیالات ذہن میں پیدا ہو گئے تو پڑھنے والا ان الفاظ کو بھول جاتا ہے لیکن حقیقت میں  
 ان خیالات کو ادا کرنے کے لیے کافی الفاظ اشعار میں موجود نہیں ہیں صرف بلند خیالی کا  
 نطفہ اس کمی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اس کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب یہ کوشش کی جائے  
 کہ غالب کی ایک غزل کو شعر میں تبدیل کریں اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ مزید الفاظ بڑھانے  
 کی کس قدر ضرورت ہے۔

اوپر ذکر کیا چکا ہے کہ علاوہ برتری کلام ایک سبب زیادہ مقبولیت کا یہ بھی تھا کہ غالب کا  
 منتخب کلام شائع ہوا جو اشعار دیوان میں شائع کیے گئے وہ چیدہ تھے ایک یہ وجہ بھی ہوتی کہ  
 غالب نے بحر قافیہ و ردیف کے انتخاب میں کچھ استیلا کی۔ زیادہ تر بحر اس میں ایسی رکھیں جو پڑھنے  
 میں جلدی معلوم ہوں۔ اور گانے میں اچھی سخت زمین یا غیر معمولی ردیف و قافیہ سے غائب  
 حتی الامکان پرہیز کیا۔ مثلاً خ۔ و۔ س۔ جن۔ ط۔ ظ۔ ق۔ کی ردیفوں میں غالب کی کسی غزل  
 کا پتہ نہیں چلتا۔ مگر ذوق نے نگل خ زینوں اور شکل ردیفوں میں ہمیشہ طبع آزمائی کی اور  
 اور اچھی قافیاں لکھائی۔ بحر و قافیہ کے انتخاب میں احتیاط نہ کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ لفظ  
 فن شاعری غزلیات غالب کی نازک خیالی ہضم نہ ہونے کی بنا پر پہنچ سکیں۔ غالب نے  
 سخت زمین میں اپنے اعلیٰ چاہنے کی غزل کہنے کی دشواری کو ضرور محسوس کیا ہوگا اور اسی وجہ  
 سے معمولی اشعار کہنے کی بجائے دیوان میں اکثر ردیفوں کو متروک کرنا پسند کیا۔ اور ذیل کے طنز آمیز  
 شعر کی پروا نہ کی۔

ڈیڑھ جز پر بھی تو ہر مطلع قطع غائب غالب سان نہیں صاحبِ یواں ہونا  
 بہتر طریقہ موازنہ کا یہ ہے کہ ایک ہی طرح کی غزلیں ساتھ ساتھ پڑھی جائیں اور پھر ذوق کی  
 پختگی کلامِ صحتِ زبان سلاستِ بیان اور فصاحت کا مقابلہ غالب کی مصنوعِ ہندی۔ نازک کی  
 نازک خیالی اور بلاغت سے کیا جائے۔ ہر طرح کی غزلوں کا مقابلہ کرنا ایک طویل امر ہوگا۔  
 صرف ایک طرح کے اشعار ایک دوسرے کے مقابل تحریر کیے جاتے ہیں۔ اور نتیجہ صرف  
 پڑھنے والے کی رائے پر چھوڑی جاتی ہے۔ ہر شخص اشعار پڑھ کر اپنے لیے آپ فیصلہ کرے۔  
 تلاش سے ایک طرح کے چھٹے اشعار دونوں استادوں کے دیوانوں میں مل سکے وہ سب  
 جمع کیے گئے ہیں جس استاد کی غزل میں اشعار کم ہیں وہ کل نقل کر دیئے ہیں اور اسی تعداد کے  
 اشعار دوسرے استاد کی غزل سے منتخب کر لیے گئے ہیں۔ مقابلہ ملاحظہ ہوں۔

(۱) ذوق کے دیوان کی پہلی غزل حمد میں ہے اور اسی طرح میں دوسری غزل شاعرانہ نالق  
 میں ہے۔ دونوں غزلوں میں ۴ اشعار ہیں جن میں سے اس انتخاب میں ۱ اشعار درج  
 کیے گئے ہیں۔ اس طرح میں غالب کے ۲ اشعار ہیں جن میں سے صرف ۲ اشعار  
 مروجہ کلام میں ہیں۔ اس لیے ہر دو استاد کے دو دو اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔

ذوق ہو احمد خدا میں دل جو مشرفِ قم میرا      الف الح کا سا بن گیا گویا قلم میرا  
 صراطِ عشق پر از بس کہ ہوا بستم میرا      دغم شیر قاتلِ بچی خوں جانا ہو جم میرا  
 غالب نہ ہو گا کیناں مانگی سے فوقِ کم میرا      حبابِ موجہ رفتار ہو نقشِ قدم میرا  
 محبت تھی جس لیے لیلِ بیسے کا غی ہو      کہ مونِ بوئے گل سے اک میں آتا ہو دم میرا

(۲) ذوق کے ۱ اشعار میں ۲ اشعار انتخاب میں درج ہیں جن میں سے دو اشعار نقل کیے  
 جاتے ہیں کیونکہ غالب کے گیارہ اشعار میں سے صرف دو اشعار مروجہ ہیں جو درج  
 ہیں۔

ذوق تہ جلُٹھا سمعِ منط تارِ گِ جان میرا      آہِ ریخشن نہوا کلبہ احزاں میرا

ذوق۔ دھیان میں آئینہ رخ کے گئی جان نکل  
 رہ گیا ہائے کمال دیدہ حیراں میرا  
 غالب۔ سر نہ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ  
 کہ رہے چشم خریدار پر احساں میرا  
 رخصت نہ لکھ دے کہ مبادا ظالم  
 تیرے چہرے سے ہونا ہر غم بہاں میرا  
 (۳) غالب کے بارہ اشعار مروج دیوان میں ہیں لیکن اس طرح میں ذوق کا صرف ایک  
 شعر دستیاب ہوا ہے۔

ذوق۔ لگا ہوا تیر دل پر آہ کس کو فری تم گناں کا  
 نشان سو فار کا معلوم ہوا نہ پیکار کا  
 غالب۔ خموشی میں نہاں غول گشتہ لاکھوں آنو میں ہیں  
 چراغ مرده ہوں میں بے زبان گوہر غبار کا  
 (۴) غالب کے دیوان کی مشہور پہلی غزل میں دس اشعار تھے جن میں سے ۵ مروج ہیں۔  
 افسوس ہے کہ اس طرح میں ذوق کے صرف ایک شعر کا پتہ چلتا ہے۔  
 ذوق۔ دل کہاں جو گماں ہو غنچہ تصویر کا  
 ہر کوئی سینہ میں غول آلودہ پکایں تیر کا  
 غالب۔ جذبے اختیار شوق دیکھا چاہیے  
 سیدہ شمشیر سے۔ باہر ہو۔ دشمن شمشیر کا  
 (۵) دونوں استادوں کے صرف ایک ایک ہی شعر کا پتہ چلتا ہے۔

ذوق۔ بیمارِ عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج  
 کہ اے طبیبِ قلب ہی کہ بھر تیرا کیا علاج  
 غالب۔ لو ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں  
 اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج  
 (۶) غالب کے صرف چار اشعار ہیں اور چاروں مروج ہیں۔ ذوق کے ۳۳ اشعار میں سے  
 دس اشارہ انتخاب میں مروج ہیں۔

ذوق۔ ہم اپنے جذبہ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں  
 وہ پہلے بزمِ نین بھیکل کھڑے دیکھتے ہیں  
 ہر آن کی چشم کی گردش پر گیشِ عالم  
 جہرِ جوان کی نظر سب کھڑے دیکھتے ہیں  
 عرق کے قطرے نہیں دیکھتے ہیں سُرُخ پر  
 ستارے دھوپ میں ہو پکڑے دیکھتے ہیں  
 جہاں کے آئینہ سے دل کا آئندہ جو جدا  
 اس آئینہ میں ہم آئندہ کر کو دیکھتے ہیں  
 غالب۔ یہ ہم جو جہیز دیوار و در کو دیکھتے ہیں  
 کبھی صبا کو۔ کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں

وہ آئیں گھر میں تھے۔ خدائی قدرت ہے  
 کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں  
 نظر لگے نہ کہیں۔ اس کے دستِ بازو کو  
 یہ لوگ کیوں میسے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں  
 ترے جاہرِ طوفِ کلمہ کو کیا دیکھیں  
 ہم اوجِ طالعِ لعل و گمر کو دیکھتے ہیں  
 (۸) ذوق کے صرف تین اشعار موجود ہیں۔ غالب کی دو غزلوں میں ہم اشارتیں دے  
 گل مروج ہیں۔

### ذوق۔

یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن، اضطراب میں  
 واں ایک نغمہ شبنمی تری سبکے جامہ میں  
 خطہ دیکھ کر وہ آئے بہت پیچ و تاب میں  
 کیا جانے لگے یا نہیں کیا اضطراب میں  
 بے بادہ غورگی میں ہوا ذوق چوں مویر  
 کی تو بہ بے وقوف نے نغمہ شباب میں  
 غالب۔

قاصد کے آئے آتے خطا لٹ لکھ رکھوں  
 میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں  
 غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی  
 پیتا ہوں۔ رہِ زباں و شبِ ماہتاب میں  
 اصل شہود و شاہد و مشہود۔ ایک ہر  
 حیران ہوں۔ پھر مشاہدہ ہو کر ہر ماہتاب میں  
 (۹) غالب کے آٹھ اشعار میں سے صرف دو شعر رائج ہیں۔ ذوق کا صرف ایک شعر  
 ملتا ہے۔

### ذوق۔

مے نالوں سے چپ ہیں مرغِ خوش الحان مانے میں  
 صد اطوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں  
 غالب۔

دل نازک پُر اس کے ہم آتا ہو مجھے غالب  
 نگر سرگرم اس کا فر کو اُلفت آزلے میں  
 (۱۰) غالب کے تیرہ اشعار میں سے نو اشعار مشہور ہیں۔ ذوق کے صرف ایک شعر کا  
 پتا ہے۔

## ذوق

اسیری عاشق کو منظور تھی میرے لڑکپن میں بہانہ کر کے عزت کا پہنایا طوق گردن میں غالب۔

اسد زبانی تاثیر الفت لے زبانوں ٹھم دست نوازش ہو گیا ہی طوق گردن میں ذوالغالب کے بارہ اشعار کل مروجہ ہیں۔ ذوق کے سرسخت تین اشعار معلوم ہیں۔

## ذوق

ہیباں کس لہری ہو اس تہ سے جیسے تہ کو جسب کیا ہی جو تھک طوق گردن چشم سوزن کو زیادہ ہوتا ہو دہریں میں شرہ نفس امارہ کہ نام و شہرت پہنچ لاتی ہو عدم کے بھی غالب۔

نفس میں ہیں۔ گر چہ بھی نہ جانیں میسے شیون کو مرا ہونا بے کیا ہو نواسنجان گلشن کو نہیں اگر جہد فی اسان ہو۔ یہ شک کیا کہ جو نہ دی ہوتی خدایا۔ آرزو سے دوست شمع کو جہاں تلوار کو دیکھا تھا کاویا تھا گردن کو (۱) ذوق کے بیس اشعار میں سے آٹھ اشعار انتخاب ہیں۔ جن میں سے پانچ نکل کئے جاتے ہیں۔ غالب کے صرف پانچ اشعار ہیں جو زبانِ زو عام ہیں۔

## ذوق

الہی چشم کے چشمہ کو اتنا آب تو دے کہ سر پہ چرخ بھی دکھلائی جو نصاب تو دے کھلے ہو تازے گلشن میں غنچہ زر گس ذرا د کھا اسے تو چشم پنجاب تو دے دیر قبول ہو دربان نہ بند کر دیار دعاے خیر ذرا ہوئے مستجاب تو دے صبا! گولہ بنے کشمکش زلف کی خاک کہ بعد مرگ بھی معلوم ہیج و تاب تو دے زبانِ خنجر قاتل نے کیا کہا تجھ سے دل شہید تو چپ کیوں ہو پھر جواب تو دے

## غالب

وہ آکے خواب میں تسکین نظر آئے دے  
کے ہر قتل لگاؤ سے تیرا رو دینا  
نہ دے جو ہوسہ تو نہیں کہیں غائب دے  
پیارا لگہ نہیں دیتا نہ دے شراب دے  
کما جو اس نے ذرا نیسے پانچ سو دے  
اسد خوشی سے میسے ہاتھ پاؤں چل گئے

(۲) غالب کے دس اشعار ہیں اور کل مروجہ ہیں۔ ذوق کے صرف سات اشعار ہیں۔

## ذوق

سرور وقت فرح اپنا اس کے زیر پا ہے  
فصلت سے زبان اینوں میں نہ رکھتا ہے  
واہ و اشور محبت غیب ہی چھو کا ناک  
دم کی ہوسیدہ میں کر وضعت کھفت گاہ  
بس کہم سوزوں بھر جانے کے دل اور نگہ  
بلجے استغنا کہ وہ یاں لے آئے وہ گئے  
نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہو نطقا

پھریب اللہ اکبر اونٹنی کی جائے ہو  
مردہ خار و شست پھر تاوام کھجائے ہو  
اتواں سے مالکس کس سے کھائے ہو  
دیکھئے لب تکلف اکٹھ سے پہنچائے ہو  
رحم خوش گریہ بھائی پھر زخمی بھائے ہو  
اٹ سے بیانی کہ یاں دم ہی بھجائے ہو  
جان بید و کھٹے ہو جبکہ خوش آجائے ہو

## غالب

دیکھنا قیمت کہ آپ اپنے پہ شک آجائے ہو  
ہاتھ دھو دل سے یہی گئی گزائیشے میں ہو  
غیر کو یارب۔ وہ کہو نہ منع گستاخی کرے  
شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائے  
کہہ ہو طرز تنافل۔ پردہ دار راز عشق

میں اسے دیکھوں؟ بھلا کب مجھے دیکھا جائے ہو  
آہگینہ تنہا صہب سے چھلا جائے ہو  
گر حیا بھی اس کو آتی ہو۔ تو شرابا جائے ہو  
دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہو  
پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہو



اس کی بزمِ آرمیاں سن کر۔ دل بچوریاں  
 سایہ میرا مجھ سے مثل دو دجھا گئے ہر آس  
 مثل نقشِ دعا سے غیر۔ بیٹھا بائے ہو  
 پاس مجھ آتشِ بجاں کے کس سے ٹھیر جائے ہو  
 (۱۳۱) غالب کے چودہ اشعار ہیں اور کل مروجہ ہیں۔ ان میں سے پانچ اشعار نقل حسین خاں کی  
 دج میں ہیں جو نقل نہیں کیے جاتے ہیں۔ ذوق کے اس طرح میں ۲۱ اشعار ہیں جن میں  
 سے ۱۰ اشعار انتخاب میں دج ہیں۔

### ذوق

ثبات کب ہو زمانہ کے عوضِ شاں کیلئے  
 جو سنگِ کعبہ کے بوئیں کجِ جہہ جو شیخ  
 کھاؤ نازنے کی دیر ورنہ میں تیار  
 الہی کان میں ہو کیا صنم نے چھو کیا  
 امید ہو گئی ہمسایہ ورنہ خانہ یاس  
 چلیں ہیں یہ کو مدت میں خانقاہ سے ہم  
 وبالِ دوش ہو اس نا توں کو سرلیکن  
 اشارہ چشم کا تیرے پکا کیلئے قاتل  
 بنایا ذوق جو انسان لے اسے جزوِ جمیع  
 کہ ساتھ اوج کے پہنچی ہو آسمان کیلئے  
 تو پوسے ہم نے بھی اس سنگِ آستان کیلئے  
 ہوں کہبتے بیٹا ہو مرگ کا گماں کیلئے  
 کہ ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پر سب ان کیلئے  
 بہشت تھا یہیں رہم جاوداں کیلئے  
 شکست تو پر لے اصنافِ میناں کیلئے  
 لگا رکھا ہوتے خجروستاں کیلئے  
 ہوا سب نہ مری مرگ ان گماں کیلئے  
 تو اس ضعیف سے کل کام وہاں کیلئے

### غالب

نویا میں ہو۔ بیدار دوست جان کے لیے  
 بلا سے گر مژدہ یار تشنہِ نگوں ہو  
 وہ زندہ ہم ہیں۔ کہیں وشناس خلقِ انجمن  
 رہا بلایں بھی میں بتلائے آفتِ شک  
 فلک نشہ ور رکھ اس سے مجھے کہیں ہی نہیں  
 رہے نہ طرہِ ستم کوئی آسمان کے لیے  
 رکھوں کچھ اپنی بھی مژگانِ خوںِ فتاں کیلئے  
 نہ مژگ کہ چور بنے عمر جاوداں کے لیے  
 بلایے جاں ہو ادائیری اک جہاں کے لیے  
 دراز دُستی قاتل کے امتحاں کے لیے

مثال یہ مری کوشش کی ہو کہ مرغ اسیر  
 گدبھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت کے  
 بعد شوق نہیں طرف تنگنائے غول  
 ادائے خاص سے غالب ہوا ہو کھٹکے سرا  
 (۱۳) غالب کے گیارہ اشعار میں سے صرف تین اشعار مردود ہیں۔ ذوق کے  
 چار اشعار کا پتہ ہو تین تین اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔

### ذوق

مار کر تیر ہو وہ دلبر جانی مانگے  
 ناک سے تشنہ دیدار کے بنو جو اٹھے  
 دل مرا بوسہ بہ پیغام نہیں جو ہمدم  
 کسہم ہم سے نہ کوئی دیکھ نہ لائے  
 تو زبان اپنی نکال ہو سہانی مانگے  
 یار لینا ہو تو لے اپنی زبانی مانگے

### غالب

نفس باز بہ طراز بہ غرض قیاس  
 تو وہ بدخو کہ غیر کو تماشا جانے  
 وہ تپ عشق تماہر کہ بھر سورشت  
 بے طاؤس ہے خامہ مانی مانگے  
 غم وہ افسانہ کہ آفت بیانی مانگے  
 شعلہ تابن بجور شیدہ وانی مانگے  
 ان اشعار کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں پڑھ کر آپ کس اسناد کے کلام کو ترجیح دیتے  
 ہیں ؟

محمد سلیمان

الہ آباد ۳۰ ستمبر ۱۹۲۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ردیف الف

الف الحمد کا سا بن گیا گو یا تم میرا  
اُٹ جئے بوقتِ نزع جب نیند میں میرا  
کہ روشن ہو گیا دل مثلِ قندیل حرم میرا  
چراغِ راہ ہو اگر اکر ام اصحابِ کرم میرا  
کہ ہی دیرِ نجف ہو کر چمکا دُرِّ یم میرا  
غمِ آلِ نبی سے دانہ ہر اشکِ غم میرا

ہوا چند ایسے دل بے مصروفِ قلم میرا  
ہے نامِ محمدِ لب پہ یارِ بائیں آخر  
حبیبِ اہل بیتِ مصطفیٰ کی نورِ برحق ہو  
دکھائی مجھ کو راہِ شمعِ اصحابِ یمیر نے  
کیس شادِ نجف کے عشق میں لیرا دوبا تھا  
رہے گا دانہ افشاںِ مزعِ انجوش میں

شہِ بغداد کا خطِ علامی فوقِ رکنا ہوں

نیکوں کی اس خطِ بغداد سے ہو جامِ حم میرا

۲ کہ آیا پاؤں آغشتہ ہو کر لبِ دم میرا  
دمِ شمشیرِ قاتل پر بھی خوں جاتا ہو جم میرا  
نہیں ہو کوئی گلچیں غیرِ مقراضِ ستم میرا  
کہ ورت بار ہو دیکھو سحابِ رنج و غم میرا  
کہ ہو ایک کوچہِ رمِ جاوہِ دشتِ عدم میرا  
لبِ ہرزخم پر ہو جوں لبِ شمشیرِ دم میرا  
عدو کی سرکشی سے رتبہ کب ہوتا ہو کم میرا

ہوا یہ سینہ کیسے خارِ زارِ دشتِ غم میرا  
صراطِ عشق پر از بسکہ ہو ثابت قدم میرا  
وہ ہوں میں نشیں گلِ تازہ نخلِ شمعِ الفت کا  
رواں ریگِ اہل ہو جائے آبِ شکِ مرگاں سے  
وہ ہوں میں آہوئے جوشیِ میدہِ دامِ ہستی سے  
کہوں میں سودہن سے حرفِ قطعِ آنف سے دل  
نہ ہو بے و قر ترکِ سجدہِ اہلیس سے آدم

|   |   |
|---|---|
| <p>مری صورت کے معنی ہیں نفخت فی من رومی<br/>         وہ ۷۰ میں ہنر و شوق میرے ساتھ جاتا ہے</p>  | <p>حدوث بے ثبات اثبات کرتا ہے قہم میرا<br/>         برنگ سایہ صغ ہوا نقش قدم میرا</p>   |
| <p>تخیل نے مرے باندھا طلسم تازہ نیست<br/>         نہ کیوں ہو کا نہ سر ذوق شائے جم میرا</p>  |   |
| <p>۳ شوق نظارہ ہے جب اس رخ پر نور کا<br/>         گلیکھوں مضمون اپنے نال پر شور کا<br/>         نزع میں بھی صیوان تھا اس نرگس مخمور کا<br/>         واپس غلست میں پنی دل کب ہو نور کا<br/>         دل کا یہ احوال ہو تم سے تے اوست ناز<br/>         تفتہ دل وہ ہور کہ اگر دغ سوزان مے<br/>         حق تو یوں ہو یہ نانیئت عجب غماز ہو<br/>         زخم میرا ہو یہ ایداد و ست خون رونے لگے<br/>         جھانکتے تھے وہ تہیں جس دین دیوار سے<br/>         دفن ہو جس جا پہ شہدہ سرد سہری کا تری<br/>         عشق نے ڈالی تھی جب قہر محبت کی بنا<br/>         بل بے وحشت اب تک بھی شاخ آہو کی طرح<br/>         دیکھا زہر آب پیکان محبت کا اثر</p> | <p>ہو مرا مرغ نظر پروان شمع طور کا<br/>         لوں حسرت خامہ سے میں کام باگ صو کا<br/>         مجھ کو شربت میں مزا آیا مئے انگور کا<br/>         مہر اک نعل سا ہو سو بھی چراغ دور کا<br/>         جیسے مڑھایا ہوا دانا کوئی انگور کا<br/>         اڑ گیا مہم کے چھاپے سے اثر کا فور کا<br/>         قصہ ہو نچایا زبان دار پر منصور کا<br/>         منہ سے گرجاں کے سُن پائے نام انگور کا<br/>         دائے قسمت ہو اسی روزن میں گھر زبور کا<br/>         بیشتر ہوتا ہو پیدا واں شجر کا فور کا<br/>         لکھ دیا تھا کوہ کن بھی نام اک مزدور کا<br/>         پیچ کھاتا ہو دھواں میری چلے گا گور کا<br/>         چشم افنی بن گیا روزن ہراک ناسور کا</p> |
| <p>۱۰ یہ غزل اس زمانہ میں کہی گئی تھی جب شاہ نصیر مروج نے دوق کے کلام کی کجنگی کے درجہ پر بیجا ہوا دیکھ کر ان کی<br/>         غزلوں میں صلاح دینا بند کر دی تھی اس طرح میں اس شان و شوکت کی غزل کہ جس کا مطلع یہ ہے<br/>         کیا ہو میری سوسے بختی کے آگے نور کا پامہ ہو اک خال رخسارہ شب بد بخور کا<br/>         جب یہ غزل نئی دلی میں پہنچی تو شاہ نصیر نے دوق سے فرمائش کی کہ وہ بھی اس طرح میں کہیں دینا چاہتا<br/>         رہے یہ غزل لکھ ریش کی ۱۰</p>  |   |

ذوق راہ عشق وہ کو چہ جس کی خاک میں  
ہو در تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

لکھئے اُسے خط میں کہ ستم اٹھ نہیں سکتا  
بیمار ترا صورت تصویر نہالی  
آتی ہو صدائے جرس ناقہ لیلے  
جوں دانہ روئیدہ تہ خاک ہمارا  
ہر داغ معاصی مرا اُس دامن تر سے  
اتنا ہوں تری تیغ کا شرمندہ احساں  
کیوں اتنا گراں بار ہو جزا و سفر بھی  
۴۔ پر ضعف سے ہاتھوں میں قلم اٹھ نہیں سکتا  
کیا اٹھ کر بستر غم اٹھ نہیں سکتا  
پر حیف کہ مجنوں کا قدم اٹھ نہیں سکتا  
سر زیر گراں بار الم اٹھ نہیں سکتا  
جوں حرف سر کا غم اٹھ نہیں سکتا  
سر میرا ترے سر کی قسم اٹھ نہیں سکتا  
ای راہ رو ملک عدم اٹھ نہیں سکتا

دُنیا کا زرد مال کیا جمع تو کیا ذوق  
کچھ فائدہ ہے دستِ کرم اٹھ نہیں سکتا

۵۔ نہ تجھے اٹکے دریا سے مری سوزن دل  
دل بیتاب کو ہم سینہ میں پھیرا نہ سکے  
پوچھیں کہ مجھ سے مئے عشق ہوئی کب سے تلخ  
چشم غمور کا ہوں کس کی میں کشتہ یارب  
سر نہ چشم عزیزاں نہ بنائیں جو چرخ  
ایت سجدہ ہو حق میں مرے ہر جو ہر تیغ  
ایسے جلوں میں جلا تے ہیں مجھے میرے حبیب  
تو اگر آپ کو دیکھے تو مری آنکھ سے دیکھ  
۵۔ گر چہ دے شعلہ جو آگ کو گرداب بنا  
شعلہ غور دیکھتے ہی تجھ کو وہ سیما بنا  
کہوں جن دن سے فلک کا نہ زہر آب بنا  
کہ مری خاک سے بھی جام مئے ناب بنا  
کیا بنا خاک غبارِ دل اجاب بنا  
ہی خم تیغ فطرت کی انجم محراب بنا  
میں ہوں اک شمع سپنا نخلِ اجاب بنا  
اپنا آئینہ مرادیدہ پیر آب بنا

جب کیا عشق کے دریائے تلامذہ ذوق  
تو کہیں موج بنا اور کہیں گرداب بنا

|   |  |
|---|--|
| <p>۶ اگر پایا۔ تو کھوج اپنا نہ پایا<br/>فرشتہ اس کا ہم پایہ نہ پایا<br/>تو ہم نے یاں نہ کچھ کھویا نہ پایا<br/>خدا جانے کہ پایا یا نہ پایا<br/>کہیں جس کا نشان پاتا نہ پایا<br/>غبارِ راہ بھی عفت نہ پایا<br/>کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا<br/>بگوشے کے سوا سایہ نہ پایا<br/>نکل جاتے مگر رستہ نہ پایا<br/>اثر پر صبر و طاقت کا نہ پایا<br/>دہن پایا لب گویا نہ پایا<br/>غرض خالی دل شیدا نہ پایا<br/>سنا جیسا اُسے ویسا نہ پایا</p> | <p>اُسے ہم نے بہت ڈھونڈا نہ پایا<br/>جس انساں کو سگ دینا نہ پایا<br/>مختار رہی یہ گرسود و زیاں سے<br/>لحہ میں بھی ترے مضطر نے آرام<br/>سراغِ عمر رفتہ ہاتھ کیا اُسے<br/>رہ گم نشکی میں ہم نے اپنا<br/>رہا ٹیڑھا مثالِ نیشِ کڑوم<br/>ترے مجنوں کی تربت پر جنوں نے<br/>فلک کے گنبد بے در سے ہم قوم<br/>چرخِ دلِ لیکر دل میں ڈھونڈا<br/>یہی ہر دم ہو زخمِ دل کو رونا<br/>کبھی تو اور کبھی تیرا ہاغم<br/>وہ بولے دیکھ کر تصویرِ یوسف</p> |
|---|--|

نظیر اس کا کہاں عالم میں عذوق

کہیں ایسا نہ پائے گا نہ پایا

|  |   |
|--|---|
| <p>۷ جس طرح پانی کو یس کی تہ میں تارا ہو گیا<br/>کوہ کے چشموں کا ہر آنسو شرارا ہو گیا<br/>میں نے جانا ماہ تاباں پارہ پارہ ہو گیا</p> | <p>یوں تن خالی میں دل روشن ہمارا ہو گیا<br/>میرے نالوں سے جو پانی سنگِ خارہ ہو گیا<br/>وانت یوں چمکے ہنسی میں ات اس پارہ کے</p> |
|--|---|

۱۔ یہ غزل مستلحہ میں ہر زمانہ میں جبکہ حافظ علی شاہ اد رنگ آبادی کے شنائے کے لئے جو نثار علی شاہ کے نام  
مشہور تھے اور جو دہلی کے تیس ہزاری باغ میں مقیم تھے کہی گئی تھی یہ تیس ہزاری شاہی الماک میں داخل تھا وہیں زیب النساء  
بہت شاہجہان کی قبر تھی اب یہ باغ باقی نہ رہا کا نشان ہوا البتہ اُسٹا دذوق کے دماغ سے نکلے ہوئے یہ جواہر پر  
ایتک یادگار رہیں۔

|   |  |
|---|--|
| <p>ہر حجاب بھر کی کھل جانے گی تار اسی آنکھ<br/>ایک دم بھی ہم کو جینا بھر میں تھا ناگوار<br/>ہر مقام زندگی زیر دم شمشیر مرگ<br/>چشم مست یار میں آخر ہوئی سرخی عیاں</p>                         | <p>عکس افکن گر رخ روشن تمہارا ہو گیا<br/>پر امید وصل پر برسوں گوارا ہو گیا<br/>ہو گیا جس طرح کوئی دم گزارا ہو گیا<br/>لو ہارا خون پہناں آشکارا ہو گیا</p>                                |
| <p>ذوق اس بحر فنا میں کشتی عمر رواں<br/>جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنا ما ہو گیا</p>  |  |
| <p>۸ میں بھر میں مرنے کے قرین ہی چکا تھا<br/>اب جان پہ آفت ہو جو آئے ہو دوبارہ<br/>کیا ہوتا جو سمجھاتے اسے جا کر مرنے دست</p>   | <p>تم وقت پہ آہو بچے نہیں ہی چکا تھا<br/>اک بار تو غارت لے دیں جو ہی چکا تھا<br/>دشمن کا سخن ذہن نشیں ہی چکا تھا</p>   |
| <p>جو کچھ کہہ رہا ہوں سے وہ کس طرح نہ ہوتا<br/>حکم انہی ذوق پو پو ہی چکا تھا</p>  |  |
| <p>۹ محفل میں شورِ قتل مینائے مل ہوا<br/>دریائے غم سے میرے گزرنے کے واسطے<br/>پروانہ بھی تھا گرم پیش پر کھلا ناز<br/>جن کی نظر چڑھا ترا رُخسارِ آفتیں<br/>بندہ نوازیں تو یہ دیکھو کہ آدمی</p> | <p>۱۰ اساقیا پیالہ کہ تو بہ کا قتل ہوا<br/>تیغِ خمیدہ یار کی لوسہ نے کاٹل ہوا<br/>بیل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غل ہوا<br/>ان کا چراغِ گور نہ تاحشر گل ہوا<br/>جزو ضعیف محرم اسرار گل ہوا</p> |
| <p>اس بن ہاچمن میں بھی میں ذوقِ لُحڑاں<br/>ماخن سے تیز تر مجھے ہر برگ گل ہوا</p>  |  |
| <p>۱۰ اس پیش کا ہر مزا دل ہی کو حاصل ہوتا<br/>آسمانِ دروِ محبت کے جو قابل ہوتا<br/>ذبح ہونے کا مزہ جاننا گر صیدِ حرم</p>  | <p>کاش میں عشق میں سر تا قدم دل ہوتا<br/>تو کسی سوختہ کا بلبلہ دل ہوتا<br/>آپ گردن پہ چھری پھیر کے بسل ہوتا</p>  |

|  |  |
|--|--|
| <p>گر یہ نجات ہی ہونا تھا نصیبوں میں مے<br/>         آنا کیوں مصر میں کنعاں سے نکل کر یوسف<br/>         موت نے کر دیا ناچار و گرنہ انساں<br/>         آپ آئینہ ہستی میں ہی تو اپنا حریف</p>  | <p>زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا<br/>         جذبہ شوق زلیخا جو نہ کا مل ہوتا<br/>         ہی وہ خود میں کہ خدا کا بھی قابل ہوتا<br/>         ورنہ یاں کون تھا جو تیرے مقابل ہوتا</p>   |
| <p>ہوتی گر عقدہ کشائی نہ یہ اندک کے ہاتھ<br/>         و فوق حل کیونکہ مرا عقدہ مشکل ہوتا</p>   |  |
| <p>جو رنگ رنج و ماتم کا یہاں نمود ہوتا ۱۱<br/>         کسی رنج کش کو دیتا تو کچھ اس کو سود ہوتا<br/>         تیری نرم ہیں تو جلتا کہ تجھے بھی پوہنشی<br/>         جو نہ ہا میرا شد نہ ہو دل گرفتہ غنچہ<br/>         لبہ زل اس کا کیونکر دوبار حریف اٹھائے<br/>         یہ جہالت پنہاں روزہ جو نہ سہ راہ ہوتی<br/>         جو حد کسی کو تجھ پر ہو تو ہو یہ تیری خوبی<br/>         تہ خاک ہونا ظاہر جو سلگنا اپنے دل کا<br/>         تے و کی جبہ سالی الا شک اپنے کرتے</p> | <p>تو ز میں نہ زرد ہوتی نہ فلک کہود ہوتا<br/>         دل سخت کاش کا فخر جہاں ہو د ہوتا<br/>         جو پوہن تھا دل کو جلنا تو بلا سے عود ہوتا<br/>         کہ قبول تنگ رہنا نہیں بے کشو ہوتا<br/>         کہ جو صدر مہ تبسم سے بھی ہو کہود ہوتا<br/>         تو پھر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا<br/>         کہ جو تو نہ خوب ہوا تو وہ کیوں سود ہوتا<br/>         تو شرار سنگ تر بستہ ہیں بھی اپنے دوہوتا<br/>         س قطرہ قطرہ پر اک اثر سجد ہوتا</p> |
| <p>کوئی زہر نوش مجھ سے نہیں پہنچا فوق ورنہ<br/>         شجر ز قوم دوزخ میں بھی خستہ دہوتا</p>  |  |
| <p>اہل آبی نہ شب جہر میں اور تو نے فلک ۱۲<br/>         آنکھ سے آنکھ ہو لڑتی مجھے دہرہ دل کا<br/>         عشق کے ہاتھ سے ذیقین بجا ڈر فدا<br/>         کیسے شکر عشق جفا پیشہ نے شمشیر جفا</p>   | <p>بے اجل ہم کو تمنا ہے اجل میں مارا<br/>         کہیں یہ جائے نہ اس جگہ اجل میں مارا<br/>         اس کو گردشت میں تو اس کو اجل میں مارا<br/>         پہلے اک ہاتھ مجھی پر تھا اندلیر مارا</p>   |



|  |  |
|--|--|
| <p>کون سُنتا ہو تری زلف میں دل کی فریاد<br/>عُوس کی شب بھی مری گور پڑو پھول نلائے</p>  | <p>کہ مسلمان کو ہوکہ فرکے عمل میں مارا<br/>پتھر اک گنبدِ تربت کے کنول میں مارا</p>   |
| <p>نہ ہوا پر نہ ہوا امیر کا اندازِ نصیب<br/>ذوقِ یاروں نے بہتہِ درخشاں میں مارا</p>  |  |
| <p>بیتا ہمیں اصلاً نظر اپنا نہیں آتا ۱۳<br/>نہ کو تری بزم میں کس کا نہیں آتا<br/>کیا جانے اُسے دہمِ چڑ کیا تیری فتنے<br/>آیا ہر دم آنکھوں میں دھندلے<br/>کس دم نہیں گشتِ مرا و پسند نہیں آتا<br/>ہم درو سنہ پہاڑ تو دیا جی سا نہیں<br/>ہستی سے زیادہ ہی کچھ آرام دہ میں<br/>غافل ہو بہا رچین عمر جو رانی<br/>ساتھ اُن کے ہوں میں سایہ کی مانند لکڑی<br/>دُنیا دہ وہ مہیا در کسبِ ام میں سک<br/>جو کوچہِ قافل میں گیا پھر وہ نہ آیا</p> | <p>کہ آج بھی وہ شکرِ سچا نہیں آتا<br/>پر ذکرِ ہمارا نہیں آتا نہیں آتا<br/>جو خواب میں بھی ات کو تہا نہیں آتا<br/>پر لبِ کچھ حرفِ تمنا نہیں آتا<br/>کس دقتِ مرا نہ کو کچھ نہیں آتا<br/>شبنم کی طرح سے ہمیں فنا نہیں آتا<br/>جو جانا ہو یاں سے وہ دوبارہ نہیں آتا<br/>کر سیر کہ موسمِ یہ دوبارہ نہیں آتا<br/>اس پر جی جواہر کہ لپٹنا نہیں آتا<br/>آجائے ہر لیکن کوئی دانا نہیں آتا<br/>کیا جانے مڑ کیا جی کجینا نہیں آتا</p> |
| <p>قسمت ہی سے لاپارہوں کو ذوقِ وگرنہ<br/>سب فن میں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا</p>   |  |
| <p>ساتھ آہ کے شبِ دل سے وہ پچھاں نکل آیا ۱۴<br/>تنگ آکے جو دم تن سے نکل جائے تو جانو<br/>ہاتھ آئے نہ قسمت کے، سو اگو ہر محضہ دو<br/>راست آہ میں میں سید سے اک شعلہ سا چمکا</p>   | <p>تھا کام تو مشکل مگر آساں نکل آیا<br/>زنداں سے کوئی قیدی زنداں نکل آیا<br/>دریا سے تھی خجستہ مراں نکل آیا<br/>میں سے تویرِ رانا دلِ سوزاں نکل آیا</p>  |

|   |  |
|---|--|
| جب کھودا کنواں گنج شیداں نکل آیا  | ہر کوہِ قاتل میں شہادت کا دہینہ  |
| دل رکھ کے کہیں ذوق کا ہم بھول گئے تھے<br>تھا گم وہ کئی دن سے مگر یاں نکل آیا  |  |
| وہ کانہ سہ ساری خدائی کا جھوٹا<br>کہ دعوے کیا تھا صفائی کا جھوٹا<br>پیشوہ تری ہے وفائی کا جھوٹا<br>ترے در پہ نیکرا گدائی کا جھوٹا<br>سو دعوے ہو پار سائی کا جھوٹا   | ہر اک سے جو قول آشنائی کا جھوٹا<br>نیکوں میرے دانتوں سے جھوٹا ہو جوتی<br>بنانا ہو آئین الفت میں کھلو<br>مجھے نسبت خلد ہووے چو پاؤں<br>کئے طاق ابرو میں سے حضرت شل  |
| خدا جانے ہو ذوق جھوٹا کہ سچا<br>نہیں ہووے آشنائی کا جھوٹا   |  |
| اکرتی طواف تھی ترے مجنوں کے ڈھیر کا<br>بے دید جلد آ کہ نہیں وقت دیر کا  | مجنوں کی روح دشت میں مانند گرد باد<br>دم آچکا لبوں پہ ہوا نکھوں میں انتظار   |
| زیبا ہو ذوق خرقہ درویش مرد کو<br>برقع کبھی نہ پائے گا نامرد شیر کا  |  |
| سن لیجھو کہ عیش کا ایوان بہ گیا<br>سینہ سے تیرے تیر کا پریشان بہ گیا<br>کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا<br>بیچارہ مشیتِ خاک تھا انسان بہ گیا<br>نالہ سا ایک سوئے بیابان بہ گیا<br>جس دم بہا کے لے گیا طوفان بہ گیا<br>پر آب وہ پانی کہتے ہیں لٹان بہ گیا | دیرائے اشک چشم سے جس آن بہ گیا<br>بل بے گدا رہ عشق کفوں ہو کئے ل کے سچ<br>زاہد شراب پینے سے کافر ہو ہیں کہیں<br>ہو موج بحر عشق وہ طوفان کہ الحفیظ<br>یہ روئے چھوٹ چھوٹے پاؤں کے قبلے<br>کشتی سوار عمر ہیں بحرِ فنا میں ہم<br>تھا ذوق پہلے دلی میں پنجاب کا حسن |

غل مجایا قمریوں نے ہو مبارکباد کا  
خوب طوطی بولتا ہواں دنوں صبا و کا  
کوہ کے چشموں سے ہوتا نون وال غم باد کا  
دیکھ لو آزاد کو یہ حال ہے آزاد کا  
کیوں نہ میں کشتہ ہوں و قاتل تمی اس یاد کا  
حال میرا ہو بعینہ آسیاے باد کا  
لے اڑے گا شوق پاؤسی اسے جاؤ کا  
ابجد عالم میں گویا تھا الف آزاد کا

سرد عاشق ہو گیا اُس غیرت شناس کا  
ہر نفس سے شور اک گلشن تاک فریاد کا  
کچھ گدا بہ عشق میں ہوتا اثر تو دیکھتے  
سرد موج آب جو سے پائے دہیزیر ہے  
باد کرتا ہو مجھی کو پہلے وقت قبل عالم  
میں ہوں چکر میں لگی حسن سے دنیا کی ہوا  
سہرے کشتہ کا دیکھ گمانہ ہرگز روئے خاک  
سلسلہ میں لفظ و معنی کے نہ آیا دل کبھی

ذوق حیراں ہو بہت فکر کشادہ رہیں

باغلی مشغول کشادہ وقت سب سے آزاد کا

دہان : خم سے خوں ہو کے حرف آؤ نکلا  
خدا جانے کدھر کا چاند آج ایسا رہ نکلا  
کہ تھا لہریز غم اس غم کہہ سے جو سب کو نکلا  
رہی حسرت کہ دم میرا نہ تیرے رہو نکلا  
پھر آخر دل ہی میں دیکھا نفل ہی میں تو نکلا  
مگر تھا دل میں جو کاشا نہ وہ ہرگز کبھو نکلا

مے سینہ تیرا تیر سب اے جلیو نکلا  
مرا گھر تیرا منزل گاہ ہوا میں کہاں طالع  
مئے عشرت کا تھا خزانہ افلاک پر دھوکا  
ترے آتے ہی آتے کام آخر ہو گیا میرا  
کہیں تجھ کو نہ پایا گر یہ ہم نے اک جہاں ٹھنڈا  
کھسے سب ناخن تدبیر اور نوئی ہر وزن

اُسے عیار پایا یا رنجھے ذوق ہم جس کو

جسے یاں دوست اپنا ہم نے جانا وہ غل نکلا

ایلی کے شوق چل میں مجنوں کو دیکھنا

۲۰ کیا کیا ہے راہ ناؤ محمل میں لوٹنا

بے آب تیغ ماہی بے آب کی طرح

او ذوق دل چاہتا محمل میں لوٹنا

|  |   |
|--|---|
| <p>گلشن میں رنگت گئی ہی پھول آفتاب کا<br/>جلتا نہیں ہی برق سے دامنِ سحاب کا<br/>اور ہر ورق نقش ہی حکم آفتاب کا<br/>اُڑنا مگر حال ہی مرغِ کباب کا<br/>دریا میں ہر حباب ہوشیشہ گلاب کا</p>   | <p>۲۱ عالم ہی زندگی میں زمانہ شباب کا<br/>جلوہ ہو کیونکہ خاک پہ تابِ عتاب کا<br/>صدیاں دل ہی گنجد عشق ہو گیا<br/>ہو دل جلوں کے واسطے یلہ بر تو خوب<br/>چمکے اگر عرق گلِ رخسار سے تر سے</p>  |
| <p>ہوتا ہو دل جلوں سے کہیں فوق ضبطِ آہ<br/>موجِ دغاں سے ضبطِ نہو پیچ و تاب کا</p>  |   |
| <p>چلتی گاڑی میں دیا عشق نے روڑا اٹکا<br/>کب تک لگا بیٹے مٹکیوں میں تھوڑا اٹکا<br/>کبھی میدانِ فنا میں نہ یہ گھوڑا اٹکا</p>  | <p>۲۲ نالہ جب دل سے چلا سینہ میں پھوڑا اٹکا<br/>جلد آ وعدہ دیدار پہ ای وعدہ خلاف<br/>توسن عمر رواں ہر نفس اُڑتا ہی ما</p>   |
| <p>۲۳ کامِ جنت میں ہی کیا ہم سے گہنگاروں کا<br/>خرمنِ گل کی جگہ ڈھیر ہوا نکاروں کا<br/>ہو سکا جب نہ مدا و ترے بیاہوں کا<br/>گر تماشا انھیں منظور ہو قواروں کا<br/>تو کھڑا رہتا ہی منہ کس لیے سو فاروں کا<br/>جیلخانہ ہے محبت کے گرفتاروں کا<br/>جاں نثاری ہی اگر شیوہ نمکخواروں کا</p> | <p>ہم ہیں اور سایہ ترے کوچہ کی دیواروں کا<br/>اتنا تو شور و فغاں ہو کہ چمن میں بلبل<br/>چرخ پر بیٹھ رہے جان بچا کر سے<br/>ہوں رگِ بلبل طوقِ بریدہ کی ہمارے خونبا<br/>او سنگر جو ترے تیر نہیں تشنہ انوں<br/>کیوں نہ ہر تار میں دل ہو دیں گرفتارِ کز لفت<br/>دینے جاں بوسہ لعلِ نمکیں پر ہم بھی</p> |
| <p>بے سیاہی نہ چلا کامِ قلم کا ایو ووق<br/>روسپاہی سرو ساماں ہی سیاہی کا روں کا</p>  |   |
| <p>لے پھول اور اس کے بعد کی دو غزلیں بھی ہم سے لکھی ہیں یہ تینوں غزلیں بڑی باغ کی صاحبزادی کی یادگار ہیں ملاحظہ فرمائیے</p>  |   |

|  |   |
|--|---|
| <p>نالہ اس شور سے کیوں میرا دہائی دینا<br/>دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دینا<br/>دے دعا وادی پر خار جنوں کو ہر گام<br/>لاکھ دینا فلک آزار گوارا تھے مگر<br/>روشن اشک گرا دینگے نظر سے اک دن<br/>میں وہ ہوں صید کہ پھر دم میں پھنستا جا کر<br/>کون گھرایا نہ کے آتا اگر وہ دل میں<br/>ساغر موج بھی ترے کشتہ انداز کو یار<br/>منہ سے بس کرتے نہ ہر گز یہ خار کے بندے</p> | <p>۲۴<br/>ای فلک گر تجھ اونچا نہ سنانی دینا<br/>آسمان آنکھ کے تل میں ہو دکھائی دینا<br/>وادی تیری ہے اسے آبلہ پائی دینا<br/>ایک تیرا نہ مجھے دردِ جدائی دینا<br/>ہر آن آنکھوں سے یہی مجھ کو دکھائی دینا<br/>گر نفس سے مجھے صیاد رہائی دینا<br/>خاک ساری سے نہ جا رہا صفائی دینا<br/>بوسہ لب نہیں بے چشم نہائی دینا<br/>گرا نہیں آکے خدا ساری خدائی دینا</p> |
| <p>دیکھ کر دیکھتا ہو ذوق کہ وہ پردہ نشیں<br/>دیدہ روزِ دل سے ہو دکھائی دینا</p>  |   |
| <p>۲۵<br/>جھوٹ ہی جانو کلام اس ہزنِ ایمان کا<br/>جو دل پر آرزو سے نکلا نالہ عشق میں<br/>بن گیا جوشِ محبت سے ہلے سینہ میں<br/>جو فرشتے کرتے ہیں کیسکتا ہوا انسان بھی<br/>یہ تپ غم کی ہوشیت اس تپے بیمار کو<br/>اے اہل تکلیف مت کر کیا کرے گی آن کر<br/>ہو سکے آلودہ دامن پاکہا من کس طرح</p>  | <p>ہن کہ جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا<br/>ایک پتلا تھا سراپا حسرتِ ارمان کا<br/>ماہی دریا سے خوں جو ہر تپے پہچان کا<br/>پر فرشتوں سے نہ ہو جو کام ہوا انسان کا<br/>یومِ راحت بھی ہو حق میں اس دن بحران کا<br/>ہو چکا پہلے ہی کشتہ میں کسی کی آن کا<br/>لے زلیخا چھوڑ دامن یوسف کنعان کا</p>  |
| <p>دیکھنا اسے ذوق پہنکے آج پھر لاکھوں کے خون<br/>وہ جاتا ہو لبِ لعلیں پہ لاکھا پان کا</p>  |   |
| <p>۲۶<br/>کسی بکس کو لے بیدار کر مارا تو کیا مارا<br/>جو آپ ہی مر رہا ہوا اس کو گھرا تو کیا مارا</p>   |   |

اگر پیارے کو اسے اکسیر گراما تو کیا مارا  
جو اس نے ہاتھ میسر سے ہاتھ پیرا تو کیا مارا  
الہی پھر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا  
کسی نے تمہارے بے خبر مارا تو کیا مارا  
جو غوطہ آب میں تو نے گہرا مارا تو کیا مارا  
اگر تیشہ سے کھسار پیرا تو کیا مارا  
اگر لاکھوں برس سے یہ مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہوا کسیر بن جاتا  
نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول سے دیکر  
تفنگ تیر تو ہار نہ تھا کچھ پاس قاتل کے  
ہمنسی کے ساتھ یاں دنا ہو مثل قاتل مینا  
مرے آنسو ہمیشہ ہیں نگ لعل غرقِ خون  
دل سنگین خسرو پر بھی ضرب ہو کو کہن سپنے  
گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرے نہیں

دل بدخواہ میں تھا مارا نایا چشم بد میں میں  
فلک پر ذوق تیرا گر مارا تو کیا مارا

ہنستا رہے چپ راج بھی مجھے مزار کا  
چشمک ہے برق کی کہ چشم شرار کا  
پردہ جو درمیاں نہ ہو دل کے غبار کا  
آنکھوں میں آکے ٹھیرا جو دم انتظار کا  
کھٹکا نہیں نگاہ کو مڑگاں کے خار کا  
مکتوب شوق اڑ کے ترے ہتھیرا کا  
کرتی ہو قصد ٹٹی کی او جھل سسکار کا  
تا جانے وہ یہ خطا ہو کسی ناکسار کا  
گو یا کہ اک ستارہ ہو سحر ہمارا کا

۲۰ میں وہ شہید ہوں لب خدا ان یار کا  
ہنگامہ گرم ہستی ناپاؤں دار کا  
ہو راز دل نہ یار سے پوشیدہ یار کا  
آنا ہو گرتو آؤ کہ سینہ سے چل کے اب  
ہو پاک امنوں کو خلشگر سے کیا خط  
پو پو پو گاتیرے پاس کبوتر سے پیشتر  
ہو دل کی داؤ گھات میں مڑگاں سے چشم یار  
قاصد لکھوں لفاظ کو خط غبار سے  
اس روئے تابناک پہ قطرہ عرق

ای ذوق ہوش گریہ تو دنیا سے دور بھاگ  
اس میکہ میں کام نہیں ہو شیاد کا

کسی کے رخ پہ ہو جی جو چشم ہند وزاد ۲۰ تو اس کو گھیرے ہیں مڑگان بال کے کیسا

|  |   |
|--|---|
| <p>نمو و خال کی دیکھو تو زیرِ ابرو سے یار<br/>ہماری فیش پہ تہنگ نہ کیوں ہوا سے قال</p>   | <p>ستارہ نکلا ہو نیچے ہلال کے کیسا<br/>اٹھا ہو قصہ یہ بعدِ انصاف کے کیسا</p>  |
| <p>ہزار دم ہیں اُسے یاد تو نے دیکھا ذوق<br/>گیا وہ غیر کے گھر تجھ کو ٹال کے کیسا</p>   |   |
| <p>نالہ کہتا ہو کہ تاجِ رخ زحل جاؤں گا ۲۹<br/>دل سے کہتا ہوں کہ تو ساتھ نہ لیجا مجھ کو<br/>درہ میں بھی اگر جاؤں گا تو جائے کتاب<br/>دل یہ کہتا ہو مجھے روزِ سنہ سے نکال<br/>سرِ عمروں سے فلکِ ال نہ پالا کہ بنِ گ<br/>آئینے شاکِ سفت مجھ کو گر کر نہ اٹھا<br/>ترجمہ در یہ نہیں دیر میں جاؤں گا<br/>قیس و فریاد کو ہٹاؤں گا کچھ عشق کی راہ<br/>گر تیرا گل میں ہوا نہ دم گرمی شوق<br/>کہنا میرا ہن گل ہے یہ نزاکت سے نسیم<br/>سُنتے ہوا زہد و ناصح جو ہیں سمجھتے مجھے<br/>میں وہ مشتاقِ شہادت ہوں کہ مسخینے کو</p> | <p>بلکہ میں توڑے اس کو بھی نکل جاؤں گا<br/>جا کے میں واں تے قابو سے نکل جاؤں گا<br/>شیشہ بادہ لیئے زیرِ بغل جاؤں گا<br/>ورنہ نم ہوں ہو کے میں آنکھوں سے نکل جاؤں گا<br/>نخلِ سرِ زردہ کی طرح سے جل جاؤں گا<br/>دل نہیں میں کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤں گا<br/>کچھ میں نہ چھ تو نہیں ہوں کہ چل جاؤں گا<br/>بیکے میں گر طرفِ مشت و جبل جاؤں گا<br/>سمجھا اتنا بھی نہ کینخت کہ جل جاؤں گا<br/>ہاتھ مجھ کو نہ لگانا کہ نکل جاؤں گا<br/>کیا بدل دیوینگے یہ اور میں بدل جاؤں گا<br/>پائے کو بار یہ شمشیر اجل جاؤں گا</p> |
| <p>جنسِ برگِ صفتِ بانیِ جہاں میں ذوق<br/>کچھ نہ ہاتھ آئے گا تو ہاتھ تول جاؤں گا</p>  |   |
| <p>اس سے تو اور آگ وہ بید ہو گیا<br/>سینہ میں ہوا لہوس کے بھی تھا آبلہ مگر<br/>مجھوں بھی دشتِ گرد تھا مانندِ گردِ باد</p>  | <p>اب آہِ آفتیش سے بھی دل سر ہو گیا<br/>نفس کا نام سُنتے ہی منہ زرد ہو گیا<br/>جب خاک اڑائی ہم نے تو وہ گرد ہو گیا</p>  |

|  |   |
|--|---|
| آخر تپ تڑپ کے یو ہیں سرد ہو گیا  | اس مہدی تیر غم وہ کو تہ نے کیا نہ دنج   |
| پیر مغال کے پاس وہ داہن جس کے ذوق  | نامرد مرد مرد بے اراد ہو گیا  |
| نکلا چراغ داغ دل اپنا بجھا ہوا<br>ایک نیم نہ ہر میں گویا بجھا ہوا<br>لو پھر جھڑک اٹھا یہ مستیلہ بجھا ہوا<br>یوں بل اٹھے گا جیسے کہ کولا بجھا ہوا   | ۳۱<br>کھتے تھے آفتاب قیامت جسے سودا<br>چشم غنیمت سے نیم نگہ میرے واسطے<br>پھر دل میں آہ سرد ہوئی میرے شعلہ در<br>جل کر اگر بجھا بھی دل خستہ مرا   |
| ہم آپ بل بچھے ٹرس لال کی آگ کو<br>سینہ میں ہم نے ذوق نہ پایا بجھا ہوا  |   |
| ہی اپنا اپنا مفت رہا نصیب جدا<br>ہے جو کیونکہ گلستاں سے غنیمت جدا<br>رؤف درو میں ہو حکمت طیب جدا<br>کہ فوج سے نہیں رہتا کبھی نصیب جدا<br>الہی ہونہ وطن سے کوئی غریب جدا<br>نہ کر سکا مرے دل سے غم حبیب جدا   | ۳۲<br>جدا ہوں یا رہے ہم اور نہ ہوں قییب جدا<br>تری ملی سے نکلتے ہی اپنا دم نکلا<br>تمہارا درو جدائی نہ ہو جا مجھ سے<br>ہجوم اشک کے ہمراہ یہ کون نہ ہونا لہ<br>فران خلد سے گندم ہر سینہ پاک اب تک<br>کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے لگا |
| کہیں جدائی کا کس کس کی بیچ ہم ارد ذوق<br>کہ ہوتے واسے ہیں ہم سب سے غریب جدا  |   |
| ور نہ ایمان گیا ہی تھا خدا نے رکھا   | شکر ہو یہی میں اس بت کو حیا نے رکھا   |
| <p>۱۔ یہ غزل بہت آدھی غزل ہو جو میان نامہ شاہ اور گنت آبادی کی محبت میں لکھی گئی اور ان کو شہنائی گئی انھوں نے اس غزل کو<br/> شہنا خوش ہوئے اور بچے لگے پھر مقلد آئے استاد ذوق فرمایا کرتے تھے کہ کاش یہ غزل میں ان کو نہ سنا تاج کی - دیت جدا<br/> تمی جو شاہ صاحب ۱۸۳۵ء بمبئی چالی کو سبب ہوئی ۱۸۳۳ء کے قریب کا کلام ہے ۱۱<br/> ۲۔ یہ غزل شہنا صاحب ۱۸۳۵ء بمبئی چالی کی فرمائش سے تیس ہزاری داغ میں کہی تھی ۱۲</p> |   |



بارے تعویذ تو نقش کش کھیت پانے رکھا  
استخوان کو مرے منہ پر نہ ہمارے رکھا  
ایک تنکا بھی نہ تھا با و صبا نے رکھا  
پا بزرخیر تری زلف دو تانے رکھا  
دستہ نرگس کا نہیں میرے سر ہانے رکھا  
خوب و عجب کے میں اُسے تارِ قبا نے رکھا  
گھر میں مہمان جسے اہلِ سخا نے رکھا  
لیکنا کام اُسے آبِ بقا نے رکھا

تھانہ پامال رہے عشق کی تربت کا نشان  
لکڑی کا رہا بسِ وفا بھی یہ اثر  
اشیاں بلغ میں ڈھونڈا جو قفس سے جا  
دل چو دیوانہ نہ تھا میرا تو کھر کیوں اس کو  
آنکھیں دیدار طلب سے آئی میں نکل  
ناتواں ہیں نہ تن زار مراد کچھ سکا  
نہ رکھی خوبی و زشتی سے نہض آئینہ وار  
نثر بہت مرگ سے محروم نہ رہتا بھی خضر

بے نشان پتے فنا ہے ہو جو ہو کچھ بولنا  
ورنہ ہر کس کا نشانِ وقت فنا ہے کھانا

اس کے قابو چڑھا تو یہی نادان چڑھا  
واہ کیا خوب ہو سونا میر قرآن چڑھا  
وہیان پر میرا نہ مطلب کسی عنوان چڑھا  
اگر ویش چشم نے پیروی ہو غضبان چڑھا

عشق کے ڈھب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑھا  
مصحفِ رخ پہ ترے رنگ سہرا تیرا  
دیکھو قسمت کا لکھا اُس نے پڑھا خط سوا  
سنگِ سرمہ میں سینا تاب تھی وہ تیغ نگاہ

حضرت عشق کی درگاہ میں آکر احوالِ فوق  
دل و دیں دیتے ہیں سب کبر و مسلمان چڑھا

ننگ سے دل میں کیا کیا چٹکیاں لینے لگا  
بید مجنوں دیکھ کر انگڑائیاں لینے لگا  
مجھ سے کس دن کے بدلے آسماں لینے لگا  
یہ بلائیں کس کی باغِ او باغباں لینے لگا  
وہ قدم تیرے بس او میر مٹاں لینے لگا

تیر چٹکی میں لیا اُس نے پئے جانِ عو  
نام میرا سن کے جنوں کو جما ہی آگئی  
مجھ کو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جو ہر مضر  
ہوئے غنوں کا چھٹا انگلیوں کی سی چٹک  
جس نے کی اس میکہ میں بیتِ مسرت ہو

لے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی لہری ہمار  
موت اس کو یاد کرتی ہو خال جلتے لہو کو  
اپنے پوسے آپ وہ غنچہ وہاں لینے لگا  
یوں تراجم ہمارے عمر جو ہچکیاں لینے لگا

راست کو اردو حق اس کے نوک میں کان خیال  
تن پہ ہر سوسے مے کا رسناں لینے لگا

پہنچا آب تیغ قاتل تابہ را چھا ہوا  
اُسے گادشت میں لیے اتنے ناف کے کام  
اندھ گیا اُس موکر کا جبکہ مضمون مکر  
ہاتھ تو اوچھا پڑا تھا یار کی شمیر کا  
کچ گیا میری طرف سے اور بھی دلبر کا دل  
قتل کرتا ہو ترا بسل سے یہ کہنا کہ لو  
ہو بُرا تو ہی اگر آیا نظر تجھ کو بُرا  
اردو دل مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا  
ہو گیا مجنوں جو کا نٹا سوکھ کر اچھا ہوا  
ہو گئی مضمون میں دشت شمع ہوا چھا ہوا  
زخم پر قسمت سے میری کارگر اچھا ہوا  
واہ واجد ب محبت کا اثر اچھا ہوا  
ابتو وامن بھی ہوا لو ہو سے ترا چھا ہوا  
تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم کر اچھا ہوا

ذوق کے مرنے کی سن کر پہلے تو کچھ رگے  
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر ”اچھا ہوا“

عجب حیرت میں بن جبکہ نظر وہ خال لبایا  
نویلاے تشنہ کامی بارے آب خنجر قاتل  
آل کیجو ذوق طہیدن - دیکھیے کیا ہو  
نوشتہ سے ہوا ایک حرف بھی ہرگز نہ بیشو کم  
بنگ غنچہ غنیمت دل ہنسے کیا اس گستاخ میں  
وہ آئیں یا نہ آئیں میں نہیں نجد یہ دل رن  
ترے دُرسے نہ آیا پاس کوئی نیم جانوں کے  
میں اپنے ذوق کے قوال کہ تھی میں محبت کی  
دہن اس کا عدم ہی اور عدم میں مکتہ کب آیا  
گلو تک میرے اور زخم گلو کے تالاب آیا  
کہ اب تک فوج کرنے کا نہیں قاتل کو ڈھب آیا  
جو پیشانی میں تھا لکھا ہوا وہ میش سبب آیا  
بھرا یا منہ میں خوں گرگ تسمیر برب آیا  
مگر یہ پنج ہو کیوں پنج ان کو بے سبب آیا  
مگر رونا بھی چوری سے بعد از نیم شب آیا  
بلا یا کس نے اس کو جب یہ آیا بے طلب آیا

|   |  |
|---|--|
| <p>مے طالع میں جو کیا کام اچھوڑ دے<br/>نفس ہے جاوہ عمر و اں جس طرح سے گزے<br/>جسے کہتے ہیں بحر عشق اُس کے دو لکنا ہیں<br/>تراہر مویں مژگان ل کو انگشت اشارت ہے<br/>لے اکیر کر اس کشت خوں سے بین لوں ہر گز<br/>نیکترین امن الیاس گرد و آبِ بلا میں ہم<br/>سہراہ قنایں ہوں مہیا ہو سفر لیکن<br/>لہرِ رحمت سے اُس کی بخشش اُن نے رو کر</p> | <p>چمک جانا ہو کافی آتش ل کے شعلے کا<br/>یہاں پوچھے جو اچھوڑا کیا رستہ گزے کا<br/>ازل نام اس کنا سے کا بے نام اُس کنا سے کا<br/>سمجھنے والا مجھ سا چاہیے ہر اس اشارے کا<br/>مے مذہب میں کہنا ہو کشتہ کرنا پارے کا<br/>کہ بدتر ڈوب کر مرنے سے ہی جینا سہلے کا<br/>ہر رنگ اشکِ خنک کان منتظر ہوں ک اشارے کا<br/>چھڑک کر ہم نے بیجا نفع پر سو و اخسائے کا</p> |
| <p>فقط تارِ نفس کا ذوق خطِ جاوہ کافی ہے<br/>پسے عمر و اں کیا چاہیے رستہ گزے کا</p>  | <p>فقط تارِ نفس کا ذوق خطِ جاوہ کافی ہے<br/>پسے عمر و اں کیا چاہیے رستہ گزے کا</p>   |
| <p>نہ ہو اُن سے بہاں در و جدائی کرتا<br/>خاک آئینہ سے ہو نام سکندر روشن<br/>سین گوئی شوا باغ بہاں میں غافل<br/>سو زل کون کھجائے کہ نہیں چشمِ ملک<br/>بہر رہیے تو نفس ہے بے شکم کی جاک</p>   | <p>۳۹<br/>کام قاصد کا ہے یہ سیرِ ہوائی کرتا<br/>روشنی دیکھتا گردل کی صفائی کرتا<br/>ور نہ ہر برگ ہوا میں نغمہ سرائی کرتا<br/>پہر چھ خوں حسیگر کا رروائی کرتا<br/>پہر بڑے چین ہیں شوقِ رہائی کرتا</p>   |
| <p>ذوقِ اس لیس کا بیکار ہو وصفِ نگار<br/>انکس خوبی سے ہو کا غار کو خانی کرتا</p>  | <p>ذوقِ اس لیس کا بیکار ہو وصفِ نگار<br/>انکس خوبی سے ہو کا غار کو خانی کرتا</p>   |
| <p>۴۰<br/>کہ نہ تھا بھلا کیوں بھڑکیا دھواں ہوتا<br/>ابھی تھا نا بھلا کیوں نہ سببِ فتنہ جاں ہوتا<br/>عزاداری میں ہر کس کی چیخ مانتی جاتی<br/>نہ ہوتی دل میں کاوش کسی کی نوٹے گاں کی</p>  | <p>کہ نیچے آسمان کے لگ نیا اور کسمان ہوتا<br/>کوئی دم شمع مردہ میں بھی جاتی دھول ہوتا<br/>کہ جیپٹک کی صہت ہو خطِ کھلشاں ہوتا<br/>تو کیوں حق میں مے ہر مے تن مثل سنان ہوتا</p>  |

|   |  |
|---|--|
| <p>اگرچی کھول کر میں تنگنا سے دہریں دتا<br/>     اگر نا کر نہ ہونا وہ ادھی جہنم میں اور جہنوں<br/>     ترسے تو نہیں بلکہ کی خاک پر ہونا اگر سبزہ<br/>     اگر کاو سنل کی قاتل کے بوقصد پیچھے نظر رہتی</p>   | <p>تو مجھے کمکشاں میں بھی فلک کے خوں دان تھا<br/>     تو گنبد ہم سے سرشتوں کو تربت کہا تھا<br/>     تو شعلہ مومے تر کاروں میں تپتے ہم خوں دان تھا<br/>     کہ خیر تھا مری گردن پر کک کر دانی آ</p>   |
| <p>زکرت نصیب میں یہ تو اوزدوق ک کھڑی ہیں<br/>     کٹورے کی طرح گھڑیاں کے فوق آسمان بجا</p>  |  |
| <p>آنکھیں مری تلوے کی ہو کر جانے تو اچھا<br/>     جو چشم کہ ہے غم ہو وہ ہو کہ تو بہتر<br/>     بیار محبت نے لیا یہ سب کسبھا لا<br/>     ہو تجھ سے عیا دست جو نہ بیار کی اپنے<br/>     او کہ یہ نہ رکھتے تن خشک کو غرق آب<br/>     تاثیر محبت تو عجب حُب کا عمل ہے<br/>     فرقت سے تری تار نفس سینہ میں میرے<br/>     ہاں کچھ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت</p> | <p>یہ حسرت پا بوس نکل جائے تو اچھا<br/>     جو دل کہ ہو بے داغ و دل جائے تو اچھا<br/>     لیکن وہ بھلائے سے بھل جائے تو اچھا<br/>     لینے کو خبر اس کی اجڑ جائے تو اچھا<br/>     لکڑی کی طرح پانی میں گل جائے تو اچھا<br/>     لیکن یہ عمل یار پہ چل جائے تو اچھا<br/>     کاٹنا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا<br/>     یہ سینہ پھپھو لوں سے پھل جائے تو اچھا</p> |
| <p>ہر قطع رہ عشق میں اور ذوق ادب شرط<br/>     یاں شمع غلط سر ہی کے بل جائے تو اچھا</p>  |  |
| <p>کے ہر خیر قاتل سے یہ گلو میرا<br/>     مجھے وہ پردہ نشیں ساننے کب آنے<br/>     نہ پہنچا گردن جاناں تک لے رٹوٹ کے ہاں<br/>     مقام وجد میں آئیں ابھی بلاک عرش<br/>     عجب نہیں ہر مری سوزش محبت سے</p>  | <p>کی جو مجھ سے کرے تو پیے ہو میرا<br/>     جو ذکر آنے نہ دے اپنے روبرو میرا<br/>     پڑا گلے میں مرے دست آرزو میرا<br/>     جو میکہ میں نہیں شور مے و ہو میرا<br/>     کہ تار شمع ہو ہر ایک تار ہو میرا</p>   |

|   |  |
|---|--|
| <p>برنگِ آئینہ چشم پر آب سے میری<br/>کروں میں کیا کہ گر بیانِ صبح کی مانند</p>  | <p>گر اندہ اشک - کیا پاس آبر و میرا<br/>نہیں ہو چاکِ جگر قابل - تو میرا</p>  |
| <p>نظر جو آتا ہوا اب تک فلک کا رنگ سیاہ<br/>اڑا تھا سایہِ بخت سیہ کبھو میرا</p>   |  |
| <p>۴۴ نہ ہوا آبِ تہادت سے گلو تر نہ ہوا<br/>دل کے میں خاک ہوا تو بھی بادِ اضطراب<br/>بے چلغ اس کو نہ رکھ دماغِ الم سے اور عشق<br/>کب صبا آئی ترے کو چہ سے ایسا کہ میں<br/>خونِ رگمائے گلو لاشہ بے سر سے مے<br/>عشق یہ معجزہ کیا ہے کہ اس کشتہ کے</p>  | <p>مستعد جب وہ ہوا ہائے تو خجرت نہ ہوا<br/>یہ وہ سیلاب ہو کشتہ نہ چھا پر نہ ہوا<br/>خانہ دل کوئی ویرانہ ہوا گھر نہ ہوا<br/>جو حجاب لب جو جامد سے باہر نہ ہوا<br/>آکے کب عیش پر قادر سے ہنسنے نہ ہوا<br/>موتے سر حلق سے پیدا ہوئے نہ زہر نہ ہوا</p>   |
| <p>ذوقِ بیما محبت ہو خدا خیر کرے<br/>کیہ آزار ہوا جس کو وہ جاں بر نہ ہوا</p>  |  |
| <p>۴۵ جان کے دل میں سدا صنیے کارماں ہی ہا<br/>پستہ قندی ہو کام غیر میں وہ لعل لب<br/>بندہ سکا ہم سے مضمون لڑ بان تنگ<br/>جاہل منکر نہ اے راہ پر منحرف سے بھی<br/>کب لباسِ دنیوی میں چھتے ہیں کوٹن وغیر<br/>آدمیت اور شر ہو علم ہے کچھ اور چیز<br/>آہو توں دل اور پکیاں دو لون سینہ میں ہے<br/>سب کو دیکھا اس سے اور اس کو نہ کچھا جو گاہ<br/>لگے نصیر دین سنی تھیں اور اب انھیں تری</p> | <p>دل کو بھی دیکھا ہے یہ بھی پریشاں ہی ہا<br/>پر مے حق میں قناسکے بردناں ہی ہا<br/>باختہ اپنا فکر میں زیر زخموں ہی رہا<br/>جہل سے جو جہل پستہ نامسلاں ہی رہا<br/>جامد فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی ہا<br/>کتنا طوطے کو پڑھا یا پروہ حواں ہی ہا<br/>آخر شِ دل بر گیا غل ہو کے پکایں ہی ہا<br/>وہ رہا آنکھوں میں اڑا نکھوس پھارا ہی ہا<br/>ملکِ دل پنا ہمیشہ کافرستان ہی ہا</p> |

|  |   |  |
|--|---|--|
| <p>دین و ایمان ہو نہ تا جو ذوق کیا میں<br/>اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا</p> | <p>تو جس سے نالائک ہو گیا<br/>گھر و حویلیں سے نالائک ہو گیا<br/>تو جس سے نالائک ہو گیا<br/>گھر و حویلیں سے نالائک ہو گیا</p>  | <p>۵۴<br/>تو غنا جو باو آیا برنگ قہر مسینا<br/>آزادیں گئے ہوئیں اک کن میں جس چرخ گوشت<br/>بلا ہوں مضطرب میں بھی کہ تجھے برقی پئے بکر<br/>تسبیح سوئے محبت کے لیے چادر نہیں تھی</p>  |
| <p>سمجھ کر مورتی نہ دیا سہ، فنا کر خیر خیراں<br/>کفن مثل سالیب ذوق میں نے سمجھ لیا</p>   | <p>۵۵<br/>کہ کیا ہے چہ تو ہوا غیر شہید ہنسنا<br/>کہ جو کوئی کا کہے ان تو عشرہ کی تحفہ<br/>مسلمان کو گئے جس میں شیریں یہ عزم<br/>کرے چمکانے فی عورت پر ہر قطرہ شبنم کا<br/>تعب کیا کہ اب میں لیں جان جو آدم کا<br/>لگا قسمت سے نسخہ پانچوہا کسیہ اعظم کا</p> | <p>۵۶<br/>بھرنے کیا کروں سینہ میں اپنے آتش غم کا<br/>جہاں میں عرصہ عشرت سوادہ چندہ غم کا<br/>ترے عاشق کو ہیویں خوشگوار آیت خیر<br/>تسے رخسار کا پر تو پئے گر عارض گل پر<br/>اگر آتش فراہوں کہ حد ہو خاکساروں پر<br/>خطاں کہ وصل کی ولت کا ہی پیغام وہ حد</p> |
| <p>شبیہ ذوق سینہ میں مئی ہیں حسرتیں لاکھوں<br/>مری جاہ جو گویا وہ ہو اک نال ماتم کا</p>  | <p>۵۷<br/>یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا<br/>لمبخت پاک ہو کے لمبیدوں میں مل گیا<br/>ہیر مٹاں کے میں بھی مریوں میں مل گیا</p>   | <p>۵۸<br/>کل اس نگہ کے زخم سیدوں میں مل گیا<br/>گر بعد فخر چہرے سب دنیا جو افیر<br/>آخر کو فین بیعت مست سب سے آج</p>   |
| <p>۵۹<br/>یہ غزل بھی ہے میری یادگار ہے جو تیس ہزاری لغ میں رہا کرتی تھیں</p>             |   |  |

|  |  |
|--|--|
| کھلاکے گمشدہ سے فکرا پاک سیرات   | اُس پہونش کے سوتے دیدوں میں لگیا   |
| حیرت جبین ذوق وہ تیرا جس سے تیرا<br>خفا کر چہ شوق میں سب دہن میں لی گیا  |  |
| بچہ کوں ہر غم پہ نہ سنا سنا نہیں کرتا<br>یہ تیرے ہر سر پہ وہی آئے ہیں اُن کے<br>آصاف کرتے رہے مئے صاف صافی<br>دل فقر کی دولت سے مالا مال غنی ہے<br>پڑھنا نہیں خط غیر مالا کسی عنوان  | یہ ہر ایک کو دیکھ کر اُسے نہیں کرتا<br>اور وہ ہم اُس کے دہن میں تو آتے ہیں کرتا<br>پھر سوئے اسے جس طرح غم میں نہیں کرتا<br>وہ لکے نہ مال پہونش غم نہیں کرتا<br>جسے تاکتے عبارت میں قصہ سنیں کرتا |
| ای ذوق تکلف میں ہے غایت سحر<br>آہم سے وہی جو تکلف نہیں کرتا  |  |
| ہر گام پہ گئے ہر وہ پہونش پا<br>افنا دگاں کو بے سرو ساماں نہ جانو<br>اعجازِ پا سے تیرے عجب کیا کہ راہ میں<br>فیضِ برہنہ پانی بخون سے دشت میں   | ہر گام پہ گئے ہر وہ پہونش پا<br>وامانِ ناک ہوتا جو روپوش نقش پا<br>بول اُٹھے منہ سے ہر لب نہ موثر نقش پا<br>ہر آبلہ بنے ہو تو ہر پوشش نقش پا   |
| پاؤں در کنار کہ اپنی تو خاک بھی<br>پہنچی نہ ذوق اُس کے باغوش نقش پا  |  |
| جل اٹھا شمعِ شمع تارِ گرجاں میرا<br>سب سے دیکھ کر جو لب زخم تو بولا قاتل   | ۵۰ آہ روشن نہ ہوا کلبہِ احزان میرا<br>آج تیرا ہے دہن اور نمکداں میرا   |
| <p>۱۱ غزل اسبق کا نوٹ ملاحظہ ہو ۱۲</p> <p>۱۲ یہ غزل ذوق کی زندگی کے ایک یونانی واقعہ کو یاد دلانی ہے اسی غزل پر انا کا استاد شاہ نصیر نے قطعِ تعلق ہوا تھا ۱۳</p> <p>۱۳ یہ غزل اور جزا سے نمبر ۱۱ کے دلہن العک کی وہ غزل پر انا کا ابتدائی مشق کا نتیجہ ہیں ۱۴</p> |  |

|   |  |
|---|--|
| <p>کر کے بسمل مجھے کس نائے کتنا ہو وہ شوخ<br/> دھیان میں آئینہ رخ کے گئی جاں نکل<br/> لفظ معنی کا بکھر جائے ابھی حرفت حرف<br/> خندہ جام کو مینا کے لبوں پر کھند</p>   | <p>دیکھ ترکچو نہ خوں سے کہیں اماں میرا<br/> رہ گیا ہاے کھلا دیدہ حیراں میرا<br/> باندھیں گراں سن حال پریشاں میرا<br/> دیکھو پھر ہنستا ہو کیا کیا لب خنداں میرا</p>   |
| <p>اپنا رونا مجھے ہنسنے سے مبارک ہے ذوق<br/> دیکھ خنداں ہو جو وہ دیدہ گریاں میرا</p>  |  |
| <p>رکھتے تھے جو کشور کسے قیصر زیر پا<br/> ای جنوں! ہم با جہنہ گرم پتھر زیر پا<br/> تم پلور کیا کر جو میرا دیدہ تر زیر پا<br/> ہو نماز گشتہ قامت بجائے جانار<br/> زیر دستی پر بھی ہو موزی سے لازم احراز<br/> ہیں تھے مجھوں کے مرگناں دی حشت کے خار<br/> ہیں ہوں وہ کشتی شکستہ بحر الفت میں صبا</p> | <p>۵۱<br/> ہے انہی کا آج سر با تاج وافر زیر پا<br/> دو پہر ہی سایہ بھی میٹھا ہے چھپ کر زیر پا<br/> پل ہوں بحر اشک پر ترگاں سرانفر زیر پا<br/> اے قیامت لا کچھا داناں خشر زیر پا<br/> جب دبے گا سانپ کاٹے کا مقر زیر پا<br/> راہ آنکھوں کے نکل آئے ہیں چھکر زیر پا<br/> ایک تختہ رہ گیا ہے جس کے پکر زیر پا</p> |
| <p>قہرین کو ذوق سب قارت کرے کا لکندن<br/> چونٹیوں کا پھر رہا ہے یہ جو لشکر زیر پا</p>   |  |
| <p>۵۲<br/> دشمن جاں یک بیک سارا زمانہ ہو گیا<br/> جس کو اوطالم تری مرگاں کا کھٹکا ہو گیا<br/> ہم نے ان سے دوستی کی نہ ہیں تے دشمنی<br/> تم نے کل عدم سفر کا ہم کو تھا ہیجا مایم<br/> مرنا جیسا ایک جہاں کا ہو گناہوں پر تری<br/> خط لکھا مجھ کو تو اس میں نام بھی پورا نہ تھا</p>                 | <p>ہاے تاثیر محبت یہ ستم کیا ہو گیا<br/> سو کھ کر ایسا ہوا دُعا کہ کاٹنا ہو گیا<br/> دیکھو کیا سوچا تھا ہم نے اوراں کیا ہو گیا<br/> لو سفایاں آج دنیا سے ہمارا ہو گیا<br/> جس نظر سے آنکھ بھر کر تونے دیکھا ہو گیا<br/> کیا کہوں قسمت کا لکھا آج پورا ہو گیا</p>   |



|   |  |
|---|--|
| <p>نام بدنام ای صنم ناعق قضا کا ہو گیا<br/>گنبد گردوں سے سارے کا سارا ہو گیا</p>  | <p>کر دیا تیغِ ننگ نے ایک عالم کا ہونوں<br/>بادِ زلفِ عنبریں میں رات یہ آپہنیں</p>   |
| <p>ذوق نے ہوزلف کو چھیرا تو لے مجھ سے قسم<br/>تو نے خود چھیرا اُسے اور برہم اتنا ہو گیا</p>   | <p>کوہ کے چشموں سے اشکوں کو نکلتے دیکھا<br/>صنعت سے سینہ میں آتا ہر دمِ طرح</p>  |
| <p>ای صنم پر ترا پتھر نہ پگھلتے دیکھا<br/>ریگ کو شیشہ ساعت میں نہ چلتے دیکھا<br/>پھولتے دیکھا مگر آہ نہ پھلتے دیکھا<br/>اگے کالے کے دیا کس نے ہو جلتے دیکھا<br/>مو جھل گویا غریباں پہ ہو جھلتے دیکھا<br/>پاؤں اس کو تھے پہ ہو سبکا پھلتے دیکھا<br/>ہم نے بچے کو بھی ایسا نہ پھلتے دیکھا<br/>گر سرِ بھینہ سے ناگن کو ہو ملتے دیکھا<br/>شاخ آہو سے ہو خم کس نے نکلتے دیکھا<br/>اُن کو دیکھا نہیں پر ہم کو نکلتے دیکھا</p> | <p>اُس رخ و زلف کے نگے نہ ہوا مر کو فروغ<br/>ای سمبا جنتِ سرسبز کے سوا کس کو بھلا<br/>جو چرخِ اوج تھا پر وہ گرا سا بیض<br/>کوئے جاناں میں ہو دل جیسا گیا قابو سے<br/>زلف کہتی ہو دگوش سے کھلا دے کوئی<br/>کچ ادائی گئی کب ہم سے تھے ابرو کی<br/>کوئے جاناں سے ہم اور خدائے آدم نکلتے</p> |
| <p>خانہ دل کے سوا آتشِ غم سے اور ذوق<br/>سامنے آنکھوں کے گھر کس نے ہو جلتے دیکھا</p>  | <p>برنگ گلِ صبا سے کب کھلا دگھیر دل میرا<br/>ورق پر سینے کے کھینچا ہوتا ریشمِ مسطر</p>   |
| <p>اکدو باغِ جہاں میں غنچہ تصویرِ دل میرا<br/>کرے کا شمعِ درِ عشق کچھ تحریرِ دل میرا<br/>زمین پر کھینچتا ہونا لہ ششگیرِ دل میرا<br/>کیا ہوا اک ننگ میں ای پری قنیرِ دل میرا<br/>ہوا ہو کیمیا سے عشق سے اکسیرِ دل میرا</p>   | <p>سنہا لے رکھ دلاؤ آسمان دیکھ اپنے دہن کو<br/>تری چشمِ فسون نے کہاں کیسا تھا یہ جادو<br/>بتو اگر حسن کی دولت سے تم ہو بن گئے پارس</p>   |

توں کا عشق ہو گزرفوق تو ساری خلق میں  
کرے گا شہر ہر اک دن مجھے تشہیر دل میرا

اُن سے کچھ وصل کا ذکر اب نہیں لانا اچھا ۵۴ وہ جو کچھ کمو میں تو تم بھی کہے جانا اچھا  
تم نے دشمن ہو جو اپنا نہیں جانا اچھا  
طارِ جاں کے سوا کچھ جاناں کی طرف  
طاقِ ابرو کے تصور میں دلا کھینچ نہ آہ  
بدگمان کی کچھ اس میں بھی نہ دالیں خند  
آتشِ عشق کی سیڑھی نہ سناں دیکھا تو چشم  
بیٹھ رہ کر کے فاعلت کہ شمس میر تو  
ساقیا ابر ہو آیا تو بڑھا خم پر ہاتھ

سامنے یار کے از فوق بہانا افسو  
ہو تو چاہت کے جناے کو بہانا اچھا

جاسے عالم میں فرخِ امانا تو ہو گئے جدا ۵۵ دیکھ چکے ہو شر ہو گئے ہی پھرتے جدا  
کچھ مشاطہ نہ سببہ گوشِ دلبر سے جدا  
لکھے شمع سوزشِ بھراں جو تیرا بیکار  
فندقِ پائے نگاہیں کا ہوں میں دانوہ  
خطِ شمعِ ناتوانی ہو گیا آگے ہی آگے  
جوں پر کمزور بازوئے کوتاہ سے جدا

فوق ہو ترکِ ظن میں صاف نقصِ آبرو  
پکے پھرتے ہیں گھر ہو کر عمند رستے جدا

نخستہ ل اور اشکِ تیز دونوں بہم دونوں جدا  
وہل کی شبِ نکمٹ نگل کی طرح ہم آورہ  
ہیں والی و ہم سفر۔ دونوں ہم۔ دونوں جدا  
رہتے ہیں باہر گر۔ دونوں ہم۔ دونوں جدا

دول جگر باشور و شتر و و نوبم و و نوبل

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه

بچوں کا وہ مال کیا فرماؤ گے؟

دل نے روشن کیے ہوئے ہیں

موسمِ گل نے کہا ہنگامہ گرمی کے سال ہوا

منہ پر کھڑے شوخ کے انا کا لامتناہی خال کا

نامہ حوائیہ و اینا و اس جو کسی نے سول لیا

آبلوں پینا تھا اگر تو ناحق کیوں یا مال کیا

لعل لب و دندان صنم کا دل نے جب سے خیال کیا

ایکادہاں عشق سے کیا تو جس نے کوہ صحرا میں

پھر تار تو ایسا زکے ٹکڑے بسکہ شب و رات کھو نہیں

آتش گاہ و دشمن ہمارے ساتھ ہے

سادہ پنوں سے کی جو ثبت تیری ہی تھی یہ سادہ

نامہ مارکو رکھو تو ہم میرے زیر کفن

شمع منظر خارجوں کی انگلی دگلی جاتی ہے

آگ، دل، ہر، دھوکہ میں آنکھ، مر، انسو، لب، یہاں

عشق نے اُس کے ذوق "ہمارا دیکھ لو کس حال کیا

وہ کہتا ہے تمہارے حق کا سامنا

میر نے کیا اسکا کھانا سب ادا کیا ہوا

”بختم تھو سردار! ہمیں بشت بیگم!

اللہ کیا کہوں تمہی عنایت کے سوا

نہ کہ اری فراموشی را می رختی و نه

تو مریخا کی کہ جس کو ان کے ہر گل سے تیرا

اگر کسی نے یہ سنا تو اسے کہیں کہیں

وہوئے پائیں دس کا چہ  
ہٹ خنہ میں رکھو رکھو اغا

ہوں۔ یوں ہیں۔ یہ تو کے لئے ہے۔

۱۰۰

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے

اگر کسی نے یہ سچا کر دیا تو اس کی حیرت و شگفتگی ہوگی۔

ہو کر برکتِ آب | ہائے کتابِ آب

اددوق یوں پڑیں ہوں بے برکت ہوں  
گنگا نہ ستی نہ ستی نہ ستی نہ ستی

|  |  |
|--|--|
| <p>۴۰ اگر کیا اُس کو ہمیں سرتجھ کا فریاد<br/>موت ہی چوٹی کی ہو ویں اگر پر پیدا<br/>ور نہ ہو سبزہ بھلا آگ پہ کیونکر پیدا<br/>کیا تماشا ہو کہ دن کو ہوئے اختر پیدا<br/>ہوتے گویا ہیں یہاں لعل سے گوہر پیدا<br/>دیکھ لو ہوتے ہیں فولادیں جو ہر پیدا</p>                         | <p>تجھ کو یوسف سے کیا حسن ہیں برتر پیدا<br/>ماجرہ سے رہے آئے نہ ہو امیں کمزور<br/>خط ترے شعلہ رخسار پہ ہو مجھ حسن<br/>رخ روشن پہ عیاں ہیں عرق کے قطے<br/>درفشاں وقت سخن ہیں لب لکین تیرے<br/>آسمان سخت مزاجوں کو ہنر دیتا ہو</p> |
| <p>بے کمیں ہوتی نہیں یہ محاکا کی ذوق<br/>خانہ دل ہو تو کر لو رخ دلبر پیدا</p>  |  |
| <p>۴۱ لیکن تو بھی اگر چاہے کہ میں ٹھیروں ٹھیر گیا<br/>اگر باغ آئے گا لہجہ قاروں نہ ٹھیر گیا</p>  | <p>ترے ہاتھوں کوئی آواز ہو گردوں ٹھیر گیا<br/>وہ دولت کے طلب جس سے دل ہو جائے مستغنی</p>   |
| <p>۴۲ سچ کہا ہی باڑ کاٹے نام ہو تلوار کا<br/>میں شہید ناز ہوں کس آتشیں خسار کا<br/>ای ہمایہ رزق ہو مرغان آتش خوار کا</p>   | <p>قتل کرتی ہو نگہ شہرہ ہر چشم یار کا<br/>آنسوؤں میں شمع بالیس برستے ہیں بچول<br/>استخوان اس سوختہ جاں کی نہ کھانا زینار</p>   |
| <p>۴۳ خندہ گل - خندہ زخم جگہ ہو جاتے گا<br/>کیا جگر تھی جاکے اس خندہ زخم جگہ<br/>دیکھو جہاں خراب ہو اچھرو ہیں گیا</p>  | <p>۴۴ نالہ بلبل میں گر پیدا اثر ہو جائے گا<br/>ہم نے جانا تھا کہ قاصد جلد لائے گا خبر<br/>اوم دوبارہ سوئے بہشت بریں گیا</p>  |
| <p>۱۰۰ تیس ہزار سی باغ کی تصنیف مستعد کی یادگار ہو<br/>۱۰۱ اس مطلع کو ایک دفع حضرت آزاد کی زبان سے سنا کہ میرا میں نے اس کی بہت کچھ داد دی تھی فرمایا تھا کہ دوسرے<br/>مصرع میں قافیہ ایسے پہلوئے تھایا جو بھیل کو تھا استاد ہی کا نام کہ دوسرا غفلت مگہ ہو ہی نہیں سکتا</p> |  |

|  |    |  |
|--|----|--|
| دُنیا گئی کہ عشق میں ایمان و دیں گیا<br>دیکھا کہیں نہ اُس کو جو دیکھا تو اپنے پاس                        | ۶۵ | وہ مل گیا تو جانے کچھ بھی نہیں گیا<br>میں دور دور جوں تِلہ دور میں گیا                               |
| کیا کیا مزانہ تیرے ستم کا اٹھایا<br>جو بار آسمان وزیں سے نہ اُٹھ سکا<br>سر ہم نے جبے پائے صنم پر ہی رکھا | ۶۶ | ہم نے بھی لطفِ زندگی اچھا اٹھایا<br>تو نے غضب کیا دلِ شیدا اٹھایا<br>دونوں جہاں سے محبتِ تمنا اٹھایا |
| کیا کہیں اُس سے جو ہو ہم سے زیادہ جانتا<br>آفتابِ حسن کو کیا خاکساروں کا ہو درد                          | ۶۷ | وہ ارادہ ہے ہمارا بے ارادہ جانتا<br>پافادہ کا ہے دردِ پافادہ جانتا                                   |
| نکلتِ سجدہ کریں آدم کو کیا ذرہ نوازی ہو  | ۶۸ | دیا بندہ کو اپنے اُس نے خود آدابِ پناسا  |
| آنا تو خفا آنا۔ جانا تو رُلا جانا  | ۶۹ | آنا ہو تو کیا آنا۔ جانا ہو تو کیا جانا   |
| اگر دل نہ راہِ عشق کشادہ سمجھ کے جا<br>عیار یوں سے یار کی نالائی ہو کیوں دلا                             | ۷۰ | یاں اڑو تا ہے ہر خطِ جا دہ سمجھ کے جا<br>اور اُس کو اپنا دوست زیادہ سمجھ کے جا                       |
| اگر قصاں نہ سراپنا سنانِ یار پر دیکھا<br>جہاں باریک بینِ ناقواں میں اس قدر دیکھا                         | ۷۱ | تو سر بازی کا اپنے کیا تماشا اپنا سر دیکھا<br>ہلالِ انتیسویں کا سب کو منظورِ نظر دیکھا               |

۷۲ یہ مستادِ ذوق کے آخری غزل کے شعر ہیں جو مغل موت تین دن پہلے کو ہی تھی حضرت آنا دے اپنے مرتبہ دیوان کے  
صرف چار شعر ہی یاد سے لکھے ہیں اصل مسودہ ان کو نہیں ملا جس نے دوشادہ خاقانی کے ہاں لکھا ہے

|   |  |
|---|--|
| ہے گانٹھ لب میرا بس لعل نہ ہووے گا<br>کوئی ایسا نہ ہو اس حسن کا قائل نہ ہووے گا | میتسرجب تک آبِ خنجر قاتل نہ ہووے گا<br>اگر نہر گواہی میرا واغِ دل نہ ہووے گا |
| چاندنی نے شبِ تجھ بن دپ یہ دکھایا تھا   | مجھ کو ماہتابی پر۔ دھوپ میں بٹھایا تھا                                       |
| بعدِ فراق کوئی دن۔ ایسا نہ وصل کا ہوا   | وہ کہیں تم کو کیا ہوا۔ ہم کہیں تم کو کیا ہوا                                 |
| آدمی گر ہو مگر کہا قصورِ ادراک کا   | خاک کا پتلا ہو یہ کچھ تو اثر ہو خاک کا                                       |
| کیا کہہ کے مکتا ہو کہ میں کچھ نہیں کہتا   | کہہ جو تجھے کہنا ہو۔ کہ میں کچھ نہیں کہتا                                    |
| وہ دیکھیں کس طرح ہو روزِ فرقت کی کھجیا  | کہ جو عاشق ہو تیرا تیری صورت کی کھجیا  |
| جب قیامت قہرِ آوازِ شکستِ گلشن بن گیا   | اخیر صبحِ قیامت خالِ گردن بن گیا   |
| نشہ پناہ سے ابلیس یہ گم کر دے تھا   | ورنہ آدم میں دھرا کیا تھا۔ وہی پردہ تھا                                      |
| بعدِ قاتلِ عشق تھا جو میں مکتب خانہ تھا   | کافِ کُن کے بہن کیا جانے کیا تھا کیا نہ تھا                                  |
| مرہ پکیاں کا ہو ٹکڑا کہ سری کا ٹکڑا   | مٹھرا ہو چاند کا ٹکڑا کہ ہری کا ٹکڑا   |

|   |  |
|---|--|
| بل بے گریگن میں ہو کر قدم گرتے لگا        | اور قدم اکھڑے تو کس بیاہکیرا بھڑپٹا لگا    |
| دل کی تیش رخم جگر کرات جو اُنکا ٹوٹ گیا   | طاہر جاں جو رشتہ پیا کتنا فرصت پر چھوٹ گیا |
| ضبط گریہ نے تماشا طرفہ تر دکھلا دیا       | چشم کے کوزہ میں دریا بند کر دکھلا دیا      |
| ہاتھ آکر دل وحشی جو کوئی چھوٹ گیا         | ہوس صبیحے صیاد کا بچی چھوٹ گیا             |
| لگا بخیر دل پر آہ کس کافر کی حرکاں کا     | نشاں سوفا رک کا معلوم ہوتا ہے پیکار کا     |
| دل کہاں جس پر گماں ہو غنچہ تصویر کا       | ہو کوئی سینہ میں خوں آلودہ پیکار کا        |
| چشم و نگہ کو تیرے بدنام کیوں کریگا        | مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے کریگا         |
| عید پیری نے بھلا یا د وڑ چلنا۔ کوونا      | ہائے طفلی کھیلنا۔ کھانا۔ اچھلنا کوونا      |
| مسجد میں اُس نے ہم کو آنکھیں دکھا کے مارا | کافر کی دیکھو شوخی۔ گھر میں خدا کے مارا    |
| ہوئے انسان ہم و در محبت کے لئے پیدا       | فرشتے ہوئے گرہوتے عبادت کے لئے پیدا        |
| یا رب یہ اس زمانہ کے لوگوں کو کیا ہوا     | جس کا برا ہو مان کو یہ کہنا۔ بھلا ہوا      |

|    |   |    |   |
|----|---|----|---|
| ۹۲ | ان غصہ سے اور سرکوشی سے قاتل اٹھ گیا      | ۹۲ | بس بھروسہ ساز زندگی کا ہم کو اول اٹھ گیا  |
| ۹۳ | آنکھ اپنی خاک ورنہ بیکار ہوئی             | ۹۳ | پہنچی وہیں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا        |
| ۹۴ | کچھ رازِ نہاں دل کا عیاں ہو نہیں سکتا     | ۹۴ | گو نگہ کا سا ہو خواب بیاں ہو نہیں سکتا    |
| ۹۵ | بہرہ خطا کی غصہ لعلیت کہتا ہم خطہ ہو جیسا | ۹۵ | خطِ بتاں ہو خطِ الہی لکھے موسے پر مھے خدا |

## روایت پ

|                                 |   |                                    |   |
|---------------------------------|---|------------------------------------|---|
| ۱                               | پہ بھی جا ذوق نہ کر پیش پس جامِ شراب<br>دستِ برستے کی ٹوٹ کے فریادِ بیت<br>دل شکستہ ہونے میں ٹوٹ کے ہو سو کھڑے<br>نوشِ اروسے بھی بہتر ہو دمِ رنجِ خار<br>بادِ صاف میں آیا ہی کہاں سے تھکا | ۲                                  | اب پہ تو بہ ترے دل میں ہوں جامِ شراب<br>نہ ہوا کوئی بھی فریادِ رسِ جامِ شراب<br>نام لکھ دے جو کوئی میرا پس جامِ شراب<br>ساقیا شربتِ فریادِ رسِ جامِ شراب<br>عکسِ مرگاں تڑپکیش ہو جس جامِ شراب |
| ذوقِ جلدی سے گارنگ سے بھر سا غل |   | لبنا زک کو ہے اُس کے ہوں جامِ شراب |   |
| ۲                               | ہو بھر دم توں جو ہو وصل ایک دم نصیب<br>بہتر ہیں لاکھ لطف و کرم سے تھے ستم<br>ہو خوش نصیبِ عشق میں ایو الوہوس وہی<br>غافلِ چو دم کی آمد و شد سے نہ ہوئے تلو                                | ۲                                  | کلم ہو گا کوئی ہمسایہ بھی الفت پر نصیب<br>لینے زبے نصیب کہ ہوں یہ ستم نصیب<br>جس کو کہ غم پہ غم ہو الم پر الم نصیب<br>ہر دم ہو تجھ کو سیر و جود و عدم نصیب                                    |



|   |   |
|---|---|
| <p>اے تیرا دل ہو نہ مٹاں تیرا دل<br/>اور تو دل تیرا ہو نہ مٹاں<br/>دیاں تیرے دل سے دل تیرے دل سے</p>  | <p>سو بار جوں قلم ہو زباں شمع کی تلم<br/>مجنوں سیانہ نیم لیس کے کرہ پھر<br/>ایمان ہے تیرا شوق اتمہ کو یہ نہ ہو</p>        |
| <p>جانتے ہیں کوئی سے یا نہ کوئی سے<br/>اور وہ فوق آسمان سے</p>  | <p>دل عبادت سے چرانا اور حجت کی طلب<br/>حشر تک ل میں ہے اس سرِ قیامت کی طلب<br/>دل لگ جائے نہ جب تک کہ بھڑک جائے زبان</p> |
| <p>ہم دیں اس کا ہم کو شریعت کی طلب<br/>طلب ہے اس کی سب سے پہلی طلب<br/>نہ اس کی طلب اس کی طلب<br/>یہ بھی اس کی طلب اس کی طلب<br/>شہر میں ہے کوئی کوئی شہر میں<br/>کاش کہ زہرا بہ سے کہنا ہے شہر میں</p> | <p>ہو مبارک خضر کو حشر سے آبِ حیات<br/>دور رہ اور دیر مت رہ سامنے مثلِ ہلال<br/>ہو ملاوت زندگی کی چاہتا ہے حرج سے</p>     |
| <p>اگر گلستان جہاں میں تنگ ہو تو پیچہ دار<br/>اگر کشادہ دل سے اپنے ذوقِ بہت کی طلب</p>  | <p>کرے اس شرع کا پاس نہک دماں شراب<br/>یہ ایسا ماہِ مبارک وہ ایسا کارِ سعید</p>   |
| <p>حرام ہی نہیں لیکن نہک حرام شراب<br/>شرع دیکھ کے کیجے یہ صیام شراب</p>  | <p>عوض ہو نہ دنیا کا ذوق عقبے پر<br/>دوام کہتی ہے اس سیکھ میں نام شراب</p>  |
| <p>اور داسلمے الہی میں بھی ہو تو کیا حقیقے</p>  | <p>اُس بُت نامہ راں کو چہ پسند آنا رقیب</p>   |

## رولیت

|  |   |
|--|---|
| <p>سینے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت<br/>پوچھے کوئی مجھ سے اگر انجام محبت<br/>پیغام تھا ہے ترا پیغام محبت<br/>ہیں بادہ کش عشق و مے آشام محبت<br/>سونپا کے تو نے مجھے ناکام محبت</p> | <p>معلوم چہ ہوتا ہمیں انجام محبت<br/>خاکستر پروانہ دکھا دوں میں اڑا کر<br/>کی جس سے رہ و رسم محبت اسے مارا<br/>ڈنڈہ سے ہو کام نہ زناہر سے کہ ہم تو<br/>کہتی تھی وفا نوہ کناس نش پیرری</p> |
|--|---|

معراج سمجھ دو وق تو قال کی سنال کو  
چڑھ سر کے بل اس زینہ سے تابا محبت

|   |   |
|---|---|
| <p>پشت اب اچوم خار سے ہر پشت چار پشت<br/>واں واں ار سینہ ہریاں واں واں ار پشت<br/>سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایک بار پشت<br/>پیری میں ہو خمیدہ نہ کیوں نہ بار پشت<br/>دکھلائے وہ کبھی نہیں آئینہ ار پشت<br/>لگنے نہ دے زیں سے دل بقرار پشت</p> | <p>مجنوں نے دی لگا جو سر خار نار پشت<br/>ماہی سے تاجا وہ ہیں مست فلک سے داغ<br/>بار زمانہ پشت پہ لے کر شتر کی طرح<br/>ہو جاتی ہیں زیادہ گرا بنا ہری گناہ<br/>سینہ سپرہ منہ پہ ہیں تیغ نگاہ کی<br/>ڈرا ہی سی کہ ایسا نہ ہو بعد مرگ بھی</p> |
|---|---|

رہتا سخن سے نام قیامت تاک جو ذوق  
اولاد سے تو جو ہی و پشت چار پشت

## رولیت ج

|  |  |
|--|--|
| <p>جس سے خود بخ کو انار ہو انار کو سنج<br/>کہ نہ پہنچا ہو کہیں مجھ سے کسی خار کو سنج</p> | <p>یوہ آزار محبت سے دل ار کو سنج<br/>دیدہ ابلہ پا کا یہی ہے رونا</p> |
|--|--|

|  |   |
|--|---|
| جا بجا کوہ کے چشموں سے رواں ہیں افسو<br>کبھی کرتی ہی قدرِ نخبہ جو گلشن سے صبا<br>راحت و رنج زمانہ میں ہیں و زوں لیکن | ہی جو ناکامی فرہاد کا کہسار کو رنج<br>اور ہوتا ہی سوا مرغ گرفتار کو رنج<br>یاں اگر ایک کو راحت ہی تو ہی ہمار کو رنج |
| ہوش کو بیچ کے لئے دار وئے بیہوشی<br>ذوقِ بیوش کو آرام ہی ہشیار کو رنج  |   |
| مرنے ہوں انتظار میں کوئی بشر تو بھیج   | خط بھیج یا نہ بھیج۔ زبانی خبر تو بھیج   |
| بیمارِ عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج  | کہہ ای طبیعت ہی کہ پھر تیرا کیا علاج  |
| <h2 style="text-align: center;">ردیف بچ</h2>   |   |
| عاشقِ رسوا کے خط میں کیا تکلف چاہیے  | چار حرف اک پرچہ پردہ و یونینِ القاب بھیج  |
| <h2 style="text-align: center;">ردیف ح</h2>  |   |
| فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمانِ صبح<br>اب میکدہ میں شام کو نافوس پھونکیے<br>ریشِ سفیدِ شیخ میں ہی ظلمتِ قریب          | ہوگی اذانِ گور ہمارے اذانِ صبح<br>مسجد میں مدتوں سے تسبیح خوانِ صبح<br>اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمانِ صبح           |
| ای ذوق کچھ نہ پایا شب و صبح کا مزہ<br>یا آج صبح ہم نہیں یا طائرانِ صبح   |   |
| اس چشمِ مست کے ہیں خراباتوں میں ہم<br>رہتا ہی اپنا عشق میں لچوں دل سے مشوہ<br>زاہد یہ کیا کہا کہ نہ مل ان بتوں سے تو | تقویٰ کجا و زہد کجا و کجا صلاح<br>جس طرح آتش سے کرے آتشنا صلاح<br>دیتا ہی ایسی کوئی بھی مردِ خدا صلاح               |

چشم و نگاہ مشورہ - ناز و ادا صلاح  
ہو تو صلاح نیک میں کیا پوچھنا صلاح  
اُس مہروش سے ملنے کی ناصح بتا صلاح

یارب ہو دل کی خیر کہ کچھ کر رہے ہیں آج  
منظور اگر ہو قتل مرا غیر سے نہ پوچھ  
قَلْبے آسمان و زمیں کے ملا نہ تو

ای ذوق جانے ہوش و خرو کی صلاح پر  
جو عشق دے صلاح - وہی ہو بجا صلاح

## رویت خ

سو کھے گی نخل آرزو سے کوئین کی شاخ  
جنباں ہو جو نیم چین سے سمن کی شاخ  
ہر یہ بھی اُس کے ایک شجر مکرو فن کی شاخ  
میں خشک طالعی سے ہوں گے یاہرن کی شاخ  
یا کوئی موے تن ہو یا موے تن کی شاخ  
جس شاخ میں شمر ہو وہ ہوا لکھن کی شاخ  
کی قطع نخل آرزو سے کوہ کن کی شاخ  
اونچی ہو آشیانہ زرخ و زرغن کی شاخ

کہتی تھی چوب تیشہ مری طرح ایک دن  
لچکے یوں کمر تری وقت خرام ناز  
مسواک نے بڑھایا ہوا زاہد کا اعتبار  
ذہر گ ہو نہ غنچہ - نہ گل ہو نہ ہو شمر  
باریک میں بتاتے ہیں جس کو تری کمر  
ہو فیض سے وقار کے میری نگاہ میں  
آخر یہ دستگیری تیشہ نے پھل دیا  
جھلسلوں کو کرتا ہو بالانشیں فلک

لے یغزل نواب عبداللہ خاں ساکن رہپور کی فرمائش سے اپنے زمانہ قیام دہلی میں استاد نے اس موقع پر کہی تھی  
جب شہیدی (بریلوی) - لباس فقیری دہلی آئے تھے وہ تصنیف یہ کہی جاتی ہو کہ شہیدی نے نواب سے کہا آج فن شعر میں  
تین شخص ہیں شیخ تاج لکھنؤ میں شیخ حفیظ دکن میں شیخ ابراہیم دہلی میں۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ شیخ ابراہیم کو تیسرا  
درجہ کیوں دیا اس پر شہیدی نے شیخ تاج کے کلام کی بہت تعریف کی اور مثال میں یہ غزل سنائی جس کا مطلع یہ تھا  
اونا زکی سے قامت جانان سمن کی شاخ  
ہیں سوز عشق سے ہونہر خاں کہن کی شاخ

اس پر نواب صاحب نے استاد ذوق سے کہا کہ وہ بھی اس طرح پر غزل کہیں چنانچہ یہ غزل لکھ کر استاد نے جملہ خاص میں سنائی  
یہ بہت لمبی غزل ہو اور میں نے یہ صرف غزل کہی گواس لاکر شاہ کی طرح کا قصیدہ بنادیا جس کا حصہ قصائد ذوق مثال پر ملاحظہ ہو  
(تصاویر ذوق ص ۳۳)

## ردیف د

|   |   |  |
|---|---|--|
| کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد<br>کیا رو کا ہم نے گریہ کو اپنے کہ لگ گئی<br>اُس لعل لبکے ہم نے لیے بوسے اس قدر<br>الندے ضعف سینہ سے ہر آہ بے اثر<br>کل اُس سے ہم نے ترک طاقت کی تو کیا<br>پروانہ گردشِ شمع کے شب دو گھڑی رہا<br>تو دو گھڑی کا وعدہ نہ کر۔ دیکھ جلد آ | ۱ | سینہ میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد<br>پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھری دو گھڑی کے بعد<br>سب اڑ گئی مٹی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد<br>لبسات کچھ پہنچی بھی تو گھڑی دو گھڑی کے بعد<br>پھر اُس بنیرِ گل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد<br>پھر دیکھی اُس کی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد<br>آنے میں ہوگی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد |
|---|---|--|

کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح  
پھر تو نہ ٹھیرے پاؤ گھڑی دو گھڑی کے بعد

|  |   |  |
|--|---|--|
| ماٹھے پہ ترے چمکے ہی جھومر کا پڑا چاند<br>لابوسہ چڑھے چاند کا وعدہ تھا چڑھا چاند | ۲ |  |
| ہو آئینہ خانہ بھی گذر گاہ بد و نیک<br>دم گھٹتا ہو سینہ میں دم شدتِ گریہ          | ۳ | دیکھا نہ گھمبی ہم نے دل اہل صفا بند<br>باراں کی علامت آج جو ہو جاے ہلو بند |

## ردیف ذ

|  |   |  |
|--|---|--|
| بن گیا عکس سے اُس شوخ گلستاں رُو کے<br>صفیہ آئینہ تصویر چمن کا کاغذ  | ۱ |  |
| لے یہ ابتلائی زمانہ کا شعر جو فرس زمانہ کا مذاق شعر ظاہر کرنے کو انتخاب میں لیا گیا یہ شعر مٹانے کو کہیں میں اپنے کسی ہم عمر کی فرمائش سے بربستہ نہیں کیا تھا دیوان میں شامل نہیں کیا ۱۰ ۱۱ یہ غزل شمس کے ایک شاعر کی طرح پگھلی تھی ۱۲ |   |  |

پونفس میں کوئی ہم تک ہی پہنچا گلبرگ  
جیسے غربت میں شفیقان وطن کا کاغذ  
مُروہ کرتا ہی نامہ پہ مجھے اُسے ہی تنگ  
ہلے یوں چوتے لمبا س کے پہن کا کاغذ

ذوقِ دلسوختہ دیواں لکھے اپنا کیا خاک  
متعل نہیں گرجی سخن کار کا غنڈ

## رولٹ

ننگہ نہیں حرف و لفظیں تھا۔ دہن کی تنگی سے تنگ ہو کر  
نعل کے رستہ سے چشمِ قنار کے دل میں بیٹھا خدنگ ہو کر  
پھر آیا لو وہ نگارِ خدائی اوھر کو سرگرم جنگ ہو کر  
کہ جس کے ہاتھوں سے اُڑ گئے سر ہزاروں ہندی کا رنگ ہو کر  
وہ چشمِ مخمور اک نظر سے چھوٹے لاکھوں جو پیشتر سے  
تو ہو رواں ہر رنگ جگر سے ہوئے لالہ رنگ ہو کر  
جو رنگِ الفت سے آشنا ہیں۔ وہ گریز بھی نہیں تھا  
کہ رنگ ہی سے گراں بہا ہیں عقیق و یا قوت سنگ ہو کر  
جو بھیجیں حسنِ بتاں کو ایماں۔ انھیں رہ کفر و دیں ہو یکساں  
پہنچے کعبہ ہیں وہ مسلمان ہمیشہ چین و فرنگ ہو کر  
صفائے دل کی سی ہی صورت۔ کہ دل میں آنے نہ کے کدورت  
کہ بیٹھ جائینگے بالضرورة۔ اس آئینہ میں یہ رنگ ہو کر  
غزالِ رم دیدہ بن گیا ہی۔ جو خواہ آنکھوں میں۔ تو بجا ہی  
کہ پھاڑ کھائے کو دوڑتا ہی۔ پلنگ تجھ بن۔ پلنگ ہو کر

ہوئے جو کیرنگ۔ ان کو زہبا۔ نہیں جہاں میں رعونت اصلا  
کہ پایا گل نے ہو نام زحمتا تو اس چین میں دو رنگ ہو کر

حلاوت شرم و پاسداری جہاں میں ہو ذوق بیخ و خوی  
مرے سے گزری اگر گزاری کسی نے بے نام و رنگ ہو کر

۱ چہ کہا ہو آگے کالے کے نہیں جلتا چراغ  
جو ہر نالہ اپنا۔ وہ اک مصرعہ جبرستہ ہو  
چھپ گیا مریح پتیکے زلف شب بونیکہ کر  
ہم چناناں ہیں کسی کا قد موزوں دیکھ کر  
اُترا آنکھوں میں جڑخوں کی مے خون دیکھ کر

۲ لے گیا دل کون میرا ذوق کس کام لوں  
سامنے آجائے تو شاید بتا دوں دیکھ کر

۳ کہا پتنگے نیہ۔ وار شمع پہ چڑھ کر  
سنگروں کی کشاکش میں آرد ہو سوا  
عجب مرا ہو جو مرے کسی کے چڑھ کر  
کہ ہوتی سان پہ ہو تیخ تیز تر چڑھ کر  
اگر ٹھلے ہو تو صرافہ کی نظر چڑھ کر  
بنائے سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر

۴ ہماری خاک پہ برپا ہو ذوق فتنہ حشر  
سمند ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھ کر

۵ تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر  
فج کر کے کو مرے پوچھتے کیا ہو تکبیر  
چھلکے ہی بیٹھے رہے دم کو مسیحا لیکر  
تم چھری پھیر بھی دو نام نہ اکا لیکر  
پھر کیا نامہ بریار خطا لٹا لیکر  
دشمت میں میرے قدم۔ آبلہ پا لیکر

۶ لے ایک چول کا نام ہو اندر سے سنجہا ہرست زرد ہوتا ہو  
لے سنبھالا لینا۔ جب بیمار مرنے کے قریب ہوتا ہو تو دفعتاً اس کی حالت سبھل جاتی ہو اور اس کے بعد ہی حالت غریب  
پھر کر پیش جاں حق تسلیم ہو جاتا ہو اس کو محاورہ میں سنبھالا لینا۔ ہوتے ہیں ۱۱

|  |   |
|--|---|
| <p>واں سے یاں آئے تھے اور ذوق تو کیا لے تھے<br/>یاں سے تو جائینگے ہم لاکھ تھمت لیکر</p>  |   |
| <p>۵ چل بسا وہ آج سب ہستی کا سامان چھوڑ کر<br/>پھر نہ اٹھا کو چہ چاک گریباں چھوڑ کر<br/>ور نہ جائے داغ عصیاں میرا دامن چھوڑ کر<br/>دیکھ بچا نیرنگا تو یہ ساتھ ناداں چھوڑ کر<br/>ہی جو سرگرم سفر تن کو مری جاں چھوڑ کر<br/>دوڑے سامی کو کبھی آدھنی انسان چھوڑ کر</p>  | <p>کل لگے تھے تم جسے بیاد ہجراں چھوڑ کر<br/>طفل اشک ایسا گردا مان ترگاں چھوڑ کر<br/>کام یہ تیرا ہی تھا رحمت ہی ابر کر<br/>اور دل اس کے تیرے ہمراہ سینے سے نکل<br/>پیش خیمہ لے کے نکلا گرد و باد و آہ<br/>گر خدا دیوے قناعت وہ ایک ہفتہ کی طرح</p> |
| <p>طرز میں اپنی غزل لکھ ذوق لیکن اب نہ جا<br/>عالم مضمون میں طرز رفتہ جاناں چھوڑ کر</p>  |   |
| <p>۶ بھلے ہیں کہتے ہم اور اہل میزاں چھوڑ کر<br/>لسل کیوں اس رنگے آتا بد خشاں چھوڑ کر</p>   | <p>ہو گیا طفلی ہی سے دل میں تراز و تیر عشق<br/>اہل جو ہر کو وطن میں بنے دیتا گر فلک</p>   |
| <p>گرچہ ہو ملک کن میں ان دنوں قدر سخن<br/>کون جائے ذوق یردلی کی گلیاں چھوڑ کر</p>  |   |
| <p>۷ پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکر تیر<br/>عناقہ مے سرخ سے دور اور شکر تیر<br/>خم سے الگ ابلاغ سے دور اور شکر تیر</p>   | <p>بلبل ہوں سخن باغ سے دور اور شکر تیر<br/>کیا ڈھونڈے دشت گم شدگی میں محکم کو<br/>ساقی بطر شرب ہو تجھ بن پڑی ہوئی</p>   |
| <p>۱۵ یہ غزل دیوان چند لعل صاحب مدارالمہام حیدر آباد کے مشاعرہ کی طرح برکھتی تھی دیوان صاحب کے خواہش<br/>تھی کہ ذوق خود اگر اس غزل کو مشاعرہ میں پڑھیں دو ہزار روپیہ بھی سفر خرچ کے لیے دیوان صاحب نے بھیجیے<br/>تھے جو استاد نے پس کر دیئے اور دتی سے جوابی گوارا نہ کی حیدر آباد کو نہ لگے صرف دو غزل لکھ کر<br/>بھیجا دوسری غزل کا مقطع ملاحظہ ہو ۱۵ اس مطلع کو استاد کی زبان سے شکر و خاشاں نے فرمایا ”کونئی مطلع کیا کہنا و نہ بندہ“ ۱۴</p> |   |



|  |   |
|--|---|
| یما ہو یہ کہ بھیج دے آنکھیں نکال کر<br>دکھائے شاخ خشک میں کوئل نکال کر<br>آپھر کے شہر شہر میں کسب کمال کر<br>ملکِ فنا ہو جائیں فرادلِ سنجھال کر<br>بسل ذرا تڑپ کے نمکِ حلال کر | ہ<br>بادم دو جو بھیجے ہیں بڑے میں ڈال کر<br>عاشق کے خوں سے اپنا پر تیر لال کر<br>کہ چاہتا ہو مثلِ مہ چار وہ فروغ<br>پوچھو چلے ہیں کون سے کعب کو اہلِ د<br>قاتل ہو کس منے سے نکلاش زخمِ دل |
|--|---|

دل کو رفیقِ عشق میں اپنا سمجھ نہ ذوق  
ٹل جائے گا یہ اپنی بلا تجھ پہ ٹال کر

مرا چکھایا ہو کوہکن کو جو عشق آیا ہو امتحان پر  
کہ لایا تو جوئے شیر لیکن چھٹی کا دو داگیاں پر  
خدا نگ و نبا کہ کھایا لیکن نہ لایا شکوہ کجی باں پر  
کہ بوسہ اُس چشمِ سرمہ سا کا ہو مُرگِ بامریاں پر  
لگا کے باتوں میں اُن کو لائیں جو حرفِ مطلب کا کچھ زبان  
تو ایسی کہ میں ٹھکانا جس کا لگے زمیں پر نہ آسمان پر  
تپِ محبت میں سخت جانی کا یہ اثر ہو دلِ طپاں پر  
کہ شکلِ سوہان پڑ گئے ہیں ہزاروں کانٹے حریٰ باں پر  
اٹھائے سوزِ زخمِ ہر منط ہیں یہ خوں کے عوے کوئی غلط ہیں  
کہ مثلِ قطِ گیرِ خط یہ خط ہیں مہنہ زبانی ہر استخوان پر  
خلش ہی خارِ غم کا رہا تو مرقدِ پیرے سبزہ  
یقین ہو مانند برگِ خرما اُگے کا نشتر لیئے زباں پر  
کہا یہ سو بار دل کو رو کہ حریفِ مستِ ترکِ چشم کو کر  
سو آخر نشِ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہا ہو مڑگاں کی ہر سناں پر

وہ چشمِ ابرو تمہارے زیبا کہ قلاب تو سین جن سے اونی  
 یہ خالِ پیشانی کیوں تمہارا نہ فرق لے جائے فرقِ دل پر  
 بنا گولے کو برجِ آسا۔ قریبِ ناقہ کے قیس ہو چکا  
 پر اترے محل سے کیونکہ لیسے کہ پروہ کھلتا ہر سابلان

کہاں رہی مجھ میں جاں ہر بانی کہ ہو دھواں ہو کے لب پہ آئی  
 جو ذوقِ آنسو کی بوند بگی۔ ہمارے داغِ دل تیاں

|    |   |    |  |
|----|---|----|--|
| ۱۰ | آنکھوں سے دیکھ اور زباں سے بیان کر<br>اوتفتہ جاں! ہوا ہو بہاں سے دھواں کر             | ۱۰ | اودل وہ ستر غزہ پہناں عیاں نہ کر<br>آہوں میں دردِ دل جو نکالوں تو وہ کسے         |
| ۱۱ | وہ مصیبت نہ ہو ونباس کسی دشمن پر<br>کیوں اے مرغِ نامہ بر تجھ کو ہوئے وبال پر          | ۱۱ | جو تھے دوست پہ تجھ بن ہو گزرتی ظالم<br>نامہ شوق کو مے باندھے ہو جو وبال پر       |
| ۱۲ | لکھتے ہیں قل اللہ ہم ایک کی دال پر<br>لگے جن طایروں کو ہیں تے تیزوں کے پر             | ۱۲ | مصطفیٰ رے یا میں دیکھا ہو جو خال پر<br>ہیں ہلکے سر پر افسرانِ ہوا گیزوں کے پر    |
| ۱۳ | کیا غضب لائیں خدا جانے جو ہوں فیوں کے پر<br>تیر باز گشتی ہو۔ ہاتھ میں سلم پھر کر      | ۱۳ | آن کو بے پر عرشِ اعظم پر اڑاتے ہیں مرید<br>شرحِ بختِ برگشتہ گر دروں قم پھر کر    |
| ۱۴ | میں بھی حاضر ہوں کہا غجنے یوں منہ پھوڑ کر<br>رکھ لیا اُس نے چن میں گل جو سر پہ توڑ کر | ۱۴ | جیتے جی کہتے ہو حل صورتِ تری دی گوز دور<br>بیدِ مردن آپکے رونے کو کُن کر گوز دور |

۱۵ فرقِ دل۔ دوستانہ دل کا نام جو قلب کے نزدیک گردش کرتے ہیں اور صبح سے شلم تک برابر کھائی دیتے ہیں ۱۶

۱۷ ہاں یہی بازو ۱۸

|   |   |
|---|---|
| <p>بیاں رکھ لیا سر پڑھا کر</p>  | <p>دل شوریدہ نے خاں کا</p>  |
| <p>اکوں کیا لوٹتا ہوں میں تے بازو بانے پر</p>   | <p>خفا تو ہونہ و قہر پیش کیسے تھرا لے پر</p>  |
| <h2 style="text-align: center;">روایتیں</h2>  |   |
| <p>غم ہو اُس کے پاس ہر دم ہر دم کے پاس<br/>جان سے جائیں نہ جائیں مگر ہم کے پاس<br/>ہو لکھتا عشق بیجاں سنبل پنجم کے پاس<br/>کاسہ درگفت ہو کہ ہم آئے ہیں ان کے پاس<br/>آلگا ہو اپنا قطرہ بھی کننا ریم کے پاس</p>  | <p>کو نہا ہم ہی تیرے عاشق بے دم کے پاس<br/>کس کی قسمت ہو کہ زخم تیغِ قاتل نصیب<br/>زلف بے وجہ خطِ سبز ہم سپاہ نہیں<br/>دیکھو فیاضِ زل نے کیا دیا آنکھوں کو فیض<br/>ہر قسمت برق دریا بھی کبھی ہو جائے گا</p>   |
| <p style="text-align: center;">کر کے بحرِ قافیہ تب ریل لکھ اور اک غزل<br/>بیٹھ کوئی دم تو اذوق اور اس پر غم کے پاس</p>  |   |
| <p>پھر اٹھ کے رہ گیا یہ مسافر وطن کے پاس<br/>تیشہ ہر اپنا رکھ کے سیر کو کھن کے پاس<br/>پہنچوں کبھی لبِ بتِ پیمان شکن کے پاس<br/>یہ ڈھیر ہو پتنگ کا پائے لگن کے پاس<br/>لا سکتا اپنا منہ نہیں چاہِ ذوق کے پاس<br/>یا جاتا ہو کو ان کسی تشنہ دہن کے پاس</p> | <p>شب جانِ ارک گئی لبِ بتِ دہن کے پاس<br/>یہ جوے خوں رواں نہیں دیکھو ہی رور ہا<br/>اس آرزو میں جان ہوں دیتا کہ لیکے جام<br/>انگشتِ شمع کیوں نہ اٹھے ہر فاتحہ<br/>میں نے کہا کہ بوسہ تھی دو! ادب میں<br/>ہنسکر کہا کہ جاتا ہی پیاسا کو میں پہ آپ</p> |
| <p style="text-align: center;">اذوق صدفے جائے پیکِ خیال کے<br/>کیا لے گیا اڑا کے بتِ سین کے پاس</p>   |   |

|   |  |   |
|---|--|---|
| ۳ | بگماں وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس  | مُجھ میں کیا باقی ہو جو دیکھے ہو تو ان کے پاس                             |
| ۴ | قفص میں بند ہیں ہم جیسے فائے ناف نفیس                                      | چمن سے بُدا رہیں جیسے سین و قاف نفیس                                      |
| ۵ | بیٹھی نظروں پہ بچے جھٹے ہو بس چشمِ مگس<br>تو مگس اور تری چشم ہو س چشمِ مگس | اربعہ میں کو تھے جان کے بس چشمِ مگس<br>بواہوس جیسے دنیا سے بھرا دل نہ ترا |

## روایات

|   |  |  |
|---|--|--|
| ۱ | اگر یہاں عام ہو رہا ہو بان عام میں خاص<br>ہو یہ خاصیت اسی کے لبِ شام میں خاص<br>یہ مرض کرتا ہو شدت انجیل ایم میں خاص | سبناہب میں یہی ہو نہیل سلام میں خاص<br>خضر! ایتیں ہیں ہوشمہ حیوان جان بخش<br>عشق کا جوش ہو جب تک جوانی کے ہیں دن |
|---|--|--|

ذوقِ اسمائے الہی ہیں سب اکبر اعظم  
اُس کے ہر نام میں عظمت ہو نہ کہ نام میں خاص

## روایات

|   |  |  |
|---|--|--|
| ۲ | ہاتھ ملتی تھی مرے حال پکیا ہی مقرر<br>ہو عجب طرح کی اک تیز نگاہی مقرر<br>قطع میں جامہ درویشی و شاہی مقرر | پر کرتے کو جو صیاد دے چاہی مقرر<br>گل کرتی ہیں ہزاروں تری آنکھیں کافر<br>پاس کیا قطع تعلق میں کہ یکساں سمجھے |
|---|--|--|

رشتہ عمر کیا قطع سرا سراے ذوق  
کھوسکی شمع کے دل کی نہ سیاہی مقرر

# ردیف ع

ذوق کیونکر ہو اپنا دیوان جمع ۱ کہ نہیں خاطر پریشان بسع

## ردیف ق

پھر کہ ادھر ادھر بھی نہ اپنا گیا قلق ۱ لفظ قلق کی طرح سے یوں ہی باقلق

## ردیف ک

جھل کر ان کی زلفیں بال آئیں سے پاؤں تک ۱  
ہم ان کی پال سے پہچان لینیے ان کو بقیع میں  
یہ جتنے سحر ہیں سب کچھ پر زہر کھاتے ہیں  
سراپا شوق جا بیدار کر کے بل ہم جن کے حلقے میں  
بنایا اس لیے اس خاک کے پتے کو تھا انساں  
سراپا پاک ہیں دھوئے جھنوں نے تھا دنیا سے  
بلا میں کسے لیں سوزا میں سر سے پاؤں تک  
ہزار اپنے کو وہ ہم سے چھپا میں سے پاؤں تک  
جمن میں ہر کیونکر ہو نہ جائیں سے پاؤں تک  
مثال شمع وہ ہم کو جلا میں سے پاؤں تک  
کہ اس کو درد کا پتلا بنا میں سے پاؤں تک  
نہیں جا جیتے وہ پانی بہا میں سے پاؤں تک

مرا انتہا ہی ذوق لفظ جتنے زخم افروں ہوں  
نہ کیوں ہم زخم تیغ عشق کھا میں سے پاؤں تک

پھر تو اے خیر سے ہم جا کے اس غمروتک ۲ پڑ چھلتا ہی رہا اپنا کلیجہ ورتاک

صفحہ و ہر یک بدل نہ ہوا ایک سے ایک  
ول کے دو حرف ہیں سو بھی ہو جا ایک سے ایک

## رویت گ

۱ بینی و عارض و ابرو سے ہیں شاخ و گل و برگ  
یوں عیاں اس چہرے سے ہیں شاخ و گل و برگ  
نکھے گویا قلم و مو سے ہیں شاخ و گل و برگ

## رویت ل

۱ نکل نہ جائے دم اضطراب سینہ سے  
ہمیشہ روئے لب سینہ سے کیوں جی شہم براہ  
خدا بچائے مجھے اس فتنل کے دشمن سے  
اگر نہ جبر کدوں اختیار ایسا صحیح  
اڑے گا مثل شہر ٹکڑے ہو کے سنگ میل  
برنگ غنچہ پیکان غنچہ تصویر  
نزار دشمن جاں سے ہو ایک دمست ہوا  
یہ ہم ناز ہی یا میرے پیر بن میں ہوتا رہا

۲ بربک شعلہ کہیں آہ شعلہ باریں دل  
اگر نہیں کسی ہوش کے انتظار میں دل  
کہ میرا دشمن جاں جو حری کناریں دل  
تو کیا کروں کہ نہیں بکے اختیار میں دل  
رہا اگر یہ ہیں گرم تپش مزار میں دل  
ہوا شگفتہ نہ اپنا کسی بہار میں دل  
جو پوچھو کون ہو وہ ۹ میں کہوں پھر دل  
گرہ ہوتا رہا میں ۹ یا میرے جسم ناز میں دل

اٹھا بھی لائے اگر ہنشین مجھے ایسا وقوف

ہے گا میرے عوض میرا کوئے یا پھر دل

۲ چٹے جو عکس ترا جام میں تو ہو روشن  
عیاں ہی یوں مرے روزِ سیاہ میں غمِ رشید  
حباب بادہ تجلی سے طور کی قندیل  
کہ جیسے شب کو نظر آئے دو کی قندیل

۳ دیدہ نہ ہوں تیرا مجھے کیا کام کہ لوں گل  
یک شہ نہ ہوں لبِ پانِ خودہ کا کس کے  
نہیں بائش سر کو ہیں مے داغ جنوں گل  
نکھے ہیں مری خاک سے آغشتہ جنوں گل

|                                  |  |
|----------------------------------|--|
| ہر روشنی خانہ دل - سوزِ محبت     | زاہد تو بتا شمعِ حرم کیونکہ کروں گل      |
| او ذوقِ محبت میں کسی غنچہ دہن کے | گلہشتے سے بھی ہیں میسے ہاتھوں پہ فزوں گل |
| آئینہ فلک میں ہو عکسِ چراغِ دل   | خورشید ہو نمود ہو ابل بنے اغِ دل         |

## ردیف

|                                      |                                       |
|--------------------------------------|---------------------------------------|
| شمعِ آزاں نہ ہوا کہ است بہا آنسو گرم | برسوں میں آنکھ سے ٹپکا ہوئے لو ہو گرم |
| آبے سینہ دریا میں ہوئے جل کے حباب    | دیدہ ترنے بہائے غنچہ آنسو گرم         |
| اوس صبا نہت گل لیکے چمن کو پھر بنا   | کیا کروں سر کوئے کرتی ہو یہ خوشبو گرم |
| فاختہ سوزِ محبت ہوئی جل کے جو خاک    | کھینچے ہو دل سے پر اب کفّس کو کو گرم  |
| مشعلِ افروز جنوں کوں ہو مجنوں کے لیے | گر نہ ہو گرمی و حشت سے دل آ ہو گرم    |

|                                     |                                      |
|-------------------------------------|--------------------------------------|
| ذوقِ دل میں تپ عشقِ کلام ایسا خاک   | عاشقانہ سی عنبرِ اور کوئی پڑھ تو گرم |
| بل بے آتش غم - دل کو کرے یہ تو گرم  | کہ زمیں پشتِ سہکتا ہے تہ پہلو گرم    |
| تن رہا یوں ہی تپِ غم سے اگر گرم مرا | سج آہن کی طرح ہوئے بدن پر مو گرم     |
| نیشترِ جل کے وہیں کشتہ فوٹا دہوا    | لکڑیا یہ آتشِ سودا سے مرا ہو گرم     |
| کونسا سوختہ جاں صبح سے ہو گرم فحال  | کہ ہوا آتی ہو کوچہ سے تے گل و گرم    |

|                                  |  |
|----------------------------------|--|
| ہم تو سنتے تھے سدا کل چھوڑا ہماذ | ذوقِ ہوتا ہو وہ کیوں مجھے ترش ابرو گرم |
|----------------------------------|--|

۱۔ یہ غزل عالمِ نوجوانی میں ایک مشاعرہ کے لئے لکھی گئی تھی۔ استاد نے غزل لکھنے سے پہلے اس مشاعرہ کا مطلع نگر میر مشاعرہ سے کہہ دیا تھا کہ زمین تو گرم ہو گیا تیر ٹھنڈی ہو چاچا نکات کی یہ نیگونی پوسی ہوئی جب تلورہ جمع ہوا تو جو جلسہ میرا لالہ آیا

۲  
 یارب ہیں کس کی لفت کئے نہانیوں میں ہم  
 لکھتے الف خطوں کی نہ پیشانیوں میں ہم  
 قریب حرم میں بھی ہیں تو قربانیوں میں ہم  
 لائیں جو آہ کو شہر افشانیوں میں ہم  
 پھر ہیں جنہیں کے سلسلہ حبیبانیوں میں ہم  
 سرگرم سو خوشی کی ہمایوں میں ہم  
 آئینہ رو کے سامنے حیرانیوں میں ہم  
 کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہیں فانیوں میں ہم  
 اب گم ہے ہیں اس کی پیشانیوں میں ہم  
 شرب الود کرتے ہیں نصرائیوں میں ہم  
 ہندو اسیر دیکھیں ہیں زانیوں میں ہم  
 مصروفِ نغم دل کی گس رانیوں میں ہم  
 اپنے سیاہ نامہ کی طولانیوں میں ہم

پابندِ جونِ خاں ہیں پریشاں میں ہم  
 ہوتی نہ یادِ لطف تو خطِ شکستہ میں  
 پائی نہ تیغِ عشق سے ہم نے کہیں پناہ  
 دوزخ بھی جائے نمرہ گل من مزید بھول  
 پاکوبیوں کو مردہ ہوزنداں کو ہونوید  
 غم بھی نہیں جگر پہ رہی اس قدر رہے  
 ہیں آئنے میں صورتِ تصویر آئینہ  
 کیا جانیں ہم زمانہ کو حادث ہو یا قدیم  
 کیوں حاجی کے جگر میں آئے شرمندہ یا سے  
 پریشانِ چشم مست کے سرخوش ہیں جو عالم  
 اُس خالِ سُرخ پہ جمع ہوئے قطرہ عرق  
 سینہ کا چاک سینے کی فست کہاں کہ ہیں  
 دکھلائیں روزِ حشر کو جن السطور سے

جاملے ضعف سے نہیں کوچ میں اس کے ذوق  
 بجائیں کاشش گریہ کی طغیانیوں میں ہم

## روایت

۱  
 جامِ شراب دیدہ پر غم سے کم نہیں  
 ہو جامِ جس کے ہاتھ میں وہ دم سے کم نہیں

بے یار و روزِ عیدِ شبِ غم سے کم نہیں  
 دیتا ہی دو پرچہ کے فرصتِ نشاط

۱۰ یہودی لوگ شراب بھی کم پیتے ہیں اور چھپ کر پیتے ہیں فارسی شعر نے کم پینے اور چھپ کر پینے کے لیے "شراب الیہود" کی اصطلاح مقرر کر لی ہے۔



|  |  |
|--|--|
| <p>نیا ہوسے زندہ پر کیا اشکِ لالہ گوں<br/>ہوتی ہر جمعِ زستے پریشانیِ آخرش<br/>شورِ بے سرشک میں ڈوبا ہوا ہر دل</p>  | <p>اپنی خزاں بہار کے موسم سے کم نہیں<br/>درہم کی شکل صورتِ درہم سے کم نہیں<br/>تیزاب میرے زخم پر درہم سے کم نہیں</p>         |
| <p>او ذوق کس کو چشمِ حارث سے دیکھیے<br/>سب ہم سے ہیں یادہ کوئی ہم سے کم نہیں</p>   |  |
| <p>ہاں تاملِ دمِ ناوکِ سنگنی خوب نہیں<br/>گلِ پیشاں ہیں ہنسِ جنس کے چمن میں آخر<br/>بات تو ہم نے بنائی تھی وہاں خوب بھگر</p>   | <p>ابھی چھاتی مری تیروں سے چھنی خوب نہیں<br/>دیکھ اے غنچہ بیاں خنہ زنی خوب نہیں<br/>مٹی جو بگڑی ہوئی قسمت تو بے فہم نہیں</p> |
| <p>کون آتشِ نفس لے ذوقِ چمن سے گزرا<br/>آج چوسر و نسیم چنی خوب نہیں</p>  |  |
| <p>بہشتِ دو فریقِ حسد کے عروسے ہیں<br/>خوشید و اوردیکھتے ہیں سب کو ایک آنکھ</p>  | <p>اپنا ہر یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں<br/>روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک سے ہیں</p>  |
| <p>۱۔ یہ غزل سہ ماہی کے ایک مشاعرہ میں جس کے بانی مرزا صاحب شہزادہ تھے غیر طبع میں پڑھی تھی بادشاہ ظفر مرہم<br/>بھی اس مشاعرہ میں شریک ہوئے تھے اور ان کی غزل بھی طبع میں لکھی گئی تھی اس لیے استادِ ذوق کا دستور تھا کہ جن مشاعرہ<br/>میں بادشاہ کی غزل ہوتی تھی اس میں طبعِ بہا پر بھی غزل پڑھنا سولے ادب سمجھتے تھے اس لیے اس مشاعرہ کی طبع پر بھی غزل<br/>نہ لکھی تھی بادشاہ ظفر نے طبع کی جو غزل پڑھی اس کا ایک شعر یہ افسوس غزل کلیاتِ ظفر میں موجود نہیں ہے<br/>شاہوں کے مقبروں سے الگ دفن کیجیو ہم سب کیوں کو گورِ غنیریاں پسند ہے<br/>اللہ نے انکی دعا سن لی اور سچ ہی انھیں کسی شاہی مقبروں میں جگہ نہ ملی نہ کمال میں بارگاہ میں دفن ہوا۔<br/>بہاؤیوں کے پہلو میں خاکِ پاک دہلی نصیب ہوئی۔ یہ مسکندہ میں اکبر کا جوار ملا لاہور میں جہانگیر کے قریب<br/>ماہل ہوئی اگر وہاں شاہجہانی شان کا مقبرہ تو کجا غلام آباد (دکن) میں عالمگیر کے پتھت اور خام ہزار کے<br/>زندگی بھی قیمت میں نہ لکھی تھی۔ سبکی کی موت رنگون میں آئی اور وہیں گورِ غنیریاں کا گوشہ دبایا۔</p> <p>فاعتد بہ باد و لا ارجاء</p> |  |

|  |   |
|--|---|
| بُنیا دیکھو مری خشتِ لحد سے ہیں<br>اس میں جانیِ خضر ابھی ناملد سے ہیں<br>سمجھو کہ کرتے روف کی پوششِ نیست سے ہیں<br>بہتر سمجھتے ہم اُسے عمرِ ابد سے ہیں<br>ہو جاتے بے مزہ ہیں بڑھ جاتے حد سے ہیں  | وہ مست ہوں کہ کھٹے قہج کش تمنا<br>جاندا دکانِ عشق سے پوچھو فنا کی راہ<br>پر ہیں خاکِ دلوں کے ہو گر خرقہ فقیر<br>وہ ایک دم کہ جس میں میسر ہو وصلِ یار<br>جتنے مزے ہیں یاں دشنِ نشہ شرب |
| دل کے ورقِ پربت ہیں صدمہِ دلِ عشق<br>ہم کرتے ذوقِ عشق کا دعویٰ سند سے ہیں  |   |
| عارضِ پہ خطِ طوطی تصویرِ باغِ حُسن<br>دریائے آئینہ میں ہے تعمیرِ باغِ حُسن   | ۳<br>اچھم تیری مست قہج گیرِ باغِ حُسن<br>اور شکِ باغِ طاقِ دوا برو کا تیری عکس  |
| سیرِ خزاں جو چاہے تو اور ذوقِ دیکھ لے<br>اُس ناز میں کا جلوہ تنخیرِ باغِ حُسن  |   |
| گئیں یاروں سے وہ اگلی ملاقاتوں کی سب سبیں<br>پڑا جس دن سے دل بس میں تھے اور دل کے ہم بس میں<br>کبھی ملنا۔ کبھی رہنا الگ مانند مڑگاں کے<br>تماشا کج سرشتوں کا ہی کچھ اخلاص آپس میں<br>توقع کیا ہو بچنے کی ترے بیمارِ حُسن کی<br>زنجبشِ نبض میں جس کے رنگرمی جس کے تلس میں<br>ہوائے کوئے جاناں لے اُڑے اس کو متوجہ کیا<br>تین لاغز میں ہو جاںِ س طرح۔ جس طرح بو خُسن میں<br>مجھے ہو کس طرح قولِ قسم کا اعتبار اُن کے<br>ہزاروں دے چکے وہ قولِ لاکھوں کھا چکے قسمیں |   |

|  |   |
|--|---|
| <p>جو مضمون ذوق دیوان دو عالم میں ہوئے ہوئے<br/>حواسِ خمسہ ہیں انساں کے وہ بندِ خمس میں</p>  |   |
| <p>ہم اپنے ہاتھوں کا ترگاں سے کام لیتے ہیں<br/>نصیب مجھ سے مرے انتقام لیتے ہیں<br/>غورِ حسن سے کس کا سلام لیتے ہیں</p>   | <p>بلائیں آنکھوں سے ان کی دھام لیتے ہیں<br/>شب وصال کے روزِ فراق میں کیا کیا<br/>جھکائے ہی سرِ تسلیم ماہِ نو۔ پرزدہ</p>   |
| <p>ہمارے ہاتھ سے او ذوقِ وقتِ حوٹھی<br/>ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہیں</p>  |   |
| <p>شمع ہو اک سوزنِ گم گشتہ اس کا شانہ میں<br/>برسوں مسجد میں با برسوں با بختانہ میں<br/>یا تری آنکھوں میں کیچی یا تے دیوانہ میں<br/>جوشِ کیفیت میری خاک کے پیمانہ میں<br/>خمِ نشیں ہیں مثلِ افلاطون سببِ نجانہ میں<br/>پوچھو کیا لے جائے گی آکرے ویرانہ میں<br/>سبزِ نخلِ شمع ہو خاکِ سترِ پروانہ میں<br/>ورنہ کیا کیا لعلِ مانے کھیت ہیں ہر دانہ میں<br/>زلفِ داں شانے نے کھنچی روہیاں شانہ میں</p> | <p>دو وصل سے ہی یہ تابیگی مے غمانہ میں<br/>میں ہوں نہ خشتِ کس سے اس دیرانہ میں<br/>مستی و نا آشنائی و حسرت و بیگانگی<br/>میں یہ کیفی ہوں کہ پانی ہو تو بن جائے شرب<br/>ہوش کا دعویٰ ہی بیہوشوں کو زیرِ آسماں<br/>پتھروں میں ٹھوکریں کھاتی ہو ناحقِ سیلاب<br/>عشق کو ای حسن اگر نشو و نما نہ رہو<br/>برقی خرس سوز ہو عالم میں نا بھی تری<br/>کس نراکت سے ہو دیکھو تمکاد حسنِ عشق</p> |
| <p>ایک پتھر چھوننے کو شیخِ جی کعبہ گئے<br/>ذوقِ ہریت قابلِ بوسہ ہی ان بختانہ میں</p>   |   |
| <p>سیر کے قابل ہی یہ پیر کی فرصت نہیں<br/>ہر ہمیں زیرِ فلک سر منزلِ راحت نہیں<br/>ہوتا وا۔ بے شور و اویلا و احسرت نہیں</p>   | <p>اس گلستانِ جہاں میں کیا گلِ عشرت نہیں<br/>خواہ گردش ہو زمین کو خواہ پھرتا تو فلک<br/>بہل تیغِ محبت کا لبِ ہرزخم دل</p>   |

|  |   |
|--|---|
| <p>دل وہ کیا جس کو نہیں تیری تنہا لے حاصل<br/>         کہتے ہیں جا میں گرجھت جا میں غم کے ہاتھ سے<br/>         خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہم کو قرار<br/>         ایک دل اور اس پہ اتنے بار غم لائے دل</p>   | <p>چشم وہ کیا جس کو تیری دید کی حسرت نہیں<br/>         پر تے غم سے ہمیں مرنے کی بھی فرصت نہیں<br/>         ایک ساعت مثل یک شب تہ ساعت نہیں<br/>         اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بے طاقت نہیں</p>   |
| <p>ذوق اس صورت کہ ہیں ہر نادر اور صورتیں<br/>         کوئی صورت اپنے صورت گری بہ صورت نہیں</p>   |   |
| <p>وقت پیری شباب کی باتیں<br/>         پھر مجھے لے چلا اُدھر دیکھو<br/>         واعظ چھوڑ ذکرِ نعمتِ خالد<br/>         تجھ کو رسوا کرینگی خواب و دل<br/>         جاؤ ہوتا ہو اور بھی خفقاں<br/>         ہام ملب سے تو لگا اپنے<br/>         سُننے ہیں اس کو چھپر چھپر کے ہم<br/>         دیکھ اسی دل نہ چھپر قسۃ زلف</p> | <p>ایسی ہیں بھیجی خواب کی باتیں<br/>         دل خانہ خراب کی باتیں<br/>         کر شراب و کباب کی باتیں<br/>         تیری یہ اضطراب کی باتیں<br/>         سُن کے ناصح جناب کی باتیں<br/>         چھوڑ شرم و حجاب کی باتیں<br/>         کس مرنے سے عتاب کی باتیں<br/>         کہ یہ ہیں پیچ و تاب کی باتیں</p> |
| <p>ذکر کیا جوشِ عشق میں اس ذوق<br/>         ہم سے ہوں صبر و تاب کی باتیں</p>   |   |
| <p>وِسیا سے میں اگر دل مضطرب کو توڑ دوں<br/>         کیا دشمنی ہو اہل کرم سے کہے ہو چرخ<br/>         ساقی لڑائیوں سے تری چاہتا ہو جی<br/>         احسانِ ناخدا کے اٹھائے مری بلا<br/>         نازک خیالیاں مری توڑیں عود کا دل</p>   | <p>سائے طلسم و ہم گذر کو توڑ دوں<br/>         یاں تک جھکاؤں شاخِ ثمرور کو توڑ دوں<br/>         باہم لڑائے شیشہ و ساغر کو توڑ دوں<br/>         کشتیِ خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں<br/>         میں ہلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں</p>  |

پھر اس غم کو یاد کرے دل قبولِ عشق  
نفسِ چھوڑ کے میں سرِ نشتِ ترک تو زوہوں

۱۱ کدورتی غمِ ہویوں دُور آسمانی میں  
رکاوے خوب نہیں طبع کی روانی میں  
کہاں نیاں ہیں حکایاتِ محض و آبِ بقا  
نہیں خضابِ مطلبِ تنگِ تیرے سفید  
ہمیشہ ہو مجھے سرمایہ بھائیوںِ فنا  
کہ جیسے جاے کوئی کشتیِ دُخانی میں  
کہ بوفساد کی آتی ہو بندِ پانی میں  
بقا کا ذکر ہو کیا اس جہانِ فانی میں  
سیاہ پوشش ہوے ماتمِ جوانی میں  
حبابِ وارہوں میں آبِ ننگانی میں

بجز تارِ علی شاہ کون جانے دُوق  
تری زباں کا مزاتیری شعر خوانی میں

۱۲ تو کئے غمچہ کہ اُس لب پہ دھڑکیا نہیں  
سائے سے مے ملتا نہیں ناصحِ جب تک  
چپ اُکھٹ چھونا سا اور بات بڑی سب نہیں  
مغر کا تارِ آمد و چار گھڑی خوب نہیں

خویر دیوں سے بہت اندھ لڑی پُرسوں  
تسکتا تو دُوق کہیں اپنی لڑی خوب نہیں

۱۳ وہ دیکھیں بزم میں پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں  
ہو اُن کی چشم کی گردش پہ گردشِ عالم  
پڑیگا مایہ زلف اُس پہ بھی ضرور کبھی  
نہ پوچھو شغلِ اسیری میں ہم غمِ ہوں کا  
یہ کس کو دیکھ فلک سے گرا ہو غش کھا کر  
سوال جو ہر آئینہ ہے بہ چشمِ پُر آب  
عرق کے قطرے نہیں دیکھتے ہیں اُس رخ پر  
جہاں کے آئینہ سے دل کا آئینہ ہے

محبت آج ترے ہم اثر کو دیکھتے ہیں  
جدھر ہو اُن کی نظر سب اُدھر کو دیکھتے ہیں  
کہ پچ و تاب تمہاری کمر کو دیکھتے ہیں  
کبھی نفس کو کبھی بال و پر کو دیکھتے ہیں  
پڑا رہیں پہ جو نورِ قمر کو دیکھتے ہیں  
کہ منہ پہ خاک ملے کیوں مہر کو دیکھتے ہیں  
سارے دھوے

|   |  |
|---|--|
| کہاں تو ساغرِ زمیں شکر کو دیکھتے ہیں  | دکھا دو تم لبِ میگوں چمنِ نمکیں  |
| عبارتِ محبت کا دکھ سختی پر<br>لگا کے ذوقِ کسوٹی پر زکرو دیکھتے ہیں  |  |
| <p>۱۳</p> <p>کہتے ہیں جادو سے اپنے اگلے دشمن آب ہیں<br/>اس طرح جاتے ہیں دیکھا! پاک نامن آب ہیں<br/>شیرِ سر پہ صائیتا آدو وقتِ فتن آب ہیں<br/>زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہی ہن آب ہیں<br/>گو کہ میں ڈوبا کھڑا ہوں تا بہ گردن آب ہیں<br/>جیسے مستقی کا دم ہوتا بہ مردن آب ہیں<br/>ہر گنا خط لکھتے لکھتے مستقی من آب ہیں</p> | <p>۱۴</p> <p>خدا کر ساقیانِ سامری فن آب ہیں<br/>چشمہ آئینہ میں کب تر ہوا۔ پائے نگاہ<br/>پھر ناہی سیلِ حوادث سے کوئی مردوں کا نہ<br/>صحبت اہل صفاتِ تیرہ دل کھاد ہوں<br/>اب بھی گریہ سے مجھے فرصت نہیں فغانہ وار<br/>یوں ہا میں زندگی بھر تشنہ و پادار بار<br/>شب جو ہم لکھنے کو بیٹھے انکھ سے اندرے شک</p> |
| ذوق تو اس بحر میں لے کے مضمون بہا<br>جا بجا لگ بجا کپولوں کا خرمن آب ہیں  |  |
| <p>۱۵</p> <p>ہو سراپا فلس ماہی ماہ روشن آب ہیں<br/>مردم آبی ہیں ان کا ہو نشین آب ہیں<br/>ناؤ کا غل کی جے اس طفل کو دن آب ہیں</p>  | <p>۱۶</p> <p>ہوے تو اس مروتِ جہی تو فلن آب ہیں<br/>مردم دیدہ ہیں اپنے زندہ آب اثاکے<br/>بھول مت علم کتابی پر کہ آخر کب تک</p>  |
| <p>۱۷</p> <p>ہو شورِ النیات صریحِ سلم نہیں<br/>یہ خوں خراشِ دل میں تہمت سے کم نہیں<br/>لیکن نکل بھی جائے گا ثابتِ قہر نہیں</p>  | <p>۱۸</p> <p>غنا نہ اپنا صفحہ عشرت سے کم نہیں<br/>جو ششِ شگفتگی ہے محبت کا غم نہیں<br/>آتش میں آپڑا تو ہو میری طح سپند</p>   |
| <p>۱۹</p> <p>کہ شاہِ اوشاہِ دہلی نے جب اس غزل کی شہرت سنی کھلا بھیجا کہ یہ غزل</p>  |  |

|  |  |
|--|--|
| <p>وہ کونسا ہو داغ جو گرہ اب غم نہیں<br/>یہ زخمِ دل بقیہ غمِ غنچہ سے کم نہیں<br/>اے بے وفا یہ تیری خدا کی قسم نہیں<br/>گو ہر آہ اپنی آب میں غرق اور غم نہیں<br/>گیسوئے دودِ شمع میں بھی بچِ دُغم نہیں<br/>یاں جامِ می ہو سٹنے گر جامِ جہم نہیں<br/>اے شمعِ رو عیاں شفقِ صبح دم نہیں<br/>جب تک کہ اس میں چاشنیِ روم غم نہیں</p> | <p>یہ دل مجھے ڈبو کے رہے گا کہ سینہ میں<br/>ہیں آمد بہار سے بھرائے منہ میں خوں<br/>مشکل ہو میرے عہدِ محبت کا ٹوٹنا<br/>اہلِ صفا کا دیکھنا نہ دامن کسی نے تر<br/>اللہ سے ضبطِ دل کہ مری برسِ ہزار<br/>ہر میکشوں کے واسطے بیخفا نہ تختِ جم<br/>چمکا یہ آتشِ دل پر روانہ کا ہو رنگ<br/>گر آبِ دیدہ شربت کو تر بھی ہو تو کیا</p> |
|--|--|

جاں آہِ آگہ بند کیئے ذوق تو کہاں؟  
یہ راہ کوئے بار ہے راہِ عدم نہیں

جیتنے آجی کیا ملکِ فنا میں ساتھ بشر کے بھگڑے ہیں  
مگر ادھر سے جہاں چھٹے تو جاکے اُدھر کے بھگڑے ہیں  
کیسا دامن کیسا کافر کون ہے صوفی کیسا بندہ  
سارے بشر ہیں بندے حق کے لئے شر کے بھگڑے ہیں  
غم کتنا ہو دل میں رہوں میں! جلوہ جاناں کتنا ہو میں!  
کس کو دیکھا لوں کس کو رکھوں! یہ تو گھر کے بھگڑے ہیں  
بحر میں موتی پانی پانی۔ لعل کا دل خوں پتھر میں  
دیکھو! لب و دندان سے تمہارے لعل لہر کے بھگڑے ہیں

۱۔ اس غزل کو حکیم حسن اندھاں طبعی شاعر نے بادشاہِ ظفر کو سنایا بادشاہ کو پسند آگئی بادشاہ نے بہت چاہا کہ استاد  
حسب معمول اس کو نذر گزرائیں لیکن شکل یہ تھی کہ خود استاد کو بھی اپنے یہ اشعار دل سے بھاگتے تھے اس لیے  
بقول آزاد بادشاہ نے اگرچہ کشش کی تقاضا بہت لگائی لیکن استاد نے نہ چھوڑی ۱۲

دوست کے گھر میں دشمن ہو جب سنگ ہمارے سینہ پر  
دل کا ذکر کیا کیا باقی پھر تو سر کے جھکڑے ہیں  
مضرب دل کا دیکھنا عالم ہاتھ اٹھائے دنیائے  
پاؤں پسارے بیٹھے ہیں اور سر پہ سفر کے جھکڑے ہیں

ذوق مرتب کیونکہ ہو دیواں شکبہ فرستیں سکریں  
باندھے گلے میں ہم نے اپنے آپ ٹنڈر کے جھکڑے ہیں

آستواں ہیں ستن لاغریں خس کی تیلیاں ۱۸  
گر رگ گل سے ہوں بلبل کے قفس کی تیلیاں  
طاہر رنگ حنا کا شوق اگر ہوا ہری  
چشم گریاں نے اگر کی بن سب سے خوب  
ہو پئے مرغ دل بلبل رگ گل کا قفس  
گر جو اسی صیاد ناداں تجھ کو آیش کا شوق  
تیلیاں بھی وہ کہ جو ستر برس کی تیلیاں  
کانٹے اکھنوں چھو چیں گس کے قفس کی تیلیاں  
تھے ہاتھوں کی لکیریں بن قفس کی تیلیاں  
سبز ہو جائیگی سب سے قفس کی تیلیاں  
اس سے نازک رکیا ہوگی قفس کی تیلیاں  
مست بنائیں گے تاروں قفس کی تیلیاں

۱۹ یہ غزل دلی کے اس نامی مشاعرہ کی یادگار ہے جس کا ذکر آج بھی پڑھنے لوگوں کی صحبتوں میں کبھی کبھی آجاتا ہے مشاعرہ  
میں شاہ نصیر بھی شریک تھے اور وہ زمانہ تھا جبکہ شاہ نصیر اور ذوق میں ادبی معرکہ آرائیاں ہو رہی تھیں شاہ نصیر کے  
ایک غیر عری غزل کو شکوہ جاسی بجاسی روایت قافیہ میں بھی اگلے مشاعرہ کے پہلے ہی طبع قرار دی گئی ذوق نے ایک غزل  
لکھا اس میں کچھ گفت و شنود کی قوت آئی ذوق نے کہا کہ برس دن تک علاوہ طبعی غزل کے اس زمین میں بھی غزل ہوا  
کرے چنانچہ دو مشاعروں میں ایسا ہوا تیسرے جلسہ میں شاہ نصیر کے طوفاں شر نے استاد پر کچھ چوڑیں کیں اور شاہ نصیر  
کے صاحبزادہ شاہ وجیہ الدین منیر نے توصیف طور پر اس شعر میں جو آج تک مشہور ہوئی ہوئی چوٹ کی ہے

گرچہ قسندیل سخن کو منہ لیا تو کیا ہوا

ڈھانچے میں تو ہیں وہی اگلی برس کی تیلیاں

اس منزل پر اگر اس مشاعرہ ہی کا خاتمہ ہو گیا ذوق کی یہ غزل جو دیوان میں شامل ہے اور جس کا یہ انتخاب پیش کیا

گیا ہے پہلے مشاعرہ کی غزل ہے اس کے بعد کے جلسوں کی غزلیں معدوم ہو گئیں ۱۹



جو ہیں مرغِ تردماغ اُن کے تفس کے واسطے

چاہئیں صندل کی چوبیں اور خس کی تیلیاں

سلسلہ ابنتہ تھا کچھ عالم معنی سے فوق

ورنہ تھیں یہ تیلیاں کسے بس کی تیلیاں

آج اُن سے مَعنی کچھ مدعا کہنے کو ہیں  
ہیں دہن غبوں کے کیا جانے کیا کہنے کو ہیں  
کہدے شبنم سے نہ پھر یہاں گلِ سکاں ہیں  
دیکھے آئینے بہت بن خاک ہے یہاں سب  
دیکھ تو لے پہنچے کس عالم سے کس عالم میں ہیں  
ہر جہاں مانند مجھ اور ہم مثل سپند  
پوچھو قاتل سے کرے گا قتل آخر کب تک  
مست گئے جو ہر وفا کے اٹھ گئے سب الٹ  
ہر صفائے دل ہی جس میں عیاں ہو سکل بار  
کیا ماسا جو کہ اُن کے کان میں اٹھا جو رو

۱۵ پر نہیں معلوم کیا کہو سینے کیا کہنے کو ہیں  
شاید اس کو دیکھ کر صل علیہ کسے کو ہیں  
بہلین حوالِ دل کچھ اسی صبا کہنے کو ہیں  
ہیں کہاں اہل صفا اہل صفا کہنے کو ہیں  
نامہائے دل ہائے نار سا کہنے کو ہیں  
اب چلے جائینگے اے اک صفا کہنے کو ہیں  
اپنی تاریخ آج ہم پیش از قضا کہنے کو ہیں  
اب وفا جو نام کو اور وفا کہنے کو ہیں  
یوں تو آئینوں کے دل بھی اس صفا کہنے کو ہیں  
ہم جو آئے درو دل اپنا ذرا کہنے کو ہیں

سب سے بڑا غم اُن کے مہ نہیں کھوئے ہیں فوق

کسے پیک مرگ پنیام قصا کہنے کو ہیں

اعتراف اور مدعا کے الفاظ جو اس غزل میں آئے ہیں استادِ ذوق کی زندگی کے ایک واقعہ کی جس کا سنہوں نے  
ناگہ معاملات سے حمایت تازہ کرتے ہیں ذوق نے یہی میں اپنے پڑوس میں ایک مکان خرید کیا تھا بعض لوگوں  
نے جن کو اُن کے اس خریداری پر اعتراض تھا عدالت میں شکری اور بائج پر ہائش کر دی ذوق جیسے آنا و نیش  
شروع کی فکر رکھنے والے شخص کو اس سے گھبراہٹ ہونا لازمی تھی وہ گھبرا کر کوئی فعل حق صاحبِ مرشدت دارِ عدالت  
کے پاس پہنچے تاکہ زبانی اُن کو حالتِ بنا دیں اس خیال سے کہ مرشدت دار صاحب کو ذوق سخن ہے وہ شکرِ ستائش  
کی فرائض بھی کر گئے اعلانِ غم خاص موقعہ کے لیے یہ غزل لکھی تھی تاکہ تازہ کلام سے اپنے غائب کو محفوظ کیا جائے اور اس میں کچھ  
نکچہ اپنے مطلب کی جھلک نمودار ہو جائے چنانچہ مطلع میں استاد نے حمایتِ غم سے اپنی اس غرض کو پورا کیا ہے ۱۶

|  |   |
|--|---|
| <p>گر تر نور نہیں چشم میں کیا ہو اس میں<br/>دل کو کیا دیکھے گا تو چیر کے کیا ہو اس میں<br/>رسن انداز ہو جاؤ دقن یا ر میں زلف<br/>تو گلیں توڑ نہ دل کا کہ بڑی کاوش سے<br/>خضر ساقی ہو تو میں جام نہ لوں گرجاؤں<br/>اُس جناکیش کے نامہ کو پڑھوں کیا قاصد<br/>جاہا پاؤں بہ قال کے ترپ کر گشتہ</p> | <p>۲۰ کہنا فیہ نظر عین خطا ہے اس میں<br/>اب نقطہ بھی نہیں خوں کا رہا ہو اس میں<br/>نہیں معلوم کہ دل کس کا گرا ہو اس میں<br/>اسم کو میں نے تے کندہ کیا ہو اس میں<br/>کہ نہیں جام میں مے آب بٹا ہو اس میں<br/>جو کہ قسمت کا لکھا تھا سو لکھا ہے اس میں<br/>سرد ہونے پہ بھی گرمی وفا ہو اس میں</p> |
| <p>کیا گوئے کی طرح خاک کا پتلا اور ذوق<br/>اُڑنا پھرتا ہی بھری جسے ہوا ہو اس میں</p>   |   |
| <p>۲۱ حقائق طح خلق سے غزلت گزیتوں میں<br/>میں وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہوں میں<br/>ہوں ظاہر خیال نہ پر ہیں نہ میرے بال<br/>یا رب کوئیں کا تارا ہوں یا آسمان کے ہوں</p>   | <p>۲۱ ہوں اس طرح جہاں میں کہ گویا نہیں ہوں میں<br/>میں ہوں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہوں میں<br/>پراٹکے جا پہنچا کہیں سے کہیں ہوں میں<br/>نام آسمان پہ میرا ہی زیر زیں ہوں میں</p>   |
| <p>۲۲ قصہ جب تیری نیارت کا کھو کرتے ہیں<br/>دل کا یہ حال ہو پھٹ جاکر سوچے سے اور<br/>توڑیں اک نالہ سے اس کا سہ گردوں کو مگر<br/>قد و لہجہ کو تمہارے نہیں دیکھا شاید</p>  | <p>۲۲ چشم پر آب سے اپنے وضو کرتے ہیں<br/>اگر اک طے سے ہم اس کو نہ فرکتے ہیں<br/>نوش ہم اس میں کبھی دل کا لہو کتے ہیں<br/>سرکشی اتنی جو سرو لب جو کرتے ہیں</p>   |
| <p>۲۳ کھتا ز بسکہ جیفہ دُنیا سے ننگ ہوں<br/>ہیں سب سے پہلے میرے اٹھانے کی فکر میں</p>  | <p>۲۳ پارس بھی ہو تو جانتا مردار سنگ نہیں<br/>نخل میں اُن کی میں کسی چوسر کا نشان نہیں</p>  |

|  |  |
|--|--|
| دل بیٹھا ہے ضبط ہو اور مجھ کو اضطراب   | دل میرا مجھ سے تنگ ہی میں دل سے تنگ ہو   |
| کہاں ٹھوٹے کوئی دل کو جو ہم فارغ سواں ہیں<br>نہ بھونے کی کبھی ہر دم شکایت نہ کامی کی<br>جولہ تاننا اسے مرگ ہونا خضر تو وہ بھی                | ملے کھوج ایک پرواز کا کیا گنج پراناں ہیں<br>رہے آپس کے جتناک تنہا نہ تیریں کیا ہیں<br>نہ پیتا آبِ حیاں وہ بوسہ مرزا آبِ حیاں ہیں                           |
| خود غائب کرتے ہی کم ایسے شخص ہیں<br>صاحب دلیں نے کہہ دل پر کیا مقام<br>دیوانے تیرے شست میں رکھنے جہنم<br>وہ کیا جو بلا دیکھے ایمان بھی انھیں | اور ہم تمہیں پہنچتے ہیں ہم ایسے شخص ہیں<br>کب کرتے قسور و دروہم ایسے شخص ہیں<br>مجنوں بھی لگا آکے قدم ایسے شخص ہیں<br>زاہد یہ بُست خرا کی قسم ایسے شخص ہیں |
| پیش بُستاں محو تو دفائی ہیں<br>ہو کے اک بوسہ ہر ترش ابرو   | بُسر ہو پر دوی خدا ہیں<br>بات کو ڈالنا کھٹائی میں  |
| ذوق ہو ایک رنڈ شاہد باز<br>اس کو کیسا دُخل پار سائی میں  |  |
| یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن فطراب میں<br>خط دیکھ کر وہ اُسے بہت پیچ و تاب میں  | واں ایک نہ شنی تری سب کے جواب میں<br>کیا جانے کھدیا انھیں کیا اضطراب میں   |
| بے بادہ غمگی میں وہ ذوق جو نیر<br>کی توبہ بے وقوف نے ناحق شایں   |  |
| ذُرنگ گفت ہوں خیر افندق پا ہوں   | میں کچھ نہیں لیکن سے قوم سگاہ ہوں  |
| لے بتاں کا لفظ تار ہا ہو کہ یہ لڑکپن کا کلام ہے اس وقت دلی کی ہی زبان تھی "  |  |

|    |   |   |
|----|---|---|
| ۲۸ | مجنوں نے مجھے سمجھا چراغِ رُخِ مقصود<br>وہ مہر تو میں تاب۔ وہ گوہر تو میں لب  | میں ناقہ لیلیٰ کا سرِ غ کف پا ہوں<br>مجھ سے نہ جدا وہ ہو نہ میل سے جدا ہوں  |
| ۲۹ | کھائے سیم یہ تھے، اکوٹھڑگانِ دل میں<br>گم رہی کر بیٹھا ہمارے غم چراغِ دل میں<br>خالقہ میں بھی وہی ہو جو خرابات میں جو | استے موتن پہ نہیں جتنے ہیں پکیانِ دل میں<br>ہم نے جانا تھا کوئی دن یہ ہمارے دل میں<br>فرق پر یہ ہو۔ یہاں منہ پہ ہو اور دل میں |
| ۳۰ | تیرا فتنا، جن دشمنوں میں ادا جاتے ہیں   | صبر و طاقت کے وہاں باؤں اُکھڑ جاتے ہیں  |
| ۳۱ | گر گیا ہوں بسکے جل سیمش کے فکر میں  | چادرِ مستاب ہو نیلے کفن کے فکر میں  |
| ۳۲ | ایکے دل لے لوں پھر اُس بُتِ قائل کو تہ دوں<br>چار لکڑے کرو دل کے کہ نہیں ہو سکتا                                      | جانِ دلِ دل و لعلِ دلِ دل پر دل کو تہ دوں<br>لب کو دوں رخ کو تہ دوں لعل کو تہ دوں   |
| ۳۳ | دُوالِ آبلے ای گر جی فغاں مُنہ میں<br>ہمارا پی کے ہو۔ تیرے سیر کا سوار  | کہ چپکا بیٹھ رہوں بھرے گھنگنیاں مُنہ میں<br>پہ چپ ہوا ہو کہ گویا نہیں ہاں مُنہ میں  |
| ۳۴ | اسیرِ بیخ و غم میں ہوں مریضِ جاں لب میں ہو<br>جو آنکوں موتِ رُخِ حیرت سے مجھ کو نہیں نہا                              | اور اس کاب تکاھتا ہوں میں کوئی عجب میں ہو<br>کہ نامِ عشق لوں اور اس راحۃ طلب میں ہو   |
| ۳۵ | ہرُمنِ موسے نکلتے ہیں شرارِ آتشیں   | بن گیا ہوں میں سہرا پاک انارِ تیشیں   |

|  |  |
|--|--|
| واہ رے سوزِ جگر اٹھتے ہیں میری خاک سے      | دو دگن کی طرح اب تاکِ غبارِ آتشیں  |
| سینہ و دل پر مرے زخمِ جگر ہستے ہیں         | ۳۶ ہنسنے دو چارہ گرو ہنستے ہی گھڑتے ہیں<br>گہرے گل کے گل جانے کو سورتے ہیں |
| میں ہوں وہ جگر خوں کہ مساماتِ بدست         | ۳۷ جوں اشکِ عرق بھی ہفتی رنگِ نکالوں<br>پھر بار کا ذکر دہنِ تنگِ نکالوں    |
| دنبال سے سرمہ کے سوال ہیں ہی نکھیں         | ۳۸ کہہ نہیں نہ کچھ سیفِ نہاں ہیں تری نکھیں                                 |
| مے نالوستِ چپ ہیں مرغِ خوشِ لہازِ نہیں     | ۳۹ صبا طوطی کی سنا کون جزِ نثارِ خانہ نہیں                                 |
| ہوا ہو اور نہ ہو مے کا کوئی پیدلِ فانی ہیں | ۴۰ وفا میں کوئی مجھ سے اندرِ سلبِ فانی ہیں                                 |
| اسیریِ عشق کو منظور تھی میری لڑکھیں ہیں    | ۴۱ بہانہ کر کے محنت کا پھلِ طوطی گون ہیں                                   |
| ہر وہ دیوانے کہ جن کو بیڑیاں درکار ہیں     | ۴۲ ہم اسیرِ زلفِ ہیں کافی ہیں و تار ہیں                                    |
| کمندیں ادھی پوں تو کندہ انداز رکھتے ہیں    | ۴۳ تری زلفوں کے غم کچھ ادھی تار رکھتے ہیں                                  |
| کیا صوفی و کیا میکشِ قائلِ مے و نون ہیں    | ۴۴ پرہیزِ شرابِ مشربِ غافلِ مے و نون ہیں                                   |

|  |   |
|--|---|
| مر گئے پر بھی تمناں ہی رہا آنے میں       | بے وفا پوچھ ہو کیا دیر ہو لیجانے میں      |
| جس جگہ بیٹھ ہیں بادیدہ نماٹھے ہیں        | آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اٹھے ہیں      |
| کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پیروں      | ہوئے برسوں نہ ہوئی پروہ تمہاری پیروں      |
| یہ طوق اس واسطے جھوتا ہوا نمری لگی ہیں   | کہ تھا بل کی گردن کا پڑا قمری کی گردن میں |
| خصیت ہوئے ہم سے جلتے وہ اپنے گھر ہیں     | گھر کے کھینچتے واں ہم اُن سے پیشتر ہیں    |
| زادہ گراہ کے میں کس طرح ہمراہ ہوں        | وہ کہے اللہ ہواور میں کہوں اللہ ہوں       |
| کسے تپنے سر کو جو نوکِ سناں پر تاج ہیں   | عشق میں وہ کرتے حاصل رتبہ معراج ہیں       |
| کنا کر اپنا سر نوکِ سناں پر تاج کرتے ہیں | حصول اس طرح عاشق رتبہ معراج کرتے ہیں      |
| کہتی ہو ماہی بریاں کہ دبیرانِ قضا        | دل غیبیتے ہیں اُسے جس کو درمیتے ہیں       |
| آپ تانا ہو عیاوت کو نہ تو آتی ہے         | یاد میں تیری اہل سے بھی فراموش ہوں ہیں    |
| سمجھو نہ بھل تم خفقاں کو حکیم جی         | حضرت اسے بھی جانے ہمزادہ بغول             |

## روایت واو

دل نہ خرم نہ ہو ایں قطرہ ہو دریا ہم کو  
شوق مستی میں ہو گلشت چمن کا ہم کو  
ہوے گا کشتی طوفاں زدہ تابوت اپنا  
بتگی دل کو ہو کیوں اس گمراہ الفت کے ساتھ  
ہم وہ مجنوں ہیں نہ گروہم آہو کی طرح  
ان پہنچی سرگرداب فنا کشتی عمر  
ہر قدم پاؤں میں سر رکھتے ہیں خارِ برداشت  
کرتے چوں کوہ نہیں ہم تو سخن میں سبقت  
ایک دم طعنی ہو یہاں مثلِ جناب  
دل میں تھے قطرہ ہوں چند سومانند انار

کر دیا گر یہ نے آخر سبک ایسا ہم کو  
اس پہ مرتے ہیں کیوں غیر کو تو نے مارا  
جو وہی جنبش بہانے جراثیمِ قتل  
ہم وہ ہیں گرم روراہ و فاجو فی شہید  
خطِ نام سے لکھو گور پہ تاریخِ وفات  
دیکھا آخر نہ کہ چوٹے کی طرح پھوٹ بے

لے یہ جانے کے زمانہ کی غزل ہو اور اس مشاعرہ کے لئے لکھی تھی جو شاہ نصیر مراد کے دکن سے  
تیسری و فردی آئے پر قائم ہوا تھا ۱۱

|  |   |
|--|---|
| <p>۲ جاوہ پہنچانے گیا تالیب نے ریاہم کو<br/>ہو چکا آپ کا معلوم ہوا ریاہم کو<br/>اگیا مارے خجالت کے پسیناہم کو<br/>ورنہ ہی زہر تو ہر طرح گواراہم کو<br/>کہے جب تک کہ نہ قم لب میناہم کو<br/>سر پہ پھرتا ہو لیئے آبلہ پاہم کو<br/>جامِ عشرت اُسے۔ اور داغِ تنہام کو<br/>کچھ کشندہ سے نہیں خون کا دعویٰ ہم کو</p> | <p>۲ ہم سفر ہونہ سکا کوئی بھی اپنا۔ لیکن<br/>پھر تے ہی آنکھ کے پھیرنگے گلے پر خنجر<br/>گر می تپ سے ہوا سوزِ دہوں جواشتا<br/>کھانے پینے کی قسم کھائی ہر تجھ بن ہم نے<br/>نہ اٹھیں شوقِ قیامت سے بھی ہست میں ہم<br/>ہم تبرک ہیں بس اب کے لے زیارتِ نفل<br/>واہ قسام ازل صدقہ ہم اس قسم کے<br/>کشتہ ہی ہوتا ہوا کسیر کہ مثل سیاب</p> |
| <p>دوق باز کیہ طغیاں ہو سراسر زینیں<br/>ساتھ لڑکوں کے پڑا کھیلنا گویا ہم کو</p>  |   |
| <p>تجھ کو پرانی کیا پڑی اپنی ہسیر تو<br/>دے گا تمام عقل کے کچے اُدھیر تو<br/>سو بار جڑ سے پھینک دے اس کو اٹھیر تو<br/>تجھ کو دیا کہ جلد کرے یاں سے ایر تو<br/>مانندِ صبح کا ذب ابھی ہوا دھیر تو<br/>دامان و آستین نہ لہو میں تھیر تو<br/>خافل نہ پاؤں حرص کے پھیلا سکیں تو</p>                                 | <p>۳ رنہ خراب حال کو زاہد نہ چھپڑ تو<br/>ناخنِ خدا نہ دے تجھے اوی پنجہ جنوں<br/>الفت کا گر ہو نخل تو سر سبز ہوئے گا<br/>عمر رواں کا تو بن چالاک اس لئے<br/>اسے زاہد و رنگ نہ پیر آپ بنا<br/>اس صید مضطرب کو تال سے ذبح کر<br/>تینگنلے دہر نہیں منہ زلِ فراغ</p>   |
| <p>۴ غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحت ہو تو ہو<br/>عشقِ فارغ کر اگر دُنیائے غارت ہو تو ہو<br/>آومی سے کیا نہ ہو۔ لیکن محبت ہو تو ہو</p>  | <p>۴ موت ہی سے کچھ علاج دردِ فرقت ہو تو ہو<br/>ہو تو ہوا و کیونکر یہ خراب آباد دل<br/>اگ میں جل مرتا ہو پروانہ سا گرم صغیف</p>  |



|   |   |
|---|---|
| انتظارِ یار میں جو چشم ہو جائے سفید<br>دستِ ہمت سے ہی بالا آدمی کا مرتبہ<br>تلخ کامیابی میں گزری زندگی کا عمر بھر | مرد کا کس میں کہاں ہو داغِ حسرت ہو تو ہو<br>پست ہمت یہ نہ ہوے پست قلمت ہو تو ہو<br>جانِ شیریں کے پیئے سے کچھ حلاوت ہو تو ہو |
|---|---|

رات اک پکڑی ہوئی تھی میکہ میں ہر بج  
ذوق وہ تیری ہی دستِ فضیلت ہو تو ہو

تمنا نہیں ہے کہ ادا دل کو پیش کا صلہ ہو کہ فردِ شوق ہو  
یہی حق ہے قاتل اگر حق دلا دے یہ سبل ترے پاؤں پر جاں بحق ہو  
جو جو نوش وہ شوخ شکِ قمر ہو تو سرخی نہ کیوں اس کے خیار پر ہو  
غروبِ آفتاب رخشاں اگر ہو تو کس وجہ پیدائے رنگِ شفق ہو  
کتابِ محبت میں اے حضرتِ دل بناؤ کہ تم لیتے کتنا سبق ہو  
کہ جب آن کر تم کو دیکھا تو وہ ہی لیے دستِ افسوس کے دھڑکنے ہو  
اگر وہ دونوں آنکھوں کے طبقے یہ روشن کہ ہو جاؤ شامت چار وہ تم  
سنا ہو کہ تم نور سے اپنے کرتے منور بہ یک جلوہ چودہ طبق ہو  
یہ کشتوں کا اُس مانگ کے اک پتا ہے کہ اُن تیرہ بختوں کی تربت کوئی  
اگر رنگِ و سہی کا تو پیر رکھو تو رکھتے ہی ہر ریمیاں سے روشن ہو  
مری زندگی تھی ابھی اُس سنمگر۔ سیحانی جو کر گئی تیری ٹھوکر  
کہ ٹھکرایا تو نے تو یہ تھا سمجھ کر نکل جائے جاں کچھ جو باقی حق ہو

۱۵۔ یہ غزل اور اس کے بسکی غزل ابتدائی عشق کے زمانہ میں لکھی تھی نئے وزن اور نئی بحر میں یہ غزلیں لکھی  
تھیں اس لیے بعض لوگوں نے اعتراض کیے تھے کہ چونکہ ان بحروں کو اس سے پہلے کسی غزل میں استعمال  
نہیں کیا اس لیے جائز نہیں لیکن جب نئے وزن نے یہ غزلیں شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کو سنائی تھیں تو انھوں نے  
سبیل کے کام کا حوالہ دیا اور اعتراض کو غلط بتایا ۱۲

اگر رشک کش نہ ہو مجھ سے باہم تو کشن میں تو ہے چہشت کا عالم  
 چکانا ہو غنوں کا آواز ضیغ میں مجھ کو اکشادیق و دوق ہو  
 اگر زخم سینہ سے چھا اٹھاؤں تو خورشید شکر کو میں تپ چڑھاؤں  
 اگر بندہ زاریں دل کو دکھاؤں تو صبح قیامت کا منہ دم میں فاق ہو

یہ بجز قوافی غزل کی بدلتہ رقم اک غزل کر کے اور ذوق جس میں  
 نہ دولت نظر مطلق نہ تعذیر مطلق جوڑا الجملہ کچھ ہو تو مضویں ادق ہو

بس باتھ میں خاتم لعل کی ہو گر اس میں زلف سرکش ہو  
 پھر زلف بستے وہ دست ہوسلی جس میں انگلی آتش ہو  
 اہو قال خلیں بریدے اک شعلہ دل گر کش ہو  
 تو روشن حلقہ حبیب کا میری مثل تنور آتش ہو  
 ہو تیرا سیہ رو صبح ہجران خستہ ناچھے سے وہ درویش ہو  
 کیوں اٹھینچوں آہ کہ غم بھی پنہاں زیر و و آتش ہو  
 لبریز شراب ناز و کھا تو ساغر چشم کا منہ کو  
 نازا ہر پاک ملوث ہو یا صوفی دم کش میکش ہو  
 تم دہ وہ زخم دل پر برے کرتے ہو دکھلانے کو  
 پر برش تیغ ناز سے اپنے دل میں کرتے عش عش ہو  
 دل نخل میں قد کے جوں ذکر یا چھپ کر چشم کا فر سے  
 اب آتہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو  
 بیک و اذالہ ناقوس و جرس یا قفل و یا نالہ فی  
 دل کھینچنے کو انے ہم نفسوا کوئی تو نالے و کشش ہو

بن تیرے گھر کی آرایش جب ڈھین جاں ہو عاشق کی  
 محراب طاق کماں بن جائے۔ دستہ زنگس ترکش ہو  
 مانند نکماں چرخ پہ انجم حق نے بناے اپنے لیے  
 تاہر لب زخم حسرت میرا ہجر کی رات نمک چش ہو  
 گر کلاب آہ کو گردش ووں تو دودھ شمع دل سے مے  
 طاووس نمک کا سینہ ابھی۔ جوں سینہ باز نقش ہو  
 جب ضحمت سے مجھ کو غش آیا تو غش سے وہ کیا کہتا ہو  
 بس غش نہ کرو ہم جان سگرم تم مرنے پر زرخش ہو  
 کیا خوں کے دریا برب کیے ہیں خاک کو پتہ قاتل نے  
 مدفن کو بھی اُس کے سنگش کے ایسی ہی زمین لکش ہو  
 بس چھوڑ دو امن قاتل کا بواہد ہلے خوں سے اٹھا  
 جب اپنا ہما خوں پاؤں پہ اُس کے دل کیوں اُس کا ششون

کیا رجز کو کر موقوف و مرغل تم نے غزل یہ لکھی ہو  
 ووق اس کی بحر کو سن کر شاواں روح خلیل غش ہو

ہائے صیاد! تو آیا مرے پر کاٹنے کو  
 وہ شجر ہوں نہ گل و بار نہ سایہ مجھ میں  
 میں تو خوش تھا کہ چھری لایا دگر کاٹنے کو  
 باغباں نے ہو گکار کھا مار کاٹنے کو

شام ہی سے دل بتیا کب ہو تو قہ حال  
 ہوا ابھی رات ڈی چار ہر کاٹنے کو

قالب خاکی انساں کو بتا کر کچھا  
 آبرو خاک میں دی اُس نے ملا اُن کی  
 عشق کی آگ میں ڈالا کہ پکاوے اُس کو  
 مجھ سا ہوا اینہ تو مَن نہ دکھائے اُس کو  
 چٹکیوں میں ابھی کلکی اُڑا وے اُس کو  
 مَن نہ ہو کیا شمع کا ہو بزم میں تجھ سے روکش

مشت خاک اپنی ہم اس کو چہ میں کل صلیک آ  
ایسہ ذوق آپ کا اٹھائے نہ اٹھائے اس کو

۹۔ ہر دم اور جو آنکھوں میں ہوا شوق تھا تھا ہو  
نہ ہوشے دھڑکن ماراں میل یا زک سہرگنہ  
بجھ گیا چاہیے عقدہ کشا سوز محبت میں  
نصو ریوں کبھی غفلت میں آجانا ہر مرنے کا  
نکٹے جلوہ میں راہی نگاہ و ناز و مرقاں کے  
اکس کیس کیا دل کی ہوس اپنی ہم اندر وسعت  
اکیلا رہ گیا یاروں سے یوں نہ توفیق میں

۱۰۔ تو شاخ ہر قرہ سے چٹم تر گس وار پیدا ہو  
اگرچہ سر سے عاشق پاؤں تاکت مست غنا ہو  
گرہ میری سپند آسا مری فریاد سے وا ہو  
کہ جیسے عالم رویا میں چشم کو رہینا ہو  
بتاؤں کس کو قاتل کس سے میرے خون کا دعویٰ ہو  
اگر نہ آسمان ہوں جمع اک خال سویدا ہو  
کبیں شاخ خزان دیدہ پہرہ سے زرو پتا ہو

جو ذکر اللہ کو ہو ذوق مانع مایہ محشر است  
آئیوں حق سے کہے دھنیشہ چشم میں صبا ہو

۱۰۔ نہ دھری سے تری گریں دل بج بستہ ہو  
کیونکہ قابو میں فلاکے عاشق وارستہ ہو  
ہر قدم پر ہر خراش پائے مجنوں گل فشا  
کیا ہوا دل غ محبت سے ہوا دل سر ہٹا  
کیا کھائے سوزن الماس دل سے غم کی چاش  
منہ سے جو نکلے مرا جب ہو کہ ہو دل نشیں

۱۱۔ پھر نہ تپکے کو نہ دل گرچہ نشیب گتہ ہو  
یہ توجب ہو گر کہاں کے بس میں تیر جستہ ہو  
تا کہ اک اک خارِ صحرائے جنوں گلہ بستہ ہو  
نہیں ممکن کہ میرا راز دل سر بستہ ہو  
جتنی یہ کاوش کئے اتنی ہی یہ پیوستہ ہو  
آہ موزوں ہو کہ نالہ مصرعہ بر بستہ ہو

جانے کیا بیارو انداز کلام در دہند  
ذوق میرا ہم سخن گر ہو کوئی دل خستہ ہو

۱۱۔ پتھر ادا جلوہ نے ترے چشم صنم کو  
جیسے کہ لکھا ہے ترا وصف رخ زیبا  
چکر ادا غمزہ نے ترے طوفِ حرم کو  
چو نے ہو مستلم لوح کو اور لوحِ قلم کو

|   |   |
|---|---|
| <p>جائے نہ کبھی طبع بجا پیشہ سے ہرگز<br/>خوبی سے نہیں رونق بازار کہ یوسف<br/>کیا دے گا دم اگر کسی بے دم کو مسیحا<br/>بد ہو کوئی یا نیک رقم کا مہر اس کا</p>   | <p>کس طرح نکالے کوئی شمشیر کے غم کو<br/>اس شکل و شمائل پر بکا چنڈ دم کو<br/>اللہ سلامت کھے اس تیغ کے دم کو<br/>احوال بد و نیک سے کیا کام ظلم کو</p>   |
| <p>گر کرے معجز نمائی جلوہ رخسار یار (۱۱)<br/>وہکت کو سیراب کرے ابل پانی مری<br/>ثابت اس نڈھال نہ ہوتے دل کا میسے اضطراب</p>   | <p>وہ کف آئینہ سے ہو چو پیر بیضا ہے<br/>ہر قدم پر چشمہ جاری چشم نقش پاس ہے<br/>چاکہ بندہ گر رفتار رگب خار سے ہو</p>   |
| <p>صغایں رخ سے تیرے آئینہ کیا خاک ہمسر ہو (۱۲)<br/>دوبو پر آتش کو گریباں دیش اپنی صحبت میں<br/>کیا یہ سوختہ جاں تو نے مجھ کو سرد مہری سے<br/>حرم کو چائے زہر ہم تو میخانہ کو چلتے ہیں<br/>نہ بولے تیرے ساغوشِ حشرت کا کیا ملن</p> | <p>انگاہ چشم سرمد آلود سے بھی جو کدہر ہو<br/>تو آہن سنا کیوں گدڑی کے دریا میں ناو ہو<br/>کہ آہ سرد میری شمع کا فوری سے ہم ستر<br/>مبارک اس کو طوب کعبہ ہم کو دور سناخو<br/>اگر سو گرتے سنگ کدکال سے کا نہ سر ہو</p> |
| <p>جو کھوئے آپ کو وہ منزل مقصود کو پہنچے<br/>تری گم گشتگی اس راہ میں ہر ذوق پہنچے</p>   | <p>زبانِ خلق کو نقارہ خندا سمجھو (۱۳)<br/>یہ عمر رفتہ کی اپنی صدائے پا سمجھو<br/>جو خاکسی بھی پڑے پھانکنی دوا سمجھو<br/>جو یہ قضا ہو تو احرار غافل و قضا سمجھو</p>  |
| <p>بجا کہے ہیں عالم اُسے بجا سمجھو<br/>عزیز و اس کو نہ گھڑیاں کی صد سمجھو<br/>نہ سمجھو دشت شفا خانہ حبسوں پر<br/>نفس کی آمد و شد ہر نماز اہل حیات</p>   | <p>زبانِ خلق کو نقارہ خندا سمجھو (۱۳)<br/>یہ عمر رفتہ کی اپنی صدائے پا سمجھو<br/>جو خاکسی بھی پڑے پھانکنی دوا سمجھو<br/>جو یہ قضا ہو تو احرار غافل و قضا سمجھو</p>  |

|   |  |
|---|--|
| <p>دعا میں دیتے ہیں ہم دل سے تیغِ قاتل کو<br/>سمجھ ہو اور تمہاری گلوں میں سے کیا<br/>تہیں ہو نام سے کیا کام میں آئینہ</p>   | <p>لسببِ جراحت دل کو لب دعا سمجھو<br/>تم اپنے دل میں خدا جانے سن کے کیا سمجھو<br/>جو رو برو ہو اسے صورتِ آتش نا سمجھو</p>  |
| <p>نہیں ہو کم زرخا اصر سے زردی خسار<br/>تم اپنے عشق کو ایرو و وقت کیسا سمجھو</p>  |  |
| <p>پیر پر دانہ پرستہ ہیں شجرِ شمع کے گرد</p>  | <p>برگِ ریڑی محبت کا ثمر دیکھتے ہو</p>   |
| <p>لگا کے کُتر سے تم آئینہ نہیں بولتے ہو<br/>جلگے کے آبلے جو چھوٹے ہو حضرتِ عشق<br/>گلو! یہ کہ گئی کیا کان میں تمہارے صبا<br/>ہو کہتے سبزہ خط کی جو سیر آئے ہیں</p>   | <p>ہم کہ جلوہ شمعِ القمر دکھاتے ہو<br/>ہماری چنگیوں میں ہم کو تم اڑاتے ہو<br/>کہ لوٹے جاتے ہو پھولے نہیں تکتے ہو<br/>لنگہ کی تیغ کو کیوں نہ ہر شے بھجھاتے ہو</p> |
| <p>گر چاہو تیرا ہونا ہاں پر وہ شب میں<br/>اُس چشم کو ہو ناز بڑا تیر نگہ پر</p>  | <p>بھگیوں کو تیر زلفِ گرہ گیر دکھا دو<br/>ای حضرتِ دل! آہ کی تاثیر دکھا دو</p>   |
| <p>دھم دھم تیغِ جہاں میں جب تیری ہوتا سب حیات ہو<br/>تو شہیدِ ناز کو کیونکر چھپ رہے حیاتِ بعدِ حیات ہو</p>  |  |
| <p>۱۷۰ یہ غزل اور اس کے بعد کی تین غزلیں ابتدائی مشق کے زمانہ میں بعض شہزادوں کی فرمائش پر ان کے استاد<br/>نور جی کی ضرورت پوری کرنے کی غرض سے لکھی تھیں۔<br/>۱۷۱ یہ غزل بھی استاد ذوق نے عالمِ خطی میں لکھی تھی ان کے بیاض میں نہ تھی ایک بوٹھے جاہل شخص کی زبانا<br/>سے لکھ کر آواز دے اس کے اشعار کا تذکرہ کرتے تھے جس کو استاد نے سن کر اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی اور<br/>آواز سے نہ پایا تھا "ہمارے لوگوں کی غزل ہی کہاں سے اچھا لگتی ہے؟ چونکہ ان ذوقِ مرتبہ نادان میں شامل ہو چکے ہیں لگتی۔"</p> |  |

جو مذاق شعر کو اسی پری میں چکھاؤں تیری شکر لہی  
 قلم انگلیوں میں جو ہو مری ابھی رشکِ شاخِ نبات ہو  
 جو ہیں کرتے میرے لیے دعا کہ ہو دامِ عشق سے دل بہا  
 تو ہو دل یہ کہتا کہ اگر خدا انھیں اس جنوں سے نجات ہو  
 مجھے کہتے سب ہیں کہ صبر کر جو نہیں تو صبر سے درگزر  
 حیرسن و عشق پری میں پر نہ وہ بات ہو نہ یہ بات ہو  
 سرِ راہِ کشتِ ناز کا وہ مزار ہو نظر آ رہا  
 پڑھو آج اس پہ بھی فساتحہ چلو داخلِ حسناات ہو  
 ترا حسن وہ بت مہ جہیں کہ ہو صدقہ جس پیمان میں  
 جو دکھائے رخ تو ہو دن دہیں جو چھپائے منہ ابھی ات ہو

جو ہیں مرتے حسنِ صفات میں وہ چٹیکے اپنی ہی بات میں  
 تو فنا ہو ذوق اُسی ذات میں کہ جو ذاتِ جملہ صفات ہو

|  |   |
|--|---|
| کو سوں کیا تنگی زمانے کو                 | کہ نہیں جائے سر اٹھانے کو                     |
| تھک کعبہ کا تھا پھرے لٹے                 | چوم کر اس کے آستانے کو                        |
| یہاں تک لا غری ہو اس تے پیار کے تن کو    | عجب کیا ہو جو سمجھے طوقِ گدِ دن شیم سون کو    |
| زیادہ ہوتا ہی پری میں غریہ نفسِ امارہ    | یہ بالوں کی سفیدی شیر ہو اس رہنہن کو          |
| کمند نام و شہرت کھینچ لاتی ہو عدم سے بھی | لپٹ کر مثلِ طوقِ فاختہ عنقا کی گردن کو        |
| تصور کس طرح بھولے ترا اس حتمِ گریاں کو   | نکالے مینہ بہتے میں کی کیا گھر سے مہاں کو     |
| سکالوں کس طرح سینہ سے اپنے تیر جاناں کو  | نہ پچاں دل کو چھوٹے ہو نہ دل چھوٹے ہو پچاں کو |

|   |  |
|---|--|
| دیکھا دہم نزع دل آرام کو (۲۲)   | عید ہوئی ذوقِ لے شام کو                |
| تم مہی ل کر نہ غمِ سرفہ سے نکال المنکر (۲۳)   | اور نہیں گراستے تو جاؤ کالامندر        |
| یا تو پائیں دوستی تجھ کو بہت بیدار ہو (۲۴)  | یا مجھی کو موت آجائے کہ قصہ پاک ہو     |
| خیر نے ایسا پڑھایا کچھ مرے محبوب کو (۲۵)  | لاکھ بچوں سے پڑھا اُس نے مرے مکتوب کو  |
| پوشاک آبی آپہ کو گر دل پسند ہو (۲۶)   | دریا پری حباب کے شیشہ میں بند ہو       |
| جاتے ہیں اسب تو کوئے بہت لالہ فام کو (۲۷)   | اپنا تو بس سلام ہو دارالسلام کو        |
| حق نے تجھ کو ایک بانی اور جیسے ہیں کانِ دو (۲۸)   | اس کے یہ منہ کہے ایک لے رُسے انسانِ دو |
| زینبم کو کہو لبس کے آنسو (۲۹)   | یہ ہنستے ہنستے نکلے گل کے آنسو         |
| جتنی ہر نمک سب سحر زخموں میں کھپاؤ (۳۰)   | پلکوں سے اٹھانے نہ ہاتھوں سے گراؤ      |
| تک دیکھو اُس لذت پچاں کا اثر کو (۳۱)  | جنش مرے اب تک ہو لب زخمِ جگر کو        |
| <p>لے ایک مسد لوگوں میں عام زبان زد ہو کہ نمک کو پھینکنا۔ یا بے پروائی سے گرا ناسخ ہو۔ اُستاد کہتے ہیں کہ جتنا نمک ہو سب میرے زخموں میں کھپاؤ۔ گراؤ گے تو آنکھوں سے اُٹھانا پڑے گا ۱۲</p> |  |



دریا میں تمہے حسن کے پائے ہیں ہنور دو (۱۰) اور اس پختہ بیکہ ٹپسے اس میں مگر دو

## روایت (۵)

تیرا اُس نے جو کی تیغ ستم اور زیادہ (۱۱) مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ  
سرکٹ کے سرافرازی ہیں ہم اور زیادہ  
لذت سے محبت کی ہر ہر نہ ہم جگر کو  
کیا ہووے گا دو چار تیغ سے تجھے ساقی  
گر میری طرح دوشس پہ ہو بار ثبوت  
اُس زلف کے ماسے کی اگر خاک کو چپٹے  
ہستی تنک مایہ جو پھر نکے کی اسی طرح  
آخر مئے عشق آنکھوں سے ٹپکانی کسی نے  
کیا قبر ہو جتنا کہ وہ چاہتے رکے ہو  
یارب یہ مری نبض ہو یا مویج رم برق

مشتاق شہادت ہوئے ہم اور زیادہ  
چوں شاخ بڑھے ہوئے کسٹم اور زیادہ  
ذوق نمک و رو و الم اور زیادہ  
میں لوگ تیرے سر کی قسم اور زیادہ  
ہو پختہ نکالیں ابھی تم اور زیادہ  
پیدا دم انہی میں ہو ستم اور زیادہ  
آپھرے گا حباب لب ہم اور زیادہ  
بھڑکے ہر چو یوں آتش غم اور زیادہ  
اتنا ہی اُسے چاہیں ہیں ہم اور زیادہ  
کیا ہوگا جو ہوگی تپ غم اور زیادہ

جو کچھ قناعت میں ہیں تقدیر پر شاکر

ہر ذوق برابر انھیں کم اور زیادہ

ای ذوق وقت نالہ کئے کھلے جگر پہ ہاتھ (۱۲) اور جگر کو روئے گا تو دھڑکے سر پہ ہاتھ  
میں ناقول ہوں خاک کا پرولنے کی غبار  
جوں پنج شاخہ تو نہ جلا انگلیاں طبیب  
ای شمع دیکھ نرم فنا میں سنبل کے بیٹھ

ور جگر کو روئے گا تو دھڑکے سر پہ ہاتھ  
اٹھتا ہوں رکھ کے : ویش نسیم سر پہ ہاتھ  
رکھ رکھ کے نبض عاشق ثقت جگر پہ ہاتھ  
ماسے گی : م میں صبح تیرے تیغ زربہ ہاتھ

|  |  |   |  |
|--|--|---|--|
| اور ذوق میں تو بیٹھ گیا دل کو تھام کر<br>اس ناز سے کھڑے تھے نہ کھٹکے نہ ہاتھ   |  | اک زخم تازہ روزِ جو زخم کہن کے ساتھ<br>سی سی بات بھی تو اک بانگین کے ساتھ<br>ٹھڑے اڑاتے تھے مے پہ بہن کے ساتھ<br>مرماری پھری ہو سپہر کہن کے ساتھ<br>آتش میں بیچ و خم ہیں کس کس کے ساتھ<br>آدم کو کیا نہ ہو گی محبت وطن کے ساتھ<br>باتیں کرے ہو سقین سپہر کہن کے ساتھ<br>بخیہ کا تار اُن کے ہر تار کفن کے ساتھ |  |
| روزِ آفتاب نئی ہیں دل پر نغم کے ساتھ<br>ہر آن کا سادہ پن بھی تو کس کس چھین کے ساتھ<br>دستِ جنوں نہ دے تھے ناخن نہ لہ تو<br>پایا دیر نہ کہیں شب کو آنے<br>دوزخ میں بھی ہیں تو نہ سیدھے ہوں کج شتر<br>گندم ہو سینہ چاک فراقِ بہشت میں<br>وحشت تو دیکھو بعدِ فنا بھی مر اخبار<br>چشم و دہانِ حرص سے کون غیر برگ |  | مشکل ہو ذوقِ دامِ علائق سے چھوٹنا<br>جب تک کہ روح کو ہو علاقہ بدن کے ساتھ   |  |
| مریضِ سوزِ محبت کی دیکھت اگر نبض   |  | تو پھر طبیبِ کبھی آبلوں سے پھلتے ہاتھ   |  |
| کوئی جو کام ہو بھیری میں کس طرح ذوق<br>نہ اب میرا اُس سنبھلتے نہ ہیں سنبھلتے ہاتھ  |  | یا الہی کیس پڑ جاوے دردِ بان کے ہاتھ  |  |
| تو جان ہو ہماری اور جان ہو تو سب کچھ   |  | ایمان کی کہینگے ایمان ہو تو سب کچھ  |  |
| لے نگاہِ مہر سے دلِ مستِ چشمِ قمر و کچھ  |  | گڑھ دینے سے جو مے تو دے نہ اُس زہر و کچھ  |  |

|                                      |  |
|--------------------------------------|--|
| کر دے میرے لیے شیخ مناجات میں یہ     | (۸) کہ خراب اور زیادہ ہو خرابات میں یہ       |
| نگہ وہ ٹرک کہ جس کی نہیں جفا کی پناہ | (۹) اور اس کی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ |
| زیادہ ہو گا توکل سے بھی کہیں وزہ     | (۱۰) کہ اس میں آیا تو روزی ہو اور میں نہ     |

## ردیفی

|                               |                               |
|-------------------------------|-------------------------------|
| میرے طرزِ نالہ ہائے زار سے    | (۱) ٹپکے بلبل کے لہو منقار سے |
| پوں نگہ ٹپکے آہِ چشمِ یار سے  | مست جیسے خانہ خمار سے         |
| بے نصیب اس کے ہیں پیدائے      | سی دو آنکھوں کو نظر کے تار سے |
| خجر موجِ تبسم سے ترے          | گل چین میں ہیں جگر افکار سے   |
| وائے قسمت تلخ کامی ہو نصیب    | ہم کو اُس کے لعلِ شکرِ بار سے |
| کرتا ہو دستِ جنوں جب کشمکش    | جی اُلجھتا ہو نفس کے تار سے   |
| یہ بھی اُس نازک بدن کو بار ہو | گر کمرِ باندھے نظر کے تار سے  |
| نقطہ خال اُس کا سودا خیز ہو   | پھرتے ہیں اکپاؤں ہم پر کار سے |
| اپنے دامن کو بچا کر جاؤ       | برقِ میرے دادی پر خار سے      |
| اُس دہن کا کیمۂ موزوں بھی اک  | منتخب ہو مخزنِ اسرار سے       |
| ابر ہو لیکن شفق آلود ہو       | زلف اُس کی سرخیِ خمار سے      |
| ناکسوں سے کیا رکیں راست گاہ   | اُلجھے کب دامنِ صبا کا خار سے |
| زلف کی قچی سے دل ڈرتا نہیں    | بھوت بھاگے ہو گر نہ مار سے    |

|  |  |
|--|--|
| بے تمیزوں کی ہر الفیت نقص نام  | لیں ہیں نام طفل آدھا پایا سے   |
| دل کو ہر دم عالم معنی سے ذوق<br>ہر خبر آتی نفس کے تار سے   |  |
| <p>۲ ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دارا لشنا سچھے<br/>نگہ کیا اور قرہ کیا ہم تو دونوں کو بلا سچھے<br/>غلط فہمی ہماری تھی جوان کو آشنا سچھے<br/>تجھے اوی سنگدل آرام جان مبتلا سچھے<br/>وہ ہم سے خاکساروں کو لانا خاک پا سچھے<br/>جو کچھ دل پر گزرتی ہو سنائینگے ہم اس بت کو<br/>حساب صلا نہ پوچھے مجھ سے میرے دل کے زخموں کا<br/>ہنسے ہو زخم دل تدبیر پر جرح کے کدو<br/>مجھے آتا ہر شکس ندم و آشام پر ساقی!<br/>نہ آبا خاک بھی رستہ سچھے میں عمر رفتہ کا<br/>خبر کسے ہی قاصد سے ہے ہم بے خبر بل</p> | <p>۱ اجل کو جو طبیب رحرگ کو اپنی دوا سچھے<br/>اسے تیر قضا۔ اس کو پیر تیر قضا سچھے<br/>ہم اُن کو دیکھو کیا سچھے تھے اور وہ ہم کو کیا سچھے<br/>پڑیں پتھر سچھے پر اپنی ہم سچھے تو کیا سچھے<br/>ہم اپنی خاکساری اپنے حق میں کیا سچھے<br/>خدا جانے کہیں کیا ہم وہ اپنے دل میں کیا سچھے<br/>حساب و ستارہ دل اگر وہ دلربا سچھے<br/>انھیں ٹانگے نہ سچھے خندہ و ندان غما سچھے<br/>نہ جوع ماکر رجانے نہ جوعہ ماصفا سچھے<br/>مگر سچھے تو داغ مصیبت کو نقش پا سچھے<br/>ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سچھے</p> |
| سچھے ہی میں نہیں آتی، کوئی بات فوق تر کی<br>کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سچھے تو کیا سچھے  |  |
| <p>۳ کہ سر پہ چرخ بھی دکھلائی جو تاج تو دے<br/>ذرا دکھا اسے تو چشم نیمخو اب تو دے<br/>کہو ہوا سے ہلا دامن سحاب تو دے<br/>دعاے خیر ذرا ہوئے مستجاب تو دے<br/>کہ بعد مرگ بھی معلوم ہیچ و تاب تو دے</p>   | <p>۲ الہی چشم کے چشمہ کو اتنا آب تو دے<br/>کھنے ہر تاز سے گلشن میں غنچہ نرگس<br/>کہاں بھی ہو تیر خاک میری آتش دل<br/>در قبول ہو در باں نہ بند کرد ریا<br/>مباہلو رہنے کشت بگان لطف کی خاک</p>  |

|  |  |
|--|--|
| <p>زبانِ خنجرِ قاتل نے کیا کہا تجھ سے<br/>ہماری آنکھ سے ہم چشم ہو گا کیا دریا<br/>بلا سے کم نہ ہو گریہ سے سیرا سو زنجیر</p>  | <p>دل شہید تو چپ کیوں ہو کچھ جواب تو دے<br/>کسی کو بھر کے ذرا اکاسہ حباب تو دے<br/>بجھا پران کی ذرا آتشِ عتاب تو دے</p>  |
| <p>پہنچ رہو نگاہِ سر منزلِ فنا و ذوق<br/>مثالِ نقشِ قدم کرنے پاترِ تجھے</p>  |  |
| <p>کب حق پرست ز اہدِ جنت پرست ہو<br/>دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو<br/>درویش ہو وہی جو ریاضت میں جست ہو</p>  | <p>۴ جوروں پہ مر رہا ہے پشیموت پرست ہو<br/>آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہو<br/>تارک نہیں فقیہ بھی راحت پرست ہو</p>   |
| <p>یہ ذوقِ مری پرست ہو یا مجنم پرست<br/>کچھ ہو بلا سے لیک محبت پرست ہو</p>   |  |
| <p>اب تو جانِ ناتواں کا ضیعت یہ حال ہو<br/>ہم نے جانا تھا کفِ پائین ہمارے خال ہو<br/>میں ہ مجنوں ہوں کہ میرا کاغذِ تصویر بھی<br/>جوشِ گریہ کا مرے تم کچھ نہ پوچھو ماجرا<br/>آئے وہ شاید عبادت کو کہ باضیعتِ حال<br/>دل میں شکل یا رکب آئے نظر بے اضطراب<br/>بسکہ ہو نور و زاپنا آفتابِ بادہ سے</p> | <p>۵ لب تلک بھی اس کو آجنا رو صد سال ہو<br/>لیکن اب کچھ سوئے دل یا مال ہو<br/>مثلِ عیدی باعثِ خوشنودی اطفال ہو<br/>چادر آبِ رواں منہ پر مرے ٹال ہو<br/>آنی خرگاں پر نظر بھی سہرا استقبال ہو<br/>دیکھو بسجا ب بن آئینہ بے تمثال ہو<br/>دورِ ساغر ہم کو ساقی گردشِ کیسل ہو</p> |
| <p>روزِ محشر سے کئی دن کھنے کو چاہئیں<br/>گریہی ہو ذوقِ طولِ نامدِ اعمال ہو</p>  |  |
| <p>موتے سر ماراں یہ کا ایک سر اسر لشکر ہو<br/>ناگ جو ہو اک مارِ سفید اس لشکر کا سر لشکر ہو<br/>لے غزل ایک تاریخی واقعہ کی یادگار ہو۔ عالمِ شباب کا کلام ہو۔ واقعات کا آئینہ ہو۔ جب بانی ریاست و ملک</p>  |  |

آبلہ ہائے سبز جو خیمہ سے دکھائی دیتے ہیں  
 مرزغ دل پر میرے پڑا کیا غم کا آکر شکر ہو  
 ہووے دل مظلوم ہمارا کیوں نہ شہید شوت بلا  
 درپڑ اس کے شامیوں کا وہ زلف معنبر شکر ہو  
 دیوین موزی زحمت کش کو کیونکہ نہ ایند جمع ضعیف  
 دشمن مار زخم رسیدہ مور کا اکثر شکر ہو  
 کعبہ توبہ خدا ہی رکھے آج کہ جوش ابر نہیں  
 ایک اصحاب لفیل کا سایہ دوش ہوا پر شکر ہو  
 میں وہ شاہ کشور غم ہوں یار و جس کے سائے  
 فوجیں اشک کی موجیں ہیں اور بہتا سمنہ شکر ہو  
 گاہ ہجوم یاس میں ہو دل - گاہ ہجوم حسرت میں  
 ہو یہ مرد سپاہی پیشہ پھر تالشکر شکر ہو  
 خال چشم جاناں کا مڑگاں سے جھل دیکھو تو  
 اُترا پشت پہ ماہی کی کیا لیکے سکندر شکر ہو

ہووے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھ ابھی  
 ہوتا گردِ اسلامیوں کا جوں سمجھ گوہر شکر ہو

پنڈاروں کا سردار امیر خان بیکرا اگر بیزی سے عہد نامہ کرنے میں ملوث نہ ہوتا تو ہندوستان میں شورش گیار  
 پنڈاروں کے سردار آئے ہیں ان کا لشکر شہر کے باہر پڑا ہوا تھیں دونوں دربارہ فاضل الدین خاں میں کیا  
 مشاعرہ ہو جس میں اس لشکر کے لوگ بھی شریک ہوئے اُستاد ذوق نے طری غزل کے بعد یہ غزل پڑھی جس میں  
 اس لشکر کی طرف اشارہ ہو اس غزل کے ساتویں شعر میں پنڈاروں کے اس حسرت : یاس کی طرف کنا یہ ہو  
 جس کا سرکارا اگر بیزی کی طاقت سے منسوب ہو کر اس عہد نامہ کی پابندی سے اُن میں پیدا ہونا لازمی تھا اس شعر  
 پر سامعین نے دل کھو کر داد دی تھی ۱۲

(۷) میری خاکسٹراڑی تھی اس سربزد بنے  
 خال ای خورشید روئخ پر تھائے کبے  
 کیونکہ تعلیم نیاز و ناز ہو یکجا ہم  
 سرمہ چشم کو اکب کیوں بنا ای دو و آہ  
 صحبت عینے بنائے کیا گدھے کو آدمی  
 موزیوں کو حق نہ لے آنکھیں کہ تالا دیں بلا  
 اس میں کچھ غلغلہ بھی باقی تھے سو وہ کو کبے  
 تیرہ روز اگر اُفق پر سوختہ کو کبے  
 گر نہ مجنوں آنکھ لیلے کا ہم مکتبے  
 ایسا کا جل بن کہ جس سے اس کا خال لے  
 جس کے جوہر میں ہو نادانی وہ انسان کبے  
 عین حکمت تھی کہ ممدوم البعتر چنے

عشق ہوا ذوق وہ کافر کہ جس کا تھے  
 شیخ صنعا سا سماں ندر بد مشربے

(۸) ہم لطف سیر باغ جہاں چل اڑا چلے  
 غیروں کے ساتھ چھوڑ کے تم نقش پا چلے  
 بل بے غور حُسن زمیں پر نہ رکھے پاؤں  
 کیا لے چلے کلی سے تری ہم کہ جو نسیم  
 افسوس ہو کہ سایہ مرغ ہوا کی طرح  
 ہو کر سوار تو سن عمر رواں پہ آہ  
 لبر نہ ہو گیا مرا شاید کہ جام عمر  
 سلجھائیں رُفین کیا لب دیہا آپ کے  
 فکر قناعت اُن کو میسر ہوئی کہاں  
 آلودہ سرمہ سے نہ ہوئی چشم میں نگاہ  
 اُس وے آتشیں کے تصور میں یاد زلف  
 شوق وصال دل میں لیے یار کا چلے  
 کیا خوب پھول گور پہ میری چڑنا چلے  
 مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے  
 آئے تھے سر پہ خاک اڑنے اڑا چلے  
 ہم جس کے ساتھ ساتھ چلے وہ جدا چلے  
 ہم اس سرے دہریں کیا لے کیا چلے  
 تم وقت نزع مجھ سے جو ہو کر تھا چلے  
 ہر موج مثل مایہ یہ تم بنا چلے  
 دنیا سے دل میں لیکے جو حرص وہو اچلے  
 دیکھا جہاں سے صاف ہی اہل صفا چلے  
 ہو کیا غضب کے آگ لگے اور ہوا چلے

اُذوق ہو غضب نگہ یار الحفیظ  
 وہ کیا بچے کہ جس پہ یہ تیر قضا چلے

|  |   |
|--|---|
| <p>۹</p> <p>کلم نہیں ہر گز زباں منہ میں ترسواکے<br/>خاک کا تودہ بنا انسان کی مشیت خاک کے<br/>جھانکتا ہو دل تجھے یوں سینہ صد چاک کے<br/>اشک خونیں دل جلوں کو دیدہ منناک کے<br/>کرتا وہ پردہ نشیں پردہ تو ہوا دراک کے<br/>پوستوں کے کفن پر کلاب چو بتا کے<br/>زیب بد اندام کو ہو ذوق کیا پوشاک کے</p>                    | <p>پاک لکھ اپنا دہاں ذکر خدائے پاک سے<br/>جب بنی تیر حوادث کی کہاں افلاک سے<br/>جس طرح دیکھے قفس سے باغ کو مرغ اسیر<br/>آفتاب حشر ہو یارب کہ نکلا گرم گرم<br/>چشم کو بے پردہ ہو کس طرح نظارہ نصیب<br/>بیت ساقی نامہ کی لکھو کوئی جائے دعا<br/>عیب ذاتی کو چھپائے گا نہ حسن عارضی</p>                          |
| <p>۱۰</p> <p>نہ دامن خار سے چھوٹے نہ چھوٹے خار دامن سے<br/>گر بیاں ہم کنار اگر ہوا اسی یار دامن سے<br/>نخل سکتا ہو کوئی استیں کا کار دامن سے<br/>گرے تھے شک کے قلعے مرنے و چار دامن سے<br/>کہ جس کو استیں تنگ ہوا و رعا دامن سے<br/>اگر آنسو مرے پونچھے وہ گل خسار دامن سے<br/>فرشتے پاک دامن لیکے تھے تار دامن سے</p> | <p>الگ تا ہو نہ کچھ کچھ کر مرا ہزار دامن سے<br/>کیا تو نے کنارہ ہم سے اویا تھوٹ جوش کے<br/>وہی زیبا ہو اس کے واسطے جو قطع ہو اس پر<br/>اب ان کوشش جہت میں ہفت ذریا لوگتے ہیں<br/>تے مجنوں کو ہر وہ جامہ عریاں تنی زیبا<br/>مرادہ گریہ غم خندہ عشرت سے بہتر ہو<br/>میں وہ آلودہ دامن ہوں بنائیں تار بجم کا</p> |
| <p>نہ ہوگی دل جلوں کی فوق ہمسایوں دلدلی<br/>اک کب فافوس پونچھے شمع کا رنسا دامن سے</p>   | <p>بے صبری سے مری اس بام پر ٹوٹی کند<br/>مت لگا او عشق دل کے ابلہ پر نقش غم<br/>زندہ تو دو بے ہوا دیرے ہو مژدہ آب میں<br/>کیا ہو دل نے لیا گر ایک کوہ غم اٹھا</p>   |
| <p>۱۱</p> <p>ورنہ میں کیا وہ نہ ٹوٹے مجھ سے دس کے بوجھ سے<br/>ٹوٹ جائے گا یہ گنبد اس کلس کے بوجھ سے<br/>بوجھ شایہ جسم کا کم ہو نفس کے بوجھ سے<br/>یہ نہیں اسی ذوق دبتا ایسے دس کے بوجھ سے</p>  | <p>بے صبری سے مری اس بام پر ٹوٹی کند<br/>مت لگا او عشق دل کے ابلہ پر نقش غم<br/>زندہ تو دو بے ہوا دیرے ہو مژدہ آب میں<br/>کیا ہو دل نے لیا گر ایک کوہ غم اٹھا</p>   |



|   |  |
|---|--|
| <p>سر بوقتِ ذبح اپنا۔ اس کے زیر پائے ہو<br/> نصرت اور زنداں! جنوں تجیر کھٹکے ہو<br/> واہ واشور محبت خوب ہی چھڑکا نمک<br/> دم کی ہو سینہ میں اگر ضعت یہ گفتگو<br/> بس کرم سوز و روں بھن جائینگے دل اور جگر<br/> بل بے استغنا کہ وہ یاں آئے آئے گئے</p> | <p>۱۲<br/> یہ نصیب اللہ اکبر۔ لوٹنے کی جائے ہو<br/> مردہ خار و دشت پھر تلو امر کھلائے ہو<br/> استواں میرے ہاں کس کس مزہ سے کھائے ہو<br/> دیکھئے لب تک اس طرح سے پہنائے ہو<br/> رحم جوش گر یہ۔ چھاتی پھر ابھی بھرائے ہو<br/> اُف سے مینابی۔ کیا تو ہم ہی نکلا جائے ہو</p> |
| <p>نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہی بس ہو انتظار<br/> جانب رو دیکھ لے ہو جبکہ ہوش آجائے ہو</p>  |  |
| <p>۱۳<br/> زخمی ہوں تم سے ناوک و زویدہ نظر سے<br/> لبریز مئے صاف سے ہو جام بلوریں<br/> سرما یہ اُمید ہو کیا پاس ہمارے<br/> وہ خلق سے پیش آتے ہیں جو فیض ساس ہیں<br/> کچھ رحمت باری سے نہیں وور کہ ساقی<br/> کھلتا نہیں دل۔ بند ہی رہتا ہو ہمیشہ</p>   | <p>جائے کا نہیں چومے زخم جگر سے<br/> زمرم سے ہو مطلب نہ صفا سے نہ جگر سے<br/> ایک آہ ہو سینہ میں سو نو مبادثر سے<br/> ہیں شلخِ ثمر وار میں گل پہلے ثمر سے<br/> روویں جو ذرا مست تو محو اب سے بر سے<br/> کیا جائے کہ آجاتا ہو تو اُس میں کدھر سے</p>                      |
| <p>۱۴<br/> قاصد تو کب آتا ہو۔ پر پر یک اہل نے بھی<br/> کنسکر میں ہو ساقی جسے بادہ جوہر باقی<br/> بے باد گلستاں میں۔ پیٹے ہیں لہو میکش</p>   | <p>۱۵<br/> یاں آنے میں یا قسمت۔ کیا دیر لگائی ہو<br/> تھوڑی ہو یہاں فرصت۔ کیا دیر لگائی ہو<br/> ساقی نے دم عشرت۔ کیا دیر لگائی ہو</p>  |
| <p>خوب رو کا شکایتوں سے مجھے</p>  | <p>تو نے مارا عنایتوں سے مجھے</p>  |

|   |   |
|---|---|
| <p>خط وہ کن کن کنایتوں سے مجھے<br/>آیتوں سے۔ روایتوں سے مجھے<br/>نہیں شوق ان حکایتوں سے مجھے<br/>شوق کم ہر کفایتوں سے مجھے</p>  | <p>بات قسمت کی ہر کہ لکھتے ہیں<br/>واجب لقتل اُس نے ٹھہرایا<br/>حال ”مہر و فاقہ“ کہیں تو کہیں<br/>کمد و اشکوں سے کیوں ہو کر تے کی</p> |
| <p>لے گئی عشق کی بدایت ذوق<br/>اُس سرے سب نہایتوں سے مجھے</p>   |   |
| <p>الہی کس بے گنہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہر<br/>کہ آج کوچہ میں اُس کے شورِ بآبی ذنبِ قتلِ تنی ہر<br/>غمِ جدائی میں تیری ظالم۔ کہوں میں کیا۔ مجھ پہ کیا بنی ہر<br/>جلد گدازی ہر سینہ کا وی ہر۔ دل خراشی ہو۔ جانکشی ہر<br/>زہیں پہ نورِ فکر کے گرنے میں صاف اظہارِ روشنی ہر<br/>کہ ہیں جو روشِ ضمیر اُن کا فروغ اُن کی فروتنی ہر<br/>بشرِ جو اس تیرہ خاکِ دل میں پڑا۔ یہ اُس کی فروتنی ہر<br/>وگر نہ قندیلِ عرش میں بھی اسی کے جلوہ کی روشنی ہر<br/>ہوئے ہیں تر گریہِ نہایت سے اس قدر آستینِ دامن<br/>کہ میری تردامنی کے آگے عرقِ عرقِ پاکِ دہنی ہر<br/>ہوئے ہیں اس اپنی سادگی سے۔ ہم آشنا جنگ و اشتی سے<br/>اگر نہ ہو یہ تو پھر کسی سے۔ نہ دوستی ہو نہ دشمنی ہر<br/>لگانہ اس بت کہہ میں تو دل۔ یہ ہو شکستِ غافل<br/>کہ کیسا ہی کوئی خوش شاملِ صنم ہر آخر شکستی ہر</p> |   |
| <p>۱۱۔ یہ فارسی کی ایک کتاب کا نام جو پورانا قدیم میں نہ لیا۔ بوستان وغیرہ کی طرح درس میں داخل تھی ۱۱</p>   |   |

نہیں ہر قلح کو خواہش زر۔ وہ مفلسی میں بھی ہر تو نگر  
 جہاں میں مانند کیمیا گر۔ ہمیشہ محتاج دل غنی ہر  
 کوئی ہر کافر۔ کوئی مسلمان۔ جہا ہر اک کی ہر راہ ایساں  
 جو اس کے نزدیک رہی ہر۔ وہ اس کے نزدیک نہی ہر  
 تکلف منزل محبت نہ کر چلا جمل تو بے تکلف  
 کہ جا بجا خار زار و حشت سے بچھ رہا فرش سوزنی ہر

خدا گ ترگاں سے ذوق اس کے دل اپنا سینہ سپر ہے  
 مثال آئینہ سخت جانی سے سینہ دیوار آہنی ہر

شعلہ بھڑکے گا کیا بھلا سہ نرم ۱۷  
 شور قلقل یہ کیوں ہو۔ دختر رز  
 شمع تجھ بن ہوا سے لڑتی ہر  
 کیا کسی آشنا سے لڑتی ہر  
 ترے بیمار کے سر بالین  
 موت کیا کیا شفا سے لڑتی ہر

ذوق دنیا ہو مگر کامیداں  
 نگہ اس کی دغا سے لڑتی ہر

دل کی معاش غم اسے غم کی تلاش ہر ۱۸  
 ہوتی وبال و دش نہیں عاشقوں کی خاک  
 لبر نہ صد نشاط ہر مثل ہلال عید  
 کرتے یہ اشک و آہ ہیں کلیف کس عیش  
 کیا شا کو خفیف ہر کرتی زبان خلق  
 دنیا سے بھی اٹھے تو نہ بستر سے اٹھ سکے  
 ہر کس مرہ سے عشق میں اپنی ہوئی بسر  
 سگن پذیر آج سے دل میں نہیں ہر غم  
 ڈرتا ہوں دل سے میں یہ بڑا پرمعاش ہر  
 اڑ جاتی تھو کروں میں ہی اُن کی لاش ہر  
 سینے میں وہ جو ناخن غم کی خراش ہر  
 ہو جاتا راز دل تو گنگا ہوں میں فاش ہر  
 شا باش جس کو کہتے ہیں وہ شاد باش ہر  
 تیرا معین عشق جو صاحب فراش ہر  
 افسوس لب پہ ہر نہ کھینچ ل میں کاش ہر  
 روز ازل سے اس کی ہیں بوج و باش ہر

|   |  |   |  |   |  |
|---|--|---|--|---|--|
| <p>او ذوق جانتا ہو وہ ہر دیر اور د<br/>دل جس کا پارہ پارہ گریہ پاش ہو</p>         |  | <p>۱۹ اک پھانس ہو کلیجے کے اندر لگی ہوئی<br/>پر کیا کریں کہ مہر ہو منہ پر لگی ہوئی<br/>ہو تن کو خاک کو پُچھ د لبر لگی ہوئی<br/>دل کی گرہ ہو اس کی گرہ پر لگی ہوئی<br/>پر واز سے ہو شمع مقرر لگی ہوئی<br/>آنکھ اپنی ہو لافافہ خط پر لگی ہوئی<br/>ہر دل سے یاد ساقی کو شری لگی ہوئی</p> |  | <p>مڑگاں سے تیری لاگ ہو دل پر لگی ہوئی<br/>بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خم کی طرح ہم<br/>میت کو غسل دیجو نہ اس خاکسار کی<br/>میر گل امید شگفتہ ہو کس طرح<br/>کرتی ہو زیر برق فانوس تاک ہلک<br/>یہ چاہتا ہو شوق کہ قاصد بجائے مہر<br/>منہ سے لگا ہوا ہو اگر جام مر تو کیا</p> |  |
| <p>او ذوق اتنا دختر رز کو نہ منہ لگا<br/>چھتی نہیں ہو منہ سے یہ کافر لگی ہوئی</p> |  | <p>۲۰ زہر کے گھونٹ ہیں برکتھے ہیں شربت کے منے<br/>بے شکایت نہیں او ذوق محبت کے منے<br/>یوں عبادت ہو تو زہر ہیں عبادت کے منے<br/>پوچھو فرما دے اس تلخی حسرت کے منے<br/>چانتا ہونٹ ہو لے لیکے جراثیم کے منے</p>   |  | <p>مجھ سے کچھ پوچھو نہ خونا بہ حسرت کے منے<br/>بے محبت نہیں او ذوق شکایت کے منے<br/>سجدہ میں پائے خم زہر ہیں کس لطف سے مست<br/>جان شیریں بھی گئی اور نہ ملی شیریں بھی<br/>خنجر ناز نے کیا چاٹ لگا ئی دل کو</p>  |  |
| <p>پھر بھیا زخم کا انور مبارک او ذوق<br/>دل زخمی کو ترے بازہ حسرت کے منے</p>      |  | <p>۲۱ لیتا تھا کام منہ کا شکم میں یہ ناف سے<br/>مسجد میں تنگ بیٹھا ہو کیوں اعتکاف سے<br/>کھولی نہ آنکھ اب رسیہ کے لحاف سے</p>   |  | <p>اول ہی سے بشر کو ہو رغبت خلافت سے<br/>چل میکہ میں شیخ بسر کر یہ صیام<br/>نالوں نے دی چڑھا جو تپ لرزہ مہر کو</p>  |  |

|  |  |
|--|--|
| <p>گروں ہر اس کی چشم کی یوں میرے دل کے گرد<br/>لکھتا ہر شیخ مسئلہ وحدت وجود</p>  | <p>کافر کو کام کعبہ کے ہر کیا طواف سے<br/>لیکن دہائی عیاں ہر قلم کے شکاف سے</p>  |
| <p>گہائے رنگ رنگے ہر دہائی چمن<br/>ایر دوق اس جان کی ہر زیبا اختلاف</p>  |  |
| <p>۲۲ ان کا بندہ ہوں جو بنے ہیں محبت والے<br/>صبح محشر کو بھی اٹھیں نہ ترے متوالے<br/>کبھی مل بھی گئے دو دل جو کدورت والے<br/>تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے<br/>نہیں جز کثرت پر روانہ زیارت والے<br/>خود نمائی کو ہیں چکار ہے شہرت والے<br/>دل بیمار کے ہیں دوہی عیادت والے</p>  | <p>کیا غرض لاکھ خدائی میں تیرا دولت والے<br/>ساقیا ہوں جو صبح کی یہ عادت والے<br/>ہے جو شیشہ ساعت وہ مکہ ردونو<br/>حرص کے پھلتے ہیں پاؤں بقدر وسعت<br/>نہیں جز شمع مجاور مرے بالین قرار<br/>کیا تماشا ہر کہ مثل یہ نو دیکھے فروغ<br/>کبھی افسوس ہر آتا کبھی رونا آتا</p> |
| <p>ناز ہر گل کو نزاکت چمن میں ایر دوق<br/>اُس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے</p>  |  |
| <p>۲۳ کیا سوز و گداز دل فرما و غضب ہر<br/>ہو خاک جگر سوختہ ہر بار و غضب ہر<br/>کیا سوختہ جانوں کی بھی فرما و غضب ہر</p>  | <p>نکلے ہر سدا کوہ سے ہم آتش ہم آب<br/>خاکستر پروانہ پہ رونی ہر بجا شمع<br/>ہوتا ہر سپند ایک ہی آواز میں آخر</p>   |
| <p>۱۵ یہ غزل شہداء کی مصنف ہر مرزا خدابخش شہزادہ کے بیان جو مشاعرہ ہوا تھا اس کی طرح میں کبھی تھی<br/>۱۶ مرزا نور الدین اور مرزا حیدر شاہ جو مرزا سلیمان شاہ کے خلیفہ عالم بادشاہ کے پوتے تھے اور<br/>لکھنؤ میں رہتے تھے جب ۱۸۵۷ء میں لکھنؤ سے دہلی آئے اور بادشاہ ظفر کی فرمائش سے مشاعرہ قائم<br/>کیا تو اس آواز دوق سے راہ و رسم ہو گئی انھیں کے مشاعرہ کے لیے یہ غزل لکھی تھی ۱۷</p> |  |

|   |  |
|---|--|
| توڑا کر شاخ کو کثرت نے ثمر کی<br>ہی سرو تو پابند غم بے ثمری میں | دُنیا میں گرا ناباریِ اولاد غضب ہو<br>کہتے ہیں گرفتار کو آزار غضب ہو |
|---|--|

یہ خانہ ہستی ہو عجب خانہ بختیں  
اگر دوق مگر سستی بنیا غضب ہو

ہوئے وہ کب قابلِ قیامت۔ جو تیرا قامت نہ دیکھ لینگے  
بہینگے رویت کے بلکہ منکر۔ جو تیری صورت نہ دیکھ لینگے  
ہیں غرض کیا کہ جائینگے ہم۔ حرم کو اگر شیخ بکدہ سے  
میں بتوں میں خدا کا اپنے۔ ظہورِ قدرت نہ دیکھ لینگے  
نہ دیکھ لی کیسی آفت۔ جہاں میں ہم نے تمہارے باعث  
اور آگے کیا کیا غم و الم ہو تمہاری دولت نہ دیکھ لینگے  
دکھانا احوال اُن کو اپنا۔ یہ اُن کی الفت کا امتحاں ہو  
کہ ہوگی الفت تو دیکھ لینگے۔ نہ ہوگی الفت دیکھ لینگے  
کہوں یہ کہوں میں کہ حضرت ولّٰی شکر بہوں پر نہ زہر کھاؤ  
کہ آپ ہی تلخیِ محبت کی وہ ملازمت نہ دیکھ لینگے  
بالے گردانیال کا سا۔ نہیں ہو پاس اپنے فال نامہ  
ہم اپنے نقطوں سے دلِ دل ہی کے فالِ دولت نہ دیکھ لینگے  
اگرچہ وہ صحبت اپنا کہ نہ میں نے زباں سے اپنی  
وہ میری صورت نہ دیکھ لینگے۔ وہ میری حالت نہ دیکھ لینگے  
ہلال کو دیکھیں کیوں خاک پر۔ اگر ہو منظورِ عیب ہم کو  
تو اُس کے تیغِ مستم کا دل میں لبِ جراحت نہ دیکھ لینگے

ہا ہا ہا کو کون دیکھے۔ بغیر یاراں ہر تیر باراں  
 ہم اس کے بدلے سرشک ٹمکاں کی اپنے شدت دیکھ لینگے  
 گذر بھی جاؤں گراپنے جی سے۔ کہیں گے جتنا ہو چرپا  
 وہ جب تلک اپنے استانے پر میری تربت نہ دیکھ لینگے  
 مجھے یقین ہو نہیں دکھائیگے اپنے رخسار لالہ گوں کو  
 رواں مری چشم تر سے جب تک۔ وہ خون حسرت نہ دیکھ لینگے  
 تپ محبت کا میرے دل کی یقین نہ آئے گا ہرگز ان کو  
 طپاں وہ رگ رگ میں میری جب تک برق سرعت دیکھ لینگے

خطا ان کو دے بھی دیا جو قاصد نے ذوق دے کر کسی کو دھوکا  
 وہ خط نہ پہچان لینگے میرا۔ مری عبارت نہ دیکھ لینگے

پھر تم نہ کہیں حضرت عیسا اگر ان سے ۲۵ کہیے کہ یہ تم عشق کے ماروں تو کہیے

کہیے نہ تک طرفت از ذوق کبھی راز  
 لکھو اسے سننا ہو ہزاروں تو کہیے

۲۶ یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہو  
 زائل دنیا ہو عجب طرح کی علامہ دہر  
 تیرہ بجتی مری کرتی ہو پریشاں مجھ کو  
 شمع گھبرا نہ تپ غم سے کہ اک دم میں بھی  
 فائدہ دے ترے بیمار کو کیا خاک و  
 غنچہ ہنستا ترے آگے ہو جو کتاخی سے  
 شمع بھی کم نہیں کچھ عشق میں پر وائے  
 کہتے سنتے نہیں کچھ ہم تو شبِ ہجر میں پر  
 زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہو  
 مرد و پندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہو  
 تہمت اس لہب سبب فام پہ دھرو دیتی ہو  
 آگے کا فور سفیدی حسرت دیتی ہو  
 اب تو اکسیر بھی دیجے تو ضرورتی ہو  
 چٹنا منہ پہ وہیں بادِ حسرت دیتی ہو  
 جان دیتا ہو اگر وہ تو یہ سرو دیتی ہو  
 نالہ دل کا جواب آہ جگر دیتی ہو

کوئی غماز نہیں میری طرف سے اذوق  
کان اس کے مری فریاد ہی بھرتی ہو

۲۷ مزا تھا ہم کو جو بلسل سے دودھ کرتے  
مڑے جو موت کے عاشق بیاں کھجوتے  
غرض تھی کیا تے تیروں کو آب پچاں سے  
اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑینگے  
سمجھو دارو رسن تار و سوزن اذ منضو  
عجب نہ تھا کہ زمانہ کے انقلاب ہم  
کہ گل تمہاری بہاروں میں آرزو کرتے  
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے  
مگر زیارتِ دل کیونکہ بے وضو کرتے  
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ بکرتے  
کہ چاک پر وہ حقیقت کا ہیں فو کرتے  
تیمم آئے اور خاک سے وضو کرتے

سرخ عمر گزشتہ کا لیجئے کزوق  
تمام عمر گزر جائے جستجو کرتے

۲۸ دروازہ میکہ کا نہ کر بند محسب  
خنجر کہیں نہ یار کا بہ جائے ہو کے آب  
اُس بُت پہ گر خدا بھی ہو عاشق تو لے ٹنگ  
ہر برگ گل کے لبے ٹپکتا ہو خوں پڑا  
ظالم خدا سے ڈر کہ دیر تو بہ باز ہو  
میسے گلے میں نالہ آہن کہ از ہو  
ہر چند جانتا ہوں کہ وہ پاک باز ہو  
گلشن میں کس کی خاک شہیدانِ ناز ہو

اذوق کیوں سب کھلے تیرا راز عشق  
جو نالہ ہو کلیدِ در گنج راز ہو

۲۹ ساقیا عید ہو لا بائے سے مینا بھکے  
روز اس گلشنِ رضا سے لیجاتے ہیں  
دل ہو آئینہ صفا چاہیے رکھنا اس کا  
نخم پر جوش کی مانند چھلکتا ہو پڑا  
جام خالی بھی لگا منہ سے نہ کم ظرف کے ساتھ  
کہ پیاسے ہیں عوِ آشام مہینہ بھر کے  
اپنے دامانِ نظر مردِ مہینا بھر کے  
زناست بھرتا ہو کیوں اس میں کینہ بھر کے  
خونِ حسرتِ لبوں تاک مر اسینہ بھر کے  
ذوق کے ساتھ قبحِ ذوق سے مینا بھکے



|   |   |
|---|---|
| <p>۳۰ عدو نیش نین کے گھر سے کب جہیں نکلے<br/>چھٹے کیا ہم سے شوق حسن گندم کوں کہ گندم پر<br/>تسے انداز سے سوسوٹح کے ناز ہوں پیدا<br/>ہرے جا کر نئی دنیا سے بھی گرد پکھو دنیا میں<br/>خدا دے دور بینی اور اس چشم تصور کو<br/>زیادہ جان کے جانے سے غم ہی تیرے جانے کا<br/>نہ ہو غربت میں گردِ صفا پاکیزہ گو ہر کی<br/>تباہی میں ہر مودی کی حلاوت اہل عالم کی</p> | <p>۳۰ الہی بیجِ عقربے قمرِ جلدی کہیں نکلے<br/>ہمارے جا امجد چھوڑ کر خلدِ بریں نکلے<br/>ترے ہر ناز پر سوسو کا دم کی نازیں نکلے<br/>تو خالی خاکِ آدم سے نہ چپا بھر میں نکلے<br/>کہ لاکھوں کام اس سے دور کے بے دریں نکلے<br/>الہی جانے سے پہلے مری جانِ حزبِ نکلے<br/>تو کیوں نہ ریاسے یکتا ہوئے پھر دُشمن نکلے<br/>کہ ویراں خانہ زہور ہو جب انگلیں نکلے</p> |
| <p>اسنا کرتے تھے شہرہ ذوقِ جن کی پاسبانی کا<br/>وہ سب باخرا بات اپنے نکلے غمشیں نکلے</p>  |   |
| <p>۳۱ غنچے تری غنچہ دہنی کو نہیں پاتے<br/>وہ کونسی شے ہو جسے پاتے نہیں دل میں<br/>میں ایسا ہوا گم کہ عزیزانِ عدم بھی<br/>وہ دن ہیں کہاں بہتے تھے جو چشم سے چٹھے</p>   | <p>۳۱ ہنستے تو ہیں پر تیری ہنسی کو نہیں پاتے<br/>لیکن نہیں پاتے تو خوشی کو نہیں پاتے<br/>گم ہو کے مری گم شگی کو نہیں پاتے<br/>اب نغم کو بھی ان میں غمی کو نہیں پاتے</p>   |
| <p>معلوم نہیں اس کے دہن ہو کہ نہیں ہو<br/>او ذوقِ ہم اس ترغی کو نہیں پاتے</p>   |   |
| <p>۳۲ نبضِ غلی ہو کہاں میری غلاطوں چلتی<br/>کھول دو آنکھوں پٹی نہیں کھپوں کا تمھیں<br/>جب میں دنیا سے چلا۔ سر پہ یہ بولی حسرت<br/>میں تو ان آنکھوں کی گردش کی بلا گردان ہوں<br/>عمر ہو کر رہی ہر دم سفرِ حجب فنا</p>  | <p>۳۲ ہر ضیفائے کہ چوٹی بھی نہیں یوں چلتی<br/>پر پھری اپنی تو گردن پہ میں کھپوں چلتی<br/>تو اکبلا نہیں میں ساتھ ترے ہوں چلتی<br/>کہ نہیں تیری جاں گردش گردوں چلتی<br/>جس کو تو سانس کہے ہو دل محروں چلتی</p>  |

|   |   |
|---|---|
| <p>سچھے ہوا کب کشتی کہ ہر ساحل چلتا</p>   | <p>چتریت میں ہر کشتی سر جیوں چلتی</p>   |
| <p>ذوق گل اور کوئی تازہ کھلا چاہتا ہو</p>   | <p>کہ ہوا باغ جہاں میں ہو دگر گون چلتی</p>  |
| <p>خط بڑھا کا کل بھی زلفیں نہیں کیسے بڑھے</p>   | <p>۳۳۳ حسن کی سرکامیں جتنے بڑھے ہند بڑھے<br/>بعد بخش کے گلے ملتے ہوئے رکنا ہنزل</p>   |
| <p>۳۳۴ ثبات کب ہر زمانہ کے عروشاں کے لیے<br/>جو سنگ کعبہ کے بوسہ میں چمکے ہو شیخ<br/>نہ دینا ہاتھ سے تم راستی کہ عالم میں<br/>نگاہ نازنے کی دیر ورنہ میں تیار<br/>ابھی کان میں ہو کیا صنم نے پھونکا دیا<br/>امید ہو گئی ہمسایہ ورنہ خائفہ یاس<br/>چلے ہیں پیر کو مدت میں خافہ تہم<br/>وہاں دوش ہو اس ناتواں کو سر لیکن<br/>اتنا رچنم کاتیری یکا یک اور قاتل</p> | <p>۳۳۵ کہ ساتھ اوج کے پستی ہو آسماں کے لیے<br/>تو بوسے ہم نے بھی اس سنگ ستاں کے لیے<br/>عصا ہر پیر کو اور صیف ہر جوان کے لیے<br/>ہوں سبے بیٹھا ہوا مرگ ناگہاں کے لیے<br/>کہ ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پر سب ان کے لیے<br/>ہشت تھا ہیں آرام جاوداں کے لیے<br/>شکست تو بے لے ارمنان منان کے لیے<br/>لگا رکھا ہر ترے خنجر و سناں کے لیے<br/>ہوا بہانہ مری مرگ ناگہاں کے لیے</p> |
| <p>بنایا ذوق جو انساں کو اس کے جزو ضیف</p>  | <p>تو اس ضیف سے گل کام دو جہاں کے لیے</p>   |
| <p>۱۱۰ یہ دوشہ شعری تصنیف ہیں اور اس مشاعرہ میں جو نواب اصغر علی خاں نے بعض خواہین<br/>رام پور کے دہلی آنے پر ان کی ضیافت طبع کے لیے منقہ کیا تھا موزوں کے اصول سے سنائے<br/>تھے ۱۲<br/>۱۱۱ کانوں پر ہاتھ رکھا۔ انکار کرنا نہ کرنا۔ کان میں کچھ بھونکنا۔ کسی کو اندر ہی اندر بھونکا دینا ۱۲</p>   |   |

چو دل قمار خانہ میں بست لگا سکے  
 زہر آب یا شراب ہیاں سب ہوش جاں  
 اچھا کیا وفا کے عوض تم نے کی جفا  
 لے دل زمین کا بوجھ ہو یا آسماں کا بار  
 موت سے موت زیت پڑے ہیں گلے کا بار  
 بائیا دیکھنے سے نہ آتش رخوں کے دل  
 حاجت نہیں ہوتی شہید و کون غسل کی  
 ہو معرکے میں عشق کے قاضی نہ کیونکہ موت  
 تم بھول کر بھی یاد نہیں کرتے ہو کبھی

۳۵ وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے  
 ساتی پیالہ منہ سے ہم اتو لگا چکے  
 جانے دو تم بھی اب کہ کیا اپنا پا چکے  
 ہیں اب تو سر پہ بارِ محبت اٹھا چکے  
 تیغ نگہ تری کہیں قصہ چکا چکے  
 سو بار آبلے اسے آنکھیں دکھا چکے  
 ہیں تیغ ابدار سے خوں میں نہا چکے  
 جھگڑا یہ وہ نہیں ہو کہ جو بے قصا چکے  
 ہم تو تمہاری یاد میں سب کچھ بھلا چکے

مسیح میں بیٹھے کیا ہو چلو میکہ کو فوق  
 اٹھو کہیں۔ وظیفہ بست بر برا چکے

چکے چکے غم کا کھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 ذکر حسن شمع لانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

۳۶ جی ہی جی میں تملانا کوئی ہم سے سیکھ جائے  
 اُن کو در پردہ جلانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

اس غزل کے مطلع کی وجہ تصنیف معلوم کرنے سے حکومت منلیہ کے آخری زمانہ کی بد نظمیوں کا نقشہ آنکھوں  
 کے سامنے آجاتا ہو ایک خواجہ سرا محبوب نامی بہادر شاہ کی ذی اختیار نگیم کا منظورِ فطر تھا جب حکیم وزارت کی  
 ناک ہو گئیں تو میاں محبوب کو بھی مقدمات دربار کے انفصال کے معاملہ میں سیاہ و سفید کے اختیارات  
 حاصل ہو گئے اور وہ نواب محبوب علی خاں بن گئے۔ لیکن ایک بے علم ناقابلِ جوارى بد بطن کے ذی اختیار  
 ہو جانے سے شہرِ فا اور امرانالاں تھے بادشاہ تک شکایتیں پہنچیں۔ شاہی عتاب کی تاب  
 نہ لا کر میاں محبوب نے حج جانے کا ارادہ کر لیا لیکن یہ ارادہ زبانی منزل سے گزر کر عملی صورت  
 اختیار نہ کرتا تھا جب استاد کے سامنے اس کا ذکر ہوا استاد نے فی البدیہہ یہ مطلع کہہ دیا  
 جس میں اس کے اس ارادہ اور قمار بازی کی طرف اشارہ ہو ۱۲

|  |  |
|--|--|
| <p>لطف اٹھانا ہو اگر منظور اس کے ناز کا<br/>پوچھے لائے سے جسے کرنا ہو سجدہ سہو کا<br/>دیکھ کر قاتل کو بھڑائے خراش دل میں<br/>خط میں لکھو اگر انہیں بھیجا تو مطلع درو کا<br/>تج تو ابھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپسے<br/>جب کہا مارتا ہوں وہ بولے مارتا کتے<br/>واں ہلے ابرو یہاں بھری گلے پر ہم نے تن<br/>مسن کے آمدان کی از خود فتنہ ہوتا ہے ہم<br/>جو سکھایا اپنی قسمت نے فکر نہ اس کو غیر</p> | <p>پیلے اس کا ناز اٹھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے<br/>سیکھے گرا پنا بھلانا کوئی ہم سے سیکھ جائے<br/>سیج تو یوں ہر مسکرانا کوئی ہم سے سیکھ جائے<br/>درو دل اپنا جتنا کوئی ہم سے سیکھ جائے<br/>دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے<br/>جھوٹ کو سیج کر دکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے<br/>بات کا ایسا بھی پانا کوئی ہم سے سیکھ جائے<br/>ہیشو لینے کو جانا کوئی ہم سے سیکھ جائے<br/>کیا سکھائے گا سکھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے</p> |
| <p>کیا ہوا اگر ذوق پرچن مرد یک ہم روپنا<br/>لیکن آنکھوں میں سما نا کوئی ہم سے سیکھ جائے</p>  |  |
| <p>جو کچھ کہہ دنیا میں وہ انسان کے لیے ہو<br/>انہوں سے نہ مل اپنے ہیں سب پنوں کے دشمن<br/>میں کس کی نگاہوں کا ہوں جیسی کہ مرغی خاک<br/>کچھ میرے نصیبوں سے زیادہ جو سیاہی<br/>وہ زلف سیبھنکتی کیوں دم ہو دل</p>   | <p>۳۷<br/>آرستہ یہ گھرا سی مہاں کے لیے ہو<br/>ہر فی میں بھری آگ نیتاں کے لیے ہو<br/>اک کھل بصر چشم غزالاں کے لیے ہو<br/>باقی ہو تو میری سب جہراں کے لیے ہو<br/>چسید کسی خجہ مرغیاں کے لیے ہو</p>   |
| <p>دل قید تعلق سے نکل سکتا نہیں فوق<br/>کیا در زمین اس خانہ زنداں کے لیے ہو</p>  |  |
| <p>۳۸<br/>چنی توئے افتال جوا کہ مہ جیں ہو<br/>نہ پوچھو کہ دل شاد ہو یا حزین ہو<br/>یہی گزری چشم سحر آفریں ہو</p>   | <p>ستاروں میں کیا کیا چنان و چین ہو<br/>خبر بھی نہیں یاں کہ ہو یا نہیں ہو<br/>تو دل ہو نہ جاں ہو نہ یاں نہ ویں ہو</p>  |

جہاں ناتواں بین و باریک ہیں ہو  
مرا عشق کم خرچ و بالانشیں ہو  
میاں منتظر لب پہ جانِ حزیں ہو  
کہ میں ہوں کہیں دل کہیں جہاں کہیں ہو  
وہم سرد ہو نالہ آنکشیں ہو

ہرک چاند دیکھے ہو اُنتیوس کا  
رُکے اشک اور آہ پہنچی نکاک پر  
تغافل سے فرصت نہیں واں نظر کو  
پڑے تفرقہ یہ جدائی سے تیری  
شب غم میں دمساز و دلسوز اپنا

نہی آہ تیرا دم دل پر اٹھائے  
تجھے آفریں ذوق صد آفریں ہو

مفتون چشم کو یوں ہی اک تیر مارے  
یاں وہ فتنے نہیں جنیں ترشی آتا روے  
پلٹے اگر نہ مجھ کو دل بے قرار ہے  
قاصدِ جواب زندگی مستار ہے  
جنش اگر نہ مجھ کو نسیم بہار ہے  
ہنس کر گزارا اسے رو کر گزار ہے  
برقِ جہاں کو آتش مرودہ قرار ہے  
پھر جان کس امید پہ یہ جاں نثار ہے  
جاں اپنی اس پہ بلبلِ شیدا ہزار ہے  
مانگول تو ایک قطرہ نہ آئینہ دار ہے

تو چشم میں نہ سرمہ و نہ بالہ دار ہے  
دش نام ہو کہ وہ ترش ابرو ہزار ہے  
وہ ناتواں ہوں میں کہ نہ جنش کروں کبھی  
ایسا نہ ہو کہ اتنے ہی آتے جو اب خط  
میں ہوں وہ گل کہ پہنچوں گلبنِ خاک تک  
اچھو شمع تیری عمر طبعی ہو ایک رات  
میں ہوں وہ زندہ دل کہ مرے جانے قرار ہے  
خیر ہم ہو نہ پاس مر و ت نہ منتفی  
ہو گر مٹی و فاس سے شگفتہ نہ گل کا دل  
بے فیض چشم آبِ مصفا کا ہو تو کیا

یہ غزل مرزا غالب نے شہزادہ کے منامہ کی ایک طرزی غزل میں کہی تھی مگر یہ شعر حکمِ آغا جان  
پیش کیا اس شعر سے لڑ گیا اس کو بھی منع ہوئی ہو، مگر کسی نے نہ تو تھوڑی سی رہائی دی اسے بھجوا دیا  
لیکن صاحبِ نساہت حضرت مزاج تھے اس لئے کہ شہزادہ شکر خواں ہوئے اور فرمایا کیا غور کیا ہو

|  |   |
|--|---|
| پشے سے سیکے شیوہ مردانگی کوئی  | جب قصدِ خوں کو آئے تو پہلے پکارے  |
| اس جبر پر تو ذوقِ بشر کا یہ حال ہو<br>کیا جانے کیا کرے جو خااختیار ہے  |   |
| ۳۰ رہنمائی کی نہ رکھ جہنم والا رہزن سے<br>نکلے زنا ر محبت نہ مری گردن سے<br>ایک فریاد نکلتی ہو دل آہن سے<br>میرا پیرا ہن تن میرے جدا ہوتن سے<br>کثرتِ زخم بدن پر نہیں کمِ جوشن سے<br>دُر کے خورشید بھی جھانکا نہ جہاں وزن سے<br>یہ نہ چھوٹا ہو نہ چھوٹے کانترے دامن سے<br>دل کی جو پھانس تھی نکلی نہ سرسوزن سے<br>اس پہ مرتے ہیں کہ تعظیمِ قوی دشمن سے | پوچھت راہ و فاسِ تگر پُرفن سے<br>کافرِ عشق ہوں گر میر بھی جدا ہوتن سے<br>تا ہر ساز کے پردہ میں محبت کے سبب<br>ہوں میں وہ سوختہ جوشِ شمع کہ مثلِ فانوس<br>یتیم غم سے ہو نہ کیوں سینہ سپر مردِ وفا<br>تیرہ بخنوں کا ہو وہ کلبہ تارِ یک بلا<br>خوں مرادِ اغ نہیں دھوتا ہو تو کیا قائل<br>ہو گیا کاغذِ سونن زدہ سینہ سارا<br>گر بجھے تیغِ تری سرا بھی حاضر ہو کہ ہم |
| چھوڑ کر گھر سے ہاتھوں سے نکل جائیں گے<br>تنگ ہسایوں کو ای ذوق نہ کرشیوں سے   |   |
| ۳۱ کہ مہر و ماہ سے دن راتیاں اک جام چلتا ہو<br>جدا بھر چلتا ہو بن کر موت کا پیغام چلتا ہو<br>یہ تیرا خوب جادو ای خیالِ خام چلتا ہو<br>تو یہ جانو کہ نا بینا کس را بام چلتا ہو  | ہمیشہ دویشت ہر جو تم ہوا ل کیفیت<br>ترا تیر نگہِ پیاکِ قضا سے کم نہیں قائل<br>کیا پختہ مزاجوں کو مسخر تو نے دنیا میں<br>ارادہ گر کرے ناقصِ علاوہ جاہِ کامل کا   |
| خرد نے رازِ عالم کچھ نہ پایا ذوق الگ پایا<br>کہ بے آغاز آیا اور بے انجام جیتا ہو   |   |

پھولانیں سانا جو گل پیرہن میں ہو ۳۲ آتا یہ کس بھروسہ پہ ہنستا چمن میں ہو  
 مہ میں کہاں جواب بُخِ سیم تن میں ہو پردہ ساعنکبیت کا سقف کہن میں ہو  
 دم کو نہیں ہو سینہ میں آہم ایک دم یہ وہ غریب ہو کہ مسافر وطن میں ہو  
 یاد آتا ہو جو آبِ دم تیغ کا مزہ بھرتا میرے زخم کے پانی دہن میں ہو

ہیش و خرد کو دیکھ لیا در سرفروغ

آرم کو بھی دیکھ کہ دیوانہ پن میں ہو

یہاں کے آنے کا مقرر قاصد وہ دن کے ۳۳ جو تو ابھیگا وہی دو گنا خدا وہ دن کے  
 جب کہا قاصد نے دن وعدہ کا آیا تو کہا اس سے کہ دیو یوں مجی شرمگاہ وہ دن کے  
 دن قیامت کا تو ہی پر میرا طو مار عمل ہائے اتنا ہو کہ امکاں کیا وفا وہ دن کے

ذوق کستا تھا کرو گنا جہ کو جب کا عمل

کوئی اس کو جا کے تلائے ہلو وہ دن کے

کوئی کمر کو تری ہوا اگر کمر تو کہے ۳۴ کہ آدمی جو کہے بات سچ کر تو کہے  
 مری حقیقت پر درد کو کوئی اُس سے یہ آہ و نالہ نہ کہوے چشم تر تو کہے  
 شہیدِ عشق کا ہر قطرہ خونِ انا الحق ہو کہے حق کو فی منصور اس قدر تو کہے  
 بھرے گا بارِ محبت کی کہا فلک باہمی یہ حوصلہ کوئی رکھے جسز بشر تو کہے

سرساک چشم مے ہیں کہ ہو گئے سوزوں

مری طر سے کوئی ذوق شعر تر تو کہے

۱۷ یہ غزل سولستو برس کی عمر میں کہی تھی اور اس طرح کہی تھی کہ شاہِ نصیر کے بیٹے : جہ الدین شیر خواہ سہاؤ نے  
 ہم عمر تھے ایک دن باتوں باتوں میں یہ قرار پایا کہ دونوں ایک ہی جگہ بیٹھ کر مقابلہ میں غزل لکھیں۔ چنانچہ دونوں  
 نوجوان شہزادے غزلیں لکھیں یہ غزل اسی سر کے کی یادگار ہو۔

۱۸ یہ غزل بھی عین عالم جوانی سولستہ برس کی عمر میں لکھی تھی۔

۳۵ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائینگے  
 سامنے چشم گہ بار کے کدو دریا  
 غالی اور چارہ گروہونگے بہت ہم داں  
 پہنچینگے رہ گزریاں تلک کیونکر ہم  
 ہم نہیں وہ جو کریں خون کا دعویٰ تجھ سے  
 مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے  
 چڑھ کے گر آئے تو نظروں سے اتر جائینگے  
 پر مرے زخم نہیں ایسے کہ بھر جائینگے  
 پہلے جب تاک نہ دو عالم سے گزرجائینگے  
 بلکہ پوچھے گا خدا بھی تو کدھر جائینگے

ذوق جو مدرسہ کے بچے ہوئے ہیں ملا

اُن کو میخانہ میں لے آؤں سورجائینگے

۳۶ دل کے کیونکر توتوں کی چشم شوخ و تنگ سے  
 ہو تغافل کش جلدی آکھوا قف نہیں  
 بل بے باکی کہ گویا تیرا ہر تار سخن  
 ایک ہی نکلے میری صیغے دلخوش  
 جوش گریہ ہے یہی برسات برسوں پر گہی  
 پہلے یہ نیت ضوکی ہو نماز عشق میں  
 میرے رونے کے اثر سے تھکے پتھر بھی آب  
 اپنا گھر تو سو جاتا ہو سیکڑوں فرنگ سے  
 اس دل بیابان جان مضرب دھنگ سے  
 جنتری میں گھج کے ٹکے ہو دان تنگ سے  
 خوں اگر ٹپکے نلے مرغ خوش آہنگ سے  
 اس کی تیغ تیز آلودہ نہ دیکھی رنگ سے  
 دل سے کہہ دیجئے کہ صوفی ہاتھ نام ونگ سے  
 جھڑتے ہیں جائے شرابی کی ٹپکے رنگ سے

ذوق زیبا ہو جو ہویش سفید شیخ پر

وہ آب رنگت مہندی جو گل رنگ سے

۳۷ کتب صبح ازل کا ہو خلیفہ انساں  
 بن جلتے صبح کے پردانہ نہیں جل سکتا  
 پھر کرے کون اگر یہ ہی خلافت نہ کرے  
 کیا کرے عشق اگر حسن ہی بہت نہ کرے

پھر چلا تل عشاق کو قاتل ذوق

سر پہ نہا ہوا کشتوں کے قیامت کے

۳۸ ذوق مرثیہ نادیدن یہ مدرسہ اس طرح لکھا ہوا ہے کہ مر گئے پر نہ لگا بھی تو کدھر جائیں گے



|  |   |
|--|---|
| <p>۴۸ یہ قیما روٹے گی دم گھوٹ گھوٹ کے<br/>دل میں بھرا جو دروئے کوٹ کوٹ کے<br/>دریا سے جب تلک نہ ملے ٹوٹ چھوٹ کے</p>  | <p>چلتا ہو ذوق قید سے آستی کے چھوٹ کے<br/>بیدر و سینہ کو ٹٹنا خالی نہیں مرا<br/>کیونکہ حجاب ہو سکے دریا سے سبکراں</p>   |
| <p>اس شمع رو سے رات کو نصرت ہو ذوق<br/>سوئے ہیں دل کے آبلے کیا پھوٹ چھوٹ کے</p>  |   |
| <p>۴۹ جواہر سینہ میں سو فوارہ خوں ہر<br/>قسمت سے جو گرہنستہ ہوئی بخت لنگوں ہر<br/>جوناں ہر ایوانِ محبت کا ستوں ہر<br/>کیسا ہی اگر درد ہو دل میں نہ کہوں ہر<br/>میری یہی تیرا یہ تپ سوزاں ہوں ہر<br/>دم ہونٹوں پہ آجائے مگر میں نہ کہوں ہر</p>  | <p>ہر دم دلِ خوش گشتہ میں کین عشق فزوں ہر<br/>پھر جاتی ہر سینہ کو مری آہ بھی اُلٹی<br/>قائم ہر بنا درد کی سنہریاد سے میری<br/>مرجاؤں مگر رازِ محبت نہ جتاؤں<br/>تلخا بہ حسرت کو پیوں کیوں نہ منے سے<br/>آلودہ اظہار نہ ہو رازِ محبت</p>   |
| <p>۵۰ دکھاتی اپنی گلکاری ہر کیا کیا زخم کاری<br/>کہ میں نے خاک بھری ان کے منہ میں خاکی<br/>مے نہویا ہے ہوشی ہر ہتر ہو شہبازی سے<br/>سہا جاتا ہر دل خوں مٹے اپنا اشکباری سے<br/>اگر پرہیز کو پوچھے کہو پرہیز گاری سے<br/>خبرگی کی اگر اڑتی سین باؤ بہاری سے<br/>زمین کو جا لگا سر جھک کے اپنا ترساری سے</p> | <p>کرے ہر کام تیغ یا رکس کس آباری سے<br/>زباں کھولنے مجھ پر بد زباں کیا بدعاتی<br/>گذرتی ہر مزہ بین ندگی غفلت شعاری سے<br/>رواں ہو تیغ کے لشکوں میں جی جی خاک گل گل<br/>جو پوچھے نہاد خشک اپنی دار و کھنڈ کو پی لے<br/>قفص کو لے اڑیں صیاد اسیر مضطرب تیرے<br/>کبھی گر سر اٹھا اپنا تو جوں اشک سر مرگان</p> |
| <p>نبیلانہ لے جہم و ذوق اس سنگ کو<br/>بلا سے خوش ہو جاتا ہر میری آہ و زاری سے</p>  |   |

|  |  |
|--|--|
| <p>۵۱ کاشکے ایسے ہی بارب لکویاروں کے گئے<br/>تیز جوں مہینزشت تری جب کہ خاروں کے گئے<br/>اگ دم میں آشیانوں کو نہاروں کے گئے</p>   | <p>یار تہنہ حال پر ہم دلفکاروں کے لگے<br/>اور بھی چمکا تھند وشت اپنا وشت میں<br/>ہوا اگر گرم فغاں مرغ چمن میری طسج</p>   |
| <p>ذوق صحرائے جنوں میں ہو گیا ہو گرد باد<br/>قوسِ وحشت کو ہین مہینز خاروں کے گئے</p>   |  |
| <p>۵۲ دل کے لگ جانے سے جینا بھی برا لگتا ہو<br/>نخلِ آدمی کا کہیں اکھڑا ہوا لگتا ہو</p>  | <p>دل کہاں سیر تماشے پہ میرا لگتا ہو<br/>جو حادثہ سے زمانہ کے گرا اکب اٹھا</p>   |
| <p>۵۳ سوا بتا دیکھ لے لعنقا رطوطی سخن ہو خوش<br/>رہے بیدار ساری ات ہم ایک حبِ افیون<br/>ہوا پنا دم ہوا ہوتا تری چشمِ پراسیوں سے<br/>گل حکمت کے کتنے ہی خم خاکِ فلاموں سے<br/>کہ تیکے جائے شبنمِ اشکِ انجم چشمِ گدووں<br/>کریں اگر چہ افاں ساغر صہبائے گلگوں سے</p> | <p>اُڑائی طرنا لہ کی تھی یکدم تیرے محروست<br/>نہ شبِ آنکھوں نیخوابِ یا خیالِ شکوے<br/>اُڑا میں پون جاو و گر بلا سے ہم نہیں پڑے<br/>یہ دُنیا ہو وہ خجنا نہ کہ جس میں دو گردوں نے<br/>اثر ہونا لہ پُرورد کا اتنا تولے بلبل<br/>شہیدِ چشمِ میگوں ہوں کہو تربتِ پیسِ پیش</p> |
| <p>اسی باغِ سخن میں فوقِ جی اپنا بہلتا ہو<br/>جہاں ہوش کی آتی ہو کچھ گہائے مضمون</p>   |  |
| <p>۵۴ چلی تھی برجھی سہی پر کسی کے آن لگی<br/>نہ ہائے ہائے میں تالو سے پھر زبان لگی<br/>ہے ہو تیری طرف چشمِ یک جہاں لگی<br/>نہیں ہو کس کو ہوا زیرِ آسمان لگی<br/>نہیں پکے پکے میری ایک آن لگی</p>   | <p>ننگہ کا وار تھا دل پر پھرنے جان لگی<br/>تراز باں سے ملانا زباں جو یاد آیا<br/>تو وہ ہلالِ جبین ہو کہ تاسے بن کر<br/>اُڑائی حرص میں اگر جہاں میں سبکجا<br/>کسی کی کاوشِ خگاں سے آج ساری رات</p>  |

تباہ بحر جہاں میں تھی اپنی کشتی عمر سو لوٹ چھوٹ کے باسے کنائے آن لگی

خندنگ یار کو کس طرح کھینچ لوں دل سے  
کہ اس کے ساتھ ہو اس وقت میری جان لگی

۵۵ وہ ہوں ہیں پر معاصی سوختہ سوزِ ندامت سے  
ہی ہے ایک سب میں یکہ جو بچم حقیقت سے  
دم تکبیر اٹھائے وہاں سے ہاتھ یکا باری  
حریموں کو نہیں جا بہمت آباد قناعت میں  
الف کو تیری قامت کے کیا استادِ قدرت نے  
لب ہر زخم میرا ہر ہلالِ عید سے خوشتر  
بہت اچھا کیا مجھ کو کیا گر قتلِ قاتل نے  
علاجِ زخمِ حسرت ہے مرا نیز اب تیغ اس کا  
ہوئی حرفوں میں یک نقطہ رحمت سے سوزِ رحمت

۵۶ خندہ و نوح کرے جس کے تئیں سنگ تبت سے  
بناو احد کی کیوں تبتے کا ملا جمع کثرت سے  
نمازِ عشق کی ہم نے ادا کیا حسنِ نیت سے  
جو کھینچے ہاتھ کو وہ پاؤں پھیلائے فراغت سے  
مہرین صفحہ ہستی پہ رعنائی کے نعلت سے  
مجھے زخمی کیا ہے کس نے ابرو کی اشارت سے  
کہ یہ وہے کا نہ عاشق اب کوئی اور نہ عمر  
نہیں نگِ فضاں کچھ کہ مجھے شگرتِ احست سے  
عدو ہیں ہو مگر حسرتِ تباہ ہوئی زحمت سے

زبانِ بختہ کردی زباں لہلہ لایت کی  
محبتِ فوق کو از بسکہ ہر شاہِ لایت سے

۵۶ جو اُس گلی میں مثلِ صبا آئے جائے ہے  
ٹوٹا ہے کس پتنگ کا بازو کہ شمعِ بزم  
لکھو لکے بھیجیتا ہے ایک پرچہ گاہ گاہ  
ابرِ مرثہ بریں کے اگر گھسل گیا تو کیا  
نوارہ سے بجا ہے تواضع کا سیکھنا

۵۷ فروس میں کہ اس کو تمنائے جائے ہے  
یوں روغنِ اشکِ گرم سے پچکے جائے ہے  
دل کو ذرا ذرا میسے پر چائے جائے ہے  
نالہ تو وہ ہی آگ سی بیلے جائے ہے  
اس سرکشی پہ سر کو وہ نہوٹائے جائے ہے

۵۷ ولایت سے مراد ایران ہے فوق کے زمانہ میں اس لفظ کا یہی مفہوم تھا اب انگریزی علماءِ ادبی میں ولایت سے  
مکمل افغانستان مراد لی جاتی ہے ۱۲

۵۷ اس غزل کی روایت بتا رہی ہے کہ ابتدائی مثنوی کی غزل ہے ۱۳

|   |   |
|---|---|
| <p>کیا حالِ حیم زار کہوں۔ سوزِ عشق سے<br/>مضمونِ اضطراب کا ہر یہ بھی ایک اثر<br/>تا بوت تیرے کشتہ کو پینس سے کم نہیں<br/>سو کوس کیا! نہ جاسکے مجنوں تو دو قدم</p>   | <p>ایک بال ہو کہ آگِ بل کھائے جلے ہو<br/>وہ مرغِ نامہ بر کو جو پھر کائے جائے ہو<br/>کیا پاؤں اپنے چین پھیلائے جائے ہو<br/>پر شوقِ مدعا ہو کہ دوڑائے جائے ہو</p>   |
| <p>کچھ نہیں چاہتے تجھیز کا اسباب مجھے<br/>کل جیاں سے کہ اٹھالائے تھے اسباب مجھے<br/>چمن دہریں جو ہر شمشیر ہوں میں<br/>سفرِ عمر ہو یارب کہ ہو طوفانِ بلا<br/>کنجِ تنہائی میں دیتا ہوں دلا سے کیا کیا<br/>ہو گیا جلوہ انجمِ مری آنکھوں میں نمک</p>  | <p>عشق نے کشتہ کیا صورتِ سیاب مجھے<br/>لے چلا آج وہیں پھر دل بیتاب مجھے<br/>آب کی جائے دیا کرتے ہیں ہر اب مجھے<br/>ہر قدم پہلِ حوادث کا ہو گزrab مجھے<br/>دل بیتاب کو میں اور دل بیتاب مجھے<br/>کیونکہ آئے شبِ ہجر میں کو خواب مجھے</p>   |
| <p>تیرا اس نگر کا گردِ دلِ مضطرب میں گھر کرے<br/>کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے<br/>یوں تھے دل میں جھپتی ہو دنداں کی س کتاب<br/>گنبد میں گردِ باد کے مجنوں نے لکھ کیا<br/>یو رنگِ رخ پہ اس کے جاہدِ مرا خیال<br/>خونِ شہیدِ ناز کو دھونا تھا کیا بسلا<br/>دزدِ ننگہ تو آنکھوں میں گھر کر رہے ہوں</p> | <p>گر دیش چرخِ ہوا کو ذوقِ مہندس کے لیے<br/>آسمان اس کو نظر آتا ہو دولاٹھے</p>  |
| <p>تیرا اس نگر کا گردِ دلِ مضطرب میں گھر کرے<br/>کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے<br/>یوں تھے دل میں جھپتی ہو دنداں کی س کتاب<br/>گنبد میں گردِ باد کے مجنوں نے لکھ کیا<br/>یو رنگِ رخ پہ اس کے جاہدِ مرا خیال<br/>خونِ شہیدِ ناز کو دھونا تھا کیا بسلا<br/>دزدِ ننگہ تو آنکھوں میں گھر کر رہے ہوں</p> | <p>ناسورِ عشق زخم کے پھر گھر میں گھر کرے<br/>انساں وہ کیا بنو دلِ دلبر میں گھر کرے<br/>ہیرے کی جو کئی لکھ ہیر میں گھر کرے<br/>گزشتہ ایسا کون کہ چادر میں گھر کرے<br/>جس طرح رنگِ برگ گلِ تر میں گھر کرے<br/>یہ رنگِ ہ نہیں ہو کہ خنجر میں گھر کرے<br/>دل جس کا گم ہو۔ سو کس گھر میں گھر کرے</p> |

۵۹ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے  
 بہتر تو ہو ہی کہ نہ دنیا سے دل لگے  
 کم ہوں گے اس بساط پر ہم جیسے بد قرار  
 ہو عمر خضر بھی تو کہیں گے بوقت مرگ  
 لیلیٰ کا ناقد و منت میں کھلاتا ذوق شوق  
 نازاں نہ ہو خرد پہ جو ہونا ہو۔ وہ ہی ہو  
 دنیا نے کس کا راہِ فانیں دیا ہوا ساتھ  
 اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے  
 پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے  
 جو چال ہم چلے سونہایت بُری چلے  
 ہم کیا ہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے  
 سُن کر فغانِ قیس بجائے حدی چلے  
 دانش تری نہ کچھ مری دانشوری چلے  
 تم بھی چلے چلو بونہیں جب تک چلی چلے

جاتے ہوئے شوق میں ہیں اس چرخِ فوق  
 اپنی بلا سے با و صبا اب کبھی چلے

۶۰ لیا ایمان و دین نے اگر چاہا کئے مانے سے  
 ستمگر تو نے رو کا سب مجھے پاس آنے سے  
 ڈھلنیکے شمع کے سانچے میں گدے سر پہ گئے  
 پڑے سبج زامہ پر نگاہ مست اگر تیری  
 کہاں جاؤ نکھا اڑ کر طائر بے بال پرہوں میں  
 نہیں اس کبھی افسانہ ترا ایمان ٹھکانے سے  
 اجل بھی ابھی آئے تو آئے کچھ بہانے سے  
 بہنیکے آنسوؤں میں ان کے آگے اس بہانے سے  
 تو تھکے باوہ اگلو راس کے دانے دانے سے  
 نفس صیاد کا بہتر ہو مجھ کو آشیانے سے

نہ کچھ خوانِ دین تمہت پہ ہاتھ افروقیں الودہ  
 کہ یہ کھانا مرے آگے ہو بدتر نہ کھانے سے

جاں غش لبِ جاں بخش پر۔ دل غش خطِ مشکیں پہ ہو  
 عیسائی اپنے دیں پہ ہو۔ موسائی اپنے دیں پہ ہو  
 دے سین کی سورت، دکھا۔ تو ہنس کے دانت اپنے ذرا  
 یاسین۔ کیا پڑھو رہا۔ قاتل مرے بالیں پہ ہو

بلبل کا دل ہو غوں قنار ہیں عشق کی نیرنگیاں  
 سسرنی زنگیگل کہاں یہ دامن گلپیں پہ ہو  
 حرفِ زبانی ہو کہ خطِ قول اُن کا سچ ہو یا غلط  
 میری تو اب تسکین فقط احوال تری تسکین پہ ہو  
 ہر خوشہ الموریا کرتا ہو دل پر آبلہ  
 صد خندہ ونداں نما شبِ خوشہ پرویں پہ ہو  
 دو جامِ نو بھر کر چڑھا پھر دیکھ کیفیت ہو کیا  
 یہ خوب عینک اعنما چشمِ حقیقت ہیں پہ ہو  
 ہو کہو مکے چشموں سے واں پانی نہ کیوں شیریں واں  
 دی جان شیریں کھو جہاں فرما دے شیریں پہ ہو  
 یکناکروں اظہارِ غم ہو بارِ منسم پر بارِ غم  
 دن رات ایک انبارِ غم میرے دل ٹٹیں پہ ہو

صیقل نہ ہو گریخ پر جو ہر پہ ہو کس کو نظر  
 اے ذوقِ یار قادرِ انوارِ ایش و تریں پہ ہو

دلار بطاؤں سے رکھنا کم ابھی سے  
 نہیں ہو دیر اگر جانے میں اُن کے  
 ہے آنسو تو دامن کیا کہیں گے  
 تھا راجھ کو پاس آبر و نقسا  
 نکلتے ہی دم اٹھواتے ہیں مجھ کو  
 جتنا دیتے ہیں تم کو ہم ابھی سے  
 نہیں اپنے بھی دم میں دم ابھی سے  
 ہوئی ہو آستیں پر ہم ابھی سے  
 مگر نہ اشک جاتے تھم ابھی سے  
 ہوس بزار کیوں ہم دم ابھی سے

وہاں آنسو تیرے اے ذوق  
 کہ پھر نہ ہیں خوشا غم ابھی سے

|   |  |
|---|--|
| <p>حالت نشہ میں دیکھنا اس بے حجاب کی<br/>کوچہ میں آپڑے تھے ترے خاک ہو کے ہم<br/>قاصد جو اب جان مری دے چکی تھے<br/>نکلے ہو میکہ سے ابھی منہ چھپا کے تم</p>   | <p>۶۴ ہر ناز سے ٹپکتی ہو مستی شراب کی<br/>ہیماں تو صبا نے اور بھی مٹی خراب کی<br/>پہنچتا ہوا آنکھوں میں خط کے جواب کی<br/>دا بے ہوئے نعل میں صراحی شراب کی</p>   |
| <p>ایرِ ذوق بس نہ آپ کو صوفی بتائیے<br/>معلوم ہو حقیقت ہو حق جناب کی</p>  |  |
| <p>۶۴ قفلِ صد خانہ دل آیا جو توہ ٹوٹ گئے<br/>چارہ گر سوزِ ن قدیر میں کچھ اوہیں تا<br/>سیکڑوں کا سہ سردہر میں مانندِ حباب<br/>دخترِ رز نے وہ انداز دکھائے سرِ نغم<br/>چشمِ مخور کے ایک جام میں سیاروں کے<br/>کیا بیاں تم سے کروں و رنگستِ دل کا<br/>مُردِ تر پہ اُمٹ کر جو شب اے آنسو<br/>گلشنِ عشق ہو کیا بارور اللہ اللہ</p> | <p>۶۴ جو طلسمات نہ ٹوٹے تھے کبھو ٹوٹ گئے<br/>جیب کے تار جو ہو ہو کے رُو ٹوٹ گئے<br/>کبھو ایچہ بنے تجھ سے کبھو ٹوٹ گئے<br/>رات یاروں کو پاں غسل و وضو ٹوٹ گئے<br/>رات سرشتِ اعمالِ نیکو ٹوٹ گئے<br/>کہ مری خاک سے بن کے سب توٹ گئے<br/>شبِ گریہ سے مو بربر ہو ٹوٹ گئے<br/>یہ تم لائے کہ سرو لب جو ٹوٹ گئے</p> |
| <p>۶۵ دیدہ آبلہ پا پہ ہی مڑگاں پیدا<br/>ساقیا بادہ کشی میں کٹی ساری مہیات<br/>رونگے یار کے پشتِ لب شیریں پہ نہیں<br/>نوکرِ قافِ قفس گر یونہی تڑپے صیاد</p>  | <p>۶۵ پاؤں میں بچھ کے مئے خازن ٹوٹ گئے<br/>عمدہ و پیمان مئے سب ایکے بیٹ ٹوٹ گئے<br/>شہدِ پہنچ کے ہیں اپنے گس ٹوٹ گئے<br/>کوئی دم میں یہ سمجھنا کہ قفس ٹوٹ گئے</p>  |
| <p>ذوقِ ہم ہو گئے کیسی ہوئی گم آواز<br/>آج کیا قافلے کیلئے جس ٹوٹ گئے</p>   |  |

|   |   |
|---|---|
| <p>۲۶ کہ باگ و ولادت کو مولد سمجھے<br/>کہ تھے عشق علوائے بے دوش سمجھے<br/>وہ کافر کسی کو نہ موجود سمجھے<br/>ہم الفت کو عجا زداؤں سمجھے</p>  | <p>ہم اول ہی سے خود کو نابو سمجھے<br/>ہوانا کہ جب دود آلود سمجھے<br/>خدا کی خدائی اگر آگے آئے<br/>ہمارا جودل ہو گیا موم اُن پر</p>  |
| <p>کیا دل کا بازار الفت میں سودا<br/>زیاں کو ہم اے ذوق یاں سو سمجھے</p>   |   |
| <p>۶۷ حسن کی سرکار میں جتنے بڑے ہندو بڑے<br/>شاخ گلبن نیں گل میں لگتے بوڑھے<br/>اب مناسب ہو ہی کچھ بیٹھن کچھ تو بڑے<br/>ایک مطلع اور زیر مطلع ابرو بڑے<br/>ہاتھ کے ناخن بڑے سر کے ہالے مو بڑے<br/>چاہتے ہیں و شرار شیخ آتش بڑے<br/>جس کے اک قطرے سے سیریں صبر میں لو بڑے<br/>جس کو ش پانی کے باعث سردا بچ بڑے<br/>حُسن تیز روز بروز اسی ہلال ابرو بڑے<br/>پروہاں قابو نہیں کس طرح بے قابو بڑے</p> | <p>خط بڑھا کمال بٹھے زلفیں نہیں کیسو بڑھے<br/>تیرے جلو سے چمن میں فاقی اے گلرو بڑھے<br/>بعد رنجش کے گلے ملتے ہوئے رکنا ہو جی<br/>کہہ ماہو حسن کے دیواں میں خطا پشت لب<br/>بڑھتے بڑھتے بڑھ گئی وحشت و گرنہ پہلاہ<br/>تجھ کو دشمن اُن شرارت سے جو بھڑکے ہیں وز<br/>واہ ساتی کیا ہنی ہی ہوا دے فحش فزا<br/>یوں دم گریہ ہوا دل سے مے نالہ بلند<br/>چرخ پر نورِ قمراتوں بڑھے راتوں گھٹے<br/>چاہتا ہوں دل بڑھے الفت کی اُس رسم و رواج</p> |
| <p>پیشوائی کو غم جاناں کی پیہم دل سے ذوق<br/>جب بڑھے نالے تو اُن سے پیشتر آف سو بڑھے</p>  |   |
| <p>۶۸ رہ جاؤں سن نہ کیونکر یہ تو بُری سنائی<br/>جب تک کہانی اپنی ہم نے نہ تھی سنائی<br/>دیتا نہیں مجھے تو اے بیخودی سنائی</p>   | <p>آتے ہی تو نے گھر کے چھ جانے کی سنائی<br/>مجنون و کوہکن کے سُنتے تھے یار فقے<br/>کیا جانے کیا کہے گا کچھ کہنے کو ہر ناصح</p>  |



|  |   |
|--|---|
| صورت کھائے اپنی دیکھیں وہ کس طرح   | آواز بھی نہ جس نے ہم کو کبھی سُنائی   |
| قیمت میں صبرِ ل کی مانگا جو ذوقِ سہ  | کیا کیا پھر اس نے ہم کو کھوٹی کھڑائی  |
| ثابت اس تیاضِ چشم میں ہیں خطِ سرمہ سے<br>دکھلائے ہم نے لیکے جو دہنِ پُر آشک<br>جل جائے خاکِ وحشیِ چشمِ بتانِ گھاس<br>ہم جیتے جی جان سے معدوم ہو گئے<br>رُسوانہ ہوتے کرتے نہ گریبِ سینہ چاک<br>مطلب نہ کفر سے ہر نہ اسلام سے کام  | ۴۹ جو انتخابِ نیرِ افسوں گری ہوئے<br>قائل ہماری آنکھ کے سبب ہری ہوئے<br>لیکن ہر بن کھری نہ ہے بن ہری ہوئے<br>اتنے نظر سے گم سببِ لاغری ہوئے<br>ہم آپا پنی باعثِ پردہ دری ہوئے<br>دل دیکے اسی صنم تجھے سب سے بری ہوئے  |
| ای ذوقِ آج سامنے اس چشمِ مست کے  | باطل سب اپنے دعوے دہنِ دی ہوئے  |
| ۵۰ لیکن بلا سے یار کے زانو پہ سر تو ہو<br>ہم خوش ہیں یہ کہ آنے کی آنِ کجِ خور ہو<br>صدِ شکر بارے نخلِ وفا بار و تو ہو<br>ہو جاتی راتِ اس میں بلا سے بسر تو ہو<br>دلسوز اگر کوئی نہیں سوزِ جگر تو ہو<br>خانہ خرابِ خوش ہو کہ آباد گھر تو ہو<br>چپ ہو گیا وہ باسے مجھے دیکھ کر تو ہو<br>سینے میں سوزِ شِ دلِ داغِ جگر تو ہو<br>کر دیتی اک دم میں دھرتی اُدھر تو ہو | اک صدمہ دیوِ دل سے مری جان پر تو ہو<br>آنا ہو اُن کا گرچہ قیامت پہ منحصر<br>ہو شہیدِ عشق کا زیبِ سنانِ یار<br>اگر شمعِ دل ہو رونے میں جلتا تو کیا ہو<br>ہو دل میں درد اگر نہیں ہمدرد میرے پاس<br>اگر دلِ ہجومِ سنج و الم سے نہ تنگ ہو<br>اُس بت نے غائبانہ کہا یا نہیں کہا<br>تربت پہ دل جاؤں کی نہیں گچراغ و گل<br>کشتی بھر غمِ سرے حق میں ہو تیغِ یار |
| لہ ہر کھری ایک گھاس ہوتی ہے جس کی شکل ہر کس قسم سے ملتی ہو   |   |

|  |   |   |
|--|---|---|
| وہ دل کہ جس میں منجبت ہوئے فوق<br>بہتر ہو اس سنگ کے جس میں شر ہو         | ۴۱ بتو نہ بن کے نظر آؤ تم بہار مجھے<br>پکار تے رہے دیر و حرم ہزار مجھے<br>دکھائی دیتے ہیں لہائے داغدار مجھے<br>تو کرنا کیا تھا نظر بند انتظار مجھے<br>دکھا ہے ہیں چمن کی یہ کیا بہار مجھے | خدا نے میرے دیا بندہ لالہ زار مجھے<br>جمال یار نے مڑ بھی دیکھنے نہ دیا<br>تمہارے عشق میں ماہی سے تابہ ماہ فلک<br>نظر و لطف کی ہر روز وصال پر موقوف<br>ہوائے دادی و حشت مجھے موافق تھی |
| نہ دیتا عشق اگر چہ تم انگبار از ذوق<br>جلا چکی تھی مری آہ شعلہ بار مجھے  | ۴۲ نہ دوا یاد رہے اور نہ دعا یاد رہے<br>چارہ گر لیجئے چٹکی سے اٹھایا رہے<br>بھولے بندہ جو خودی کو خود یاد رہے   | مرض عشق جسے ہو اسے کیا یاد رہے<br>داغ دل پر میرے پھا پائیں ہر انگار<br>گر حقیقت میں ہر رہنا تو نہ رکھ خود بینی  |
| عالم حسن خدائی ہر بتوں کی از ذوق<br>چلے بت خانہ میں بھیکو کہ خدا یاد رہے | ۴۳ میکشو قفل میل میں کی صدایا رہے<br>سبق عشق اگر تجھ کو دلایا رہے   | ہو لیکنیک حرم یا یہ اذان سجا<br>دو ورق میں کف سرست دو عالم کا ہو علم  |
| جو اتنے بھی نہ ہو عشق بیاں میں ذوق<br>چاہیے بندے کو ہر وقت یاد رہے       | ۴۴ کچھ نہ بھی خبر ہی تیری تقدیر میں کیا ہو<br>تصویر کا کیا دیکھنا تصویر میں کیا ہو<br>پھر آپ ہی اکسیر ہو اکسیر میں کیا ہو   | تدبیر نہ کر فائدہ تدبیر میں کیا ہو<br>ای اہل نظر عالم تصویر کو دیکھو<br>پارہ کی جگہ کشتہ اگر ہو دل بیتاب  |

|  |  |
|--|--|
| <p>کچھ سلسلہ جنباں جنوں ہو ترا جنوں<br/>         بیٹھا ہو در کعب پہ حیراں ترا شیدا<br/>         غیچہ تصویر کھلا ہو نہ کھلے گا<br/>         اُترا تھا گلے سے کہ جسگر ہو گیا ٹھنڈا</p>   | <p>غل دیکھ با خانہ ترخیر میں کس ہو<br/>         لبتیک میں کیا ہوتا ہو تیر میں کیا ہو<br/>         کیا جانے دل عاشق دلیگر میں کیا ہو<br/>         کیا جانے اُس آبِ مِشیر میں کیا ہو</p>   |
| <p>پر پرو کیا شکر پیتر ایسے نہ ہونے تھے<br/>         کسی کی فتنیں یاد آگئیں ہیں رنہ مرگان پر<br/>         خدنگ عشق کھا کر زخمِ دل فزا دے کہ باہم<br/>         سفر ہو بکے جاں کا حضرت ل بیٹھے حیر میں<br/>         کتابِ دل شرا عشق سے ہی جل اُٹھی شاید<br/>         ہمارے آبلوں میں آبِ ہی یا آباری ہو</p>   | <p>۵۰ لیکن جیسے تم ہوفتنہ گرا لے نہ ہوتے تھے<br/>         نمایاں قطرہ خون جگر ایسے نہ ہوتے تھے<br/>         لگے کہ کتنے شیریں شکر ایسے نہ ہوتے تھے<br/>         پریشاں رنہ جوں گردِ سرفرایسے نہ ہوتے تھے<br/>         کہ مضمونِ زول کے پیتر ایسے نہ ہوتے تھے<br/>         کہ پہلے خارجہ تیز تر ایسے نہ ہوتے تھے</p>  |
| <p>۶۰ نہ کھینچو عاشق نہ جگر کے تیر پہلو سے<br/>         نہ لے اڑنا وکھنڈنِ دل کو میسے چیر پہلو سے<br/>         دل سیارہ کو نہ لٹکتے یزوں میں تیک کے<br/>         وہ ہوں دستِ پاسبانِ سانی جب ہاتھ آئی<br/>         یہ دل بستانِ تیج یار کا ہو رات بھر کرتا<br/>         نہ کہنا استخاں ان کو یہ عالم لاغری کا ہو<br/>         خیالِ ابرو سے جانان نہیں دل بھولتا ان کو</p> | <p>ہمارے شعرین کر ذوق جیسے نرم عالم میں<br/>         ہوئے قائل میں اہل نظر ایسے نہ ہوتے تھے</p> <p>۶۰ کھالے پر ہر مثل ماہی تصویر پہلو سے<br/>         کہ وہ تو جا چکا ساتھ آہ کے جوں تیر پہلو سے<br/>         نہ سر کا یہ حال ہی بُت بے پیر پہلو سے<br/>         گیا تا پائے قائل از تہِ مشیر پہلو سے<br/>         صدائے لطف جوں نالہ شہگیر پہلو سے<br/>         کہ ہر دکھار ہا میرا دل دلیگر پہلو سے<br/>         سپاہی ہو جدا کرتا نہیں مشیر پہلو سے</p> |

تمام اہل سخن بزعم میں قہراں ہیں  
ملاجو قافیہ تو نے کیا تحریر پہلو سے

برق میرا اشیاں کب کا جلا کر لے گئی  
اس کے قدموں تانت بیتابی بڑھا کر لے گئی  
نا توانی ہم کو با تھوں ہاتھ اُٹھ کر لے گئی  
صبح رخ سے کون شام زلف میں جاتا تھا آہ  
خون سے فرماو کے رنگیں ہوا دامن کوہ  
نوک ٹرگاں جبت لی سینہ نگاروں سے وچار  
دکھی کچھ دل کی کشش لیلیٰ کہ ناقہ کو ترے  
ڈھست و جشت میں بگولا تھا کہ دیوانہ ترا  
آگ میں ہی کون گر پڑتا مگر پروانہ کو  
اڑی رہی پہلو سے نیسے کیا کہوں تیری نگاہ

ذوق مجاہد کا تو اپنے کوئی موقع نہ تھا  
کوئے جاناں میں جل نالغ لگا کر لے گئی

حذر قلم سے وصف جیں ہر صنم پرے  
کیوں گرم اضطراب ہو اس رعبا کو شرار  
ہر موج ریگ بادیکیا۔ ایک گام میں  
یہ کیا شب وصال کہ دونوں ہم تو ہیں  
گشتہ بخت ہوں کہ پھر جائے ناز سے

۸، برحق ہر تلخ سدرہ سے لوح و قلم پرے  
ہستی سے کشتی دور ہر ملک عدم پرے  
ہونگے سوار کشتی نقش قدم پرے  
پر ہم سے وہ ہیں بیٹھے پے ان سے ہم بچے  
مڑگاں تک اس کی آگے نگاہ کرم پرے

لہذا غزل شاہ نصیر کے بیاں مشاعرہ میں پڑھی تھی وہ زماذ عنفوان شباب کا تھا لیکن غزل کے نیوہائی نامہ  
سے ذوق کی استاد کا پناہ سے بچے تھے ۱۲

## کتابہ کیا مسافت نزل کا فکر و فوق

یہ اب یہاں سے ملک ہم دو قدم ہے

ذکرِ مرقاں تیرا جس کے رو برو نکلا کرے  
کرفاں اچھا نہیں تو چپ بھی رہنا ہو بُرا  
لائے گریبا و صبا اس لف مشکیں کی شیم  
دیکھے میسے آنسوؤں کی آبداری کو اگر  
چشمِ مست یار اگر دکھلائے تاثیرِ نظر  
اچھندم پیدا کرے جو دل میں تیری آرزو  
خطِ مشکیں کا تمہارے وصف کر کے قلم  
حضرتِ دل ہم تو جب تین کلمات آپ کی  
تیرے ترکِ شمع کو گر شوقِ خوزیری نہ ہو

اس کے بے نشترِ رگ جاگ لہو نکلا کرے  
کچھ تو سینہ کا بخارا دل کچھ نکلا کرے  
شمع کے گل سے گلِ شبو کی بو نکلا کرے  
آبِ ریاسے گہرے آبرو نکلا کرے  
تاقیامت پھر دل آہو ہے ہو نکلا کرے  
پھر نہ اُس کے لبِ حرفِ آرزو نکلا کرے  
خطِ مشک افشاں قلم سے ہو نکلا کرے  
کھلے دھلے دُعا اس گھر سے ہو نکلا کرے  
باندھ کر تاواریکوں ای جگجو نکلا کرے

## خدمتِ پیرِ نیاں سے لو وہ دارِ چلنے و فوق

نشہ تو جس سے بے جام و بو نکلا کرے

ختمِ آبرو تیرا جب یارِ نظر آتا ہو  
جب ترا شعلہ رخسارِ نظر آتا ہو  
کیا تمہیں ایسا دلوا لایا نظر آتا ہو  
معنی رنگِ نموشی سے جو دل ہوا گاہ  
ہو غضبِ سرمہ نے چمکایا تری آنکھوں کو  
بارِ احساں ہو صبا کا بھی سرِ نکمتِ گل  
ہائے اسی دستِ جنوں یا نفس چھوڑ دیا

کوئی کھینچے ہوئے تاوارِ نظر آتا ہو  
سردِ غورِ شید کا بازارِ نظر آتا ہو  
یاں تو اختیار میں بھی یارِ نظر آتا ہو  
برگِ گل میں لبِ اظہارِ نظر آتا ہو  
آج فتنہ ہمیں بیدارِ نظر آتا ہو  
کون گلشن میں سبکبارِ نظر آتا ہو  
تن پہ تو مجھ کو کہیں "یارِ نظر آتا ہو"

لے بعض دیوانوں میں یہ مصرع اس طرح درج ہے: "خاوری ملک کا جب یارِ نظر آتا ہو"

روز کب خستِ روم دار نظر آتا ہے  
شیرِ پنجے میں گرفتار نظر آتا ہے  
شرم سے چرخِ نگوِ نساں نظر آتا ہے  
اس کا کھلنا مجھے دشوار نظر آتا ہے  
دامنِ وادی کسار نظر آتا ہے  
کبرس میں کبھی اک بار نظر آتا ہے  
فلک اک فضا بیکار نظر آتا ہے  
گردنِ شیشہ میں زناں نظر آتا ہے  
نخلِ پانی میں نگوِ نساں نظر آتا ہے

بڑھ کے چوچکا زلمے میں دلکھانی دیا کم  
جو جو انحر و علائق میں پھنسا جو وہ مجھے  
دیکھ کر ای بُتِ مغرور یہ اندازِ ستم  
دلِ پُر و سوسہ کا عقدہ ہر قفلِ دواں  
مژدہ ای آبلہ پائی کچھ آنکھوں میں سی  
کم نمائی سے ہوا ماہِ لقاعید کے چاند  
دل نے ہر دیکھ لیا دفترِ تقدیر تمام  
چشمِ ساقی نے یہ میخانہ میں پھیلا کافر  
صحبتِ اہل صفادیتی ہر سرکش کو الٹ

درِ مضمون ہیں سے ذوقِ بس بیش بہا  
کم کوئی ان کا سرِ یدار نظر آتا ہے

۸۱ کائنات سا ہی کھلتا ہر آن بدن مجھے  
زنجیرِ پا ہے موجِ نسیمِ چین مجھے  
کیساں ہے داغِ تازہ و داغِ کین مجھے  
شیرِ پن ہوئے خونِ سر کو ہنک مجھے  
آتا نظر ہے دیدہ غفا دہن مجھے  
دینا ہے جامِ ساقی پیاں شکن مجھے  
اس سادہ پن کے ساتھ تیرا لیکن مجھے

ہم دمِ اوبال و دوش نہ کر پیرِ پن مجھے  
پھرتا لیلِ حین میں ہے دیوانہ پن مجھے  
اک سرزمینِ لالہ بہار و خزاں میں تیں  
خسرو سے تیشہ بولا چاٹوں نہ تیرا خون  
رخِ پر تمہارے دم جو ڈالا ہے سبزہ نے  
رکھتا ہے چشمِ لطف کیس کس اد کے ساتھ  
دکھلاتا اک ادائیں ہے سو سو طرحِ بناؤ

آیا ہوں نورِ لیلے میں بزمِ سخنِ فی وقت  
انگوں پہ سب بٹھائیئے اہل سخن مجھے

۸۲ کہ وہم سے نہ کوئی دیکے نشانی مانگے

مار کر تیر جو وہ دلبرِ جانی مانگے

|  |  |
|--|--|
| <p>خاک سے تشنہ دیدار کے سبزہ جو اٹھے<br/>دل مرا بوسہ بہ پیغام نہیں ہی ہمدم</p>   | <p>تو زباں اپنی نکالے ہوئے پانی مانگے<br/>یار لیتا ہو تو لے اپنی زبانی مانگے</p>   |
| <p>جلوہ اس عالم معنی کا جو دیکھنے فوق<br/>لطف الفاظ نے حسن معانی مانگے</p>   |  |
| <p>نہ دیں گواہی جو دل غم کہن نہیں دیتے<br/>اجل ہی پوچھتی پھرتی مرا پستا پارو<br/>حدم کی راہ میں بھی کچھ تو ہو خطر کا گزر<br/>وہ تیر کھینچے ہو پہلو سے کہلے دل دار<br/>زبان حلاوت الفت کا لے مرہ کہ شلے<br/>سنبھال ناخن جوشت کو اپنے دست جنوں</p> | <p>دکھائی کیا مے تن چمن نہیں دیتے<br/>بتاؤ سے میرا بیت الخزن نہیں دیتے<br/>کہ ساتھ لینے بجز نیک کفن نہیں دیتے<br/>کہ ہر نشانی ناوک ننگن نہیں دیتے<br/>لب اپنی حد سے گزرنے سخن نہیں دیتے<br/>کہ سینے یہ مرا چاک کفن نہیں دیتے</p> |
| <p>انگوں سے بن چکے جبے تو ہاتھ گلہ رستہ<br/>تو بولے روق جلا تن بدن نہیں دیتے</p>   |  |
| <p>اگر صتم تجربیں ہم جیتے بھلا پتھر تھے<br/>وہ بھی دن یاد میں جب کہ صتم میں جل<br/>میسے نابوں نے تو پتھر سے ہائے چشمے</p>  | <p>۸۴ سینہ تھا ہاتھ سراپنا تھا یا پتھر تھے<br/>بستر خاک تھا اور نجیہ کی جا پتھر تھے<br/>اے بتو تم ہی پیچھے نہ در اپتھر تھے</p>   |
| <p>کعبہ عشق کا اذوق کیا ہم نے طواف<br/>آنہ خاک تھی اور سنگ صفا پتھر تھے</p>  |  |
| <p>تاج شاہی میں جلے پانی تو کیا ہاتھ آیا<br/>کتنا رویا ہوں لیکن نہ پیچھے وہ سنگ</p>  | <p>اور دھڑے کر تیرے در پر تھے تو کیا پتھر تھے<br/>سنگدل گر نہ سنگر تھے تو کیا پتھر تھے</p>   |
| <p>اختیار و کافاظ و ق کی شاعری کے زمانہ ابتدائی میں دائرہ غزلیات میں اصل خاتوعہ میں متروکات<br/>میں مشال ہو گیا تھا اس لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکپن کی غزل ہے ۱۲</p>   |  |

سنگ دل وہ شہزادہ ذوق بندہ عز میں مے  
غیر کے حق میں جو ہر تھے تو کیا پتھر تھے

۸۶ گر جناے پہ نہیں قبر پہ آئے وہ مری  
بارہ مصحف دل تھے تے کوچہ میں پڑے  
شکوہ کیا کیے غنیمت ہو کہ آئے تو سہی  
آتے پاؤں کے تلے شکر کہ پائے تو سہی  
پر شنبہ ہجر کو ہم دیکھیں گھنائے تو سہی  
شور محشر مجھے سوتے سے جگائے تو سہی  
گردوں اک نالے سے میں حشر میں برپا خوشتر

تھے تھیں نکلے جواں ام بلا سے ای ذوق  
ورنہ تھے پیچ میں سن لاف کے آئے تو سہی

خیال دل میں پری نہ لاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
تم آتے آؤ نہیں نہ آؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
یہ دل ہو آئینہ تم ہو صورت نہیں ہو یاں نام کو کدورت  
کسی کو گھر میں بلا بٹھاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
خل بنائے مکاں کو پہنچے تو ہو گا نقصاں مکیں کو پہلے  
مکاں کو دل کے نہ تم گراؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
غلط ہو تہمت ہو افترا ہو کہ ہم نے دل اور کو دیا ہو  
کسی کے کہنے پہ تم نہ جاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
مکان دیدہ پسند خاطر اگر نہیں ہو کہ ہوں گے ظاہر  
تو خیر شریف تم نہ لاؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو  
تم اس کو دو داغ مشل لالہ دیا کرو بیٹھ کر اجالا  
بگاڑو تم اس کو یا بناؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو



یہی زبان سے ہو فوق کتنا تمہارا ہو دھیان اس میں رہتا  
جدا مکان اور کیوں بناؤ ہمارے دل میں تمہارا گھر ہو

## متفرق اشعار ردیفی

۸۸ زبان پہ اکرونجی آسیا سینے میں نکلیں سے  
اُڑائے خوب گلچھڑے نخل مجھوں نے زنداں سے  
چلتی ہو سرِ مجنوں پہ بجلی سنگِ باراں سے  
یہاں کٹا تو اں میں ہم گز جاییں اگر جاہ سے  
اسی باعث سے: ایہ طفل کو افیون دیتی ہو  
دہن کا ذکر کیا یاں سر ہی غائب ہو کر بیان سے  
برستے پھول ہیں سر پر شرارِ سنگِ طفلان سے  
لگے گی ابرِ حمت کی جھری اب چشمِ گریاں سے  
اٹھائے شورِ لاشہ کو ہمارے دستِ ترکاں سے  
کہتا ہو جائے لذتِ شناسا تلخی و زان سے

۸۹ پھرتا سر گشت نہ زمانے میں بھلا کیوں خوشید  
وہ میسے آخرِ طالع کی ہو واڑوں گردش  
کر دیا کیا ترے ابرو نے اشارہ قاتل  
جل کے پھرتا نہ تھا اک بار جہاں و اں مچھلو  
ہو بس گرمی بازار لیئے پھرتی ہو  
کہ فلک کو بھی نگوں سار لیئے پھرتی ہو  
کہ قضا ہاتھ میں تلوار لیئے پھرتی ہو  
بے قراری ہو کہ سوار لیئے پھرتی ہو

۹۰ کون قتا اٹھائے کز راجی کو گھبرائے ہوئے  
وہ نہ جاگے رات اور یاں نہ سمجھتے تھی  
چاک آتا ہو نظرِ پیرا ہن صبح سہار  
موت آتی ہو اجل کو یاں تلکس آتے ہوئے  
بج گیا آخر گجزِ بخیر کھڑکاتے ہوئے  
کس شہیدِ ناز کو دیکھا ہو کفناں ہوئے

۹۱ پیشوائی کو بڑھے کر کششِ دل آگے  
جائے اس طرح سے اس کو چیں بین ل اور ہم  
دوڑے مجنوں کی طرف ناقد سے محل آگے  
دل سے ہم گئے کبھی ہم سے کبھی دل آگے

|  |  |
|--|--|
| <p>ایک ہر گم شہ گئی کی ابھی منزل آگے<br/>کامیت ہر کہاں ہمچے کال آگے</p>  | <p>۹۲ گرچہ ہر وادی عفتا سے ہے سو سواقا<br/>تجھ سا ناقص بھی غنیمت ہے اب اس وقت ذوق</p>  |
| <p>جو کور ہو عینک سے اُسے کیا نظر آئے<br/>پانی دہن چشمہ کوثر میں بھرائے<br/>ناقوس کا دل آبلہ کی طرح بھرائے<br/>جوں شمع مجھے لاکھ پسینا اگر آئے</p> | <p>۹۳ ناقص کا صفائیش سے مطلب نہ برائے<br/>فردوس میں فراس لبشیریں کا گرائے<br/>بت خانہ میں گراہ کروں عشقِ صنم سے<br/>ممکن نہیں کم ہوئے تپ سوزِ محبت</p> |
| <p>چار چاند اور نقاب پر مہِ روشن کو لگے</p>  | <p>۹۴ نعل جب شل مہِ نو ترے توں کو لگے</p>  |
| <p>بے درد اگر دل بہ خدا بھی ہے تو کیا ہے<br/>ہر درد و اوجھو دوا بھی ہے تو کیا ہے<br/>ای ذوق جو وہ آبِ بقا بھی ہے تو کیا ہے</p>                     | <p>۹۵ زاہد کو اگر صدق و صفا بھی ہے تو کیا ہے<br/>آزارِ محبت کا مزہ کیا کہوں جس کی<br/>سیراب نہ ہو جس سے کوئی تشنہ مقصود</p>                            |
| <p>ہو وہ مثل کہ پھول نہیں پنکھڑی ہے<br/>سچ پوچھیے تو چوٹ ہمیں نے کڑی ہے<br/>ٹھہرا رکھوں کہ اور بھی یاں دو گھڑی ہے</p>                              | <p>۹۶ گریح کا بوسہ دیتے نہیں لب کا دیجیے<br/>فرما دے! ضربِ تیشہ سے ہے سخت ضربِ غم<br/>تم دو گھڑی کو آؤ تو میں لب پہ جان کو</p>                         |
| <p>واسطے دس کبھی کچھ یا سب نہیں کے واسطے<br/>اس سکندر کس لیے؟ دو گز زمیں کے واسطے<br/>یا الہی اپنے ختم المرسلین کے واسطے</p>                       | <p>۹۷ کیا وہ دُنیا جس میں شوشنِ منہ دیں کے واسطے<br/>خوں کے دریا بہ گئے عالم تہ و بالا ہوئے<br/>ذوقِ عاصی ہے پر اس کا خاتمہ کچھ بخیر</p>               |

|    |   |  |
|----|---|--|
| ۵۸ | سوزِ دل سے مرے نالے جو شرر بار ہوئے<br>نکڑے اُڑ جائیں قفس کے تو اُڑینگے نہ کبھی<br>چمنِ دل سے ہوئے کم نہ گلِ نختِ جگر | معنی جل گئے اچھا ہوا فی النار ہوئے<br>ہم ہیں صیاد کی الفت کے گرفتار ہوئے<br>دوا اگر شکستہ ہے اور ہے چار ہوئے |
|----|---|--|

۹۹

چھپا کے پھولوں میں منہ صبا سے جو مسکرائے سحر کلی ہو  
تسم اُس گل کا یاد کر کے عجب ہوئی دل کو بے کلی ہو  
تیش دکھائی جو میں نے دل کی تو لوٹا پروانہ دغ کھا کر  
دکھایا تم نے جو روئے روشن تو شمعِ محفل میں کیا جلی ہو  
بناؤ بند چوبِ صندل سے میرا تابوت اے عزیزو  
کہ قتلِ مجھ کو کیا کسی نے دکھا کے رنگ اپنا صندلی ہو

|     |   |   |
|-----|---|---|
| ۱۰۰ | ساتھ تیرے ہم بھی جوں سایہ مقرر جائینگے<br>آگے جائیں پیچھے جائیں جائینگے چرائینگے                        |   |
| ۱۰۱ | گرد و دہر کھونا دل مضطر سے کسی کے<br>دل بس میں پڑا اُس کے کہ جو بس میں آیا                              | پانی تو پلا وار کے سر پر سے کسی کے<br>جادو سے نہ ٹونے سے نہ منتر سے کسی کے  |
| ۱۰۲ | یو دل کیشکش طرہ دوتا میں پڑے<br>ہو اے سایہ طوبے نہیں ہو مستوں کو<br>بتوں کے دردِ نظر سے ہو دل مرانا لاں | تو پھر بلا کو غرض ہو کوئی بلا میں پڑے<br>رہینگے تاک کے نیچے کہیں ہو اس میں پڑے<br>یہ چور وہ ہیں کہ جو خانہِ ندامت میں پڑے |
| ۱۰۳ | اک کلابِ آہ بس ہو شمعِ غم کے واسطے<br>کون نیند واسطی ڈھونڈے قلم کے واسطے                                |   |

|  |   |
|--|---|
| سرقہ ہوتی ہے ہر مے تیج ستم کے واسطے      | پر لگا رکھتے ہیں وہ جھوٹی قسم کے واسطے        |
| ای ذوق نہ کر نور میں آمیزش ظلمت          | ۱۰۳ کیا کام تیرہ کو محبت میں علی کی           |
| مقابل اُس مِخ روشن کے شمع گرہ جائے       | ۱۰۵ صبا وہ دھول لگائے کہ بس سحر جائے          |
| وہ دل میں کھتا ہوں میں آہِ انشیں اذوق    | کہ برق دیکھے توفی النار والسفر جائے           |
| اسیری پر تری مر تا ہوں از دفری لڑکپن سے  | ۱۰۶ جداتن سے ہوئی گردن انرا طوق گردن سے       |
| بچھے گوارہ بھی تھا کشتی طوفاں زدہ آسا    | رہا جوں طفل اشک آفت سیدہ میں قیچن سے          |
| یاں لگ چکے سب یں دل جاں ٹھکانے           | ۱۰۷ اب تک میں کافر تیرا ایمان ٹھکانے          |
| کیا جانے خبر لایا ہر کیا وال سے کہ قاصد  | آتے نہیں تیرے نظر اوسان ٹھکانے                |
| مے حسن عمل سے نصیحت بھی کر کرتی ہو       | ۱۰۸ مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہو     |
| اگر انسان فانی ہو تو ہر کسیر سے بہتر     | ہو او حرص لیکن اُس کی مٹی خوار کرتی ہو        |
| ہم ہیں غلام اُن کے جو ہیں وفا کے بندے    | ۱۰۹ اس کو یقین کرنا گر ہو خدا کے بندے         |
| مست بھول ینگی پر غرہ میں آکے بندے        | زاہد سے ابہ فاسق سب میں آکے بندے              |
| ہم بتوں کو اپنے جذب ل سے کھینچے جائینگے  | ۱۱۰ پر بڑے پتھر ہیں یہ مشکل سے کھینچے جائینگے |
| پھینک کر کب تک نہیں کرتے تیرے دل میں اثر | ہم بھی نالے اپنے جذب ل سے کھینچے جائینگے      |

|     |  |  |
|-----|--|--|
| ۱۱۱ | کام بیچے گا کہیں اور ہی دانائی سے<br>کیونکہ عینک کو نہ آنکھوں سے لگاؤں اسیار   | ناصحو جاؤ نہ لپٹو کسی سودائی سے<br>چار آنکھیں ہوئیں تجھ قوتِ بنیائی سے             |
| ۱۱۲ | کوفسے دن نگہ تیز نہ غور نیز رہی<br>آتشِ عشق تو ہو گلشنِ جنت کی ہوا   | مجھ پہ ظالم تری ہر روز پھری تیز رہی<br>یاں مگر آتشِ دوزخ سے بھی کچھ تیز رہی        |
| ۱۱۳ | ہم کو کیا یاں راہ پر ہی کوئی یا گمراہ ہو<br>کیا بشر مانند یوسف کیا بشر ماروت ہار   | اپنی سبک راہ ہو اور سبکے یاد اللہ ہو<br>عشق کے ہاتھوں سے ہو جانا سیرِ جاہ ہو       |
| ۱۱۴ | عزیز و نافعِ ایللی کے دیکھو گے شتر غریبے<br>کہاں ہم اور کہاں غم میکشوں کو غم سے کیا نسبت   | اگر مل جائے گی مجھوں کو خدمتِ سار بانی کی<br>مگر اسی حضرتِ دلِ آپ نے یہ مہربانی کی |
| ۱۱۵ | ہے خاطر نہ بے شغل محبت کیونکہ بندہ اپنی<br>زہیں کیا ہو؟ فلک پاؤں کے نیچے سے نکل جائے   | کلیدِ قفلِ دل نہ یاد ہو مثلِ سپند اپنی<br>ہماری خاک پر دکھلا دو رفتارِ سمندر اپنی  |
| ۱۱۶ | جدول سے اپنے دم آتشیں نکل جائے<br>ستم نے سیم تئوں کے کیا ہو ناک میں دم   | فلک کے پاؤں تلے سے زہیں نکل جائے<br>انہی تن سے مراد دم کہیں نکل جائے               |
| ۱۱۷ | چیش آ کر ام سے ساری کراست ہو چہی<br>لے مرضِ الموت کے شروع ہو جانے کے دو تین بعد وفات سے دو ہفتہ قبل حافظ و یلان کی فرمائش پر پیشمر | عادتِ بد ترک کر تو خرقِ عادت ہو چہی  |

|  |     |   |
|--|-----|---|
| پھرتے ہیں لکھے پٹھے سوئے میں مالِ دجاہ کے  | ۱۱۸ | طفلِ کتب بہتے ہیں گنبد میں بزمِ اللہ کے   |
| لُحڑ کو چاہئے یوں پیرِ پشتِ خم دیکھے   | ۱۱۹ | سر کو جسے تھکا اونٹ دمدم دیکھے            |
| ہلا محو آشکارا ہم کو کس کی ساقیا چوری  | ۱۲۰ | خدا کی جنہیں چوری تو پھر بندہ کی کیا چوری |
| رہی اس طرح بعد از مرگ نیا کی ہوسنا کی  | ۱۲۱ | شرابی کے تو بہرِ طرح ہو جائے تریا کی      |
| راقوں کو نہ ہو حق کراہی شیخِ مناجاتی   | ۱۲۲ | سوتے ہوئے چنکیں گے زندانِ خرابا کی        |
| کیا ہم بخنی کرتا ہو اس گل کے دہن سے  | ۱۲۳ | غنجہ سے یہ کدو کہ بیخ جائے چین سے         |
| <p style="text-align: center;">۱۲۴</p> <p style="text-align: center;">قطرہ قطرہ آنسو جس کی طوفاں طوفاں شدت ہو<br/>کٹاڑے کٹاڑے دل جو پڑا ہی تو وہ تو وہ حسرت ہو</p> |     |   |
| جسے ہم چاہتے ہیں نہ بہت گمراہ بھی چاہے   | ۱۲۵ | ہمارے دل نے تو چاہا مگر اللہ بھی چاہے     |
| کل کے جو سل کے عالم ہیں نظریں پھرتے  | ۱۲۶ | آج تنہا خفانی سے ہیں گھر میں پھرتے        |
| ہم اور غمبیر یکجا دوہوں ہم نہ ہونگے  | ۱۲۷ | ہم ہونگے وہ نہ ہونگے وہ ہونگے ہم نہ ہونگے |
| <p style="text-align: center;">اس سکہ پر مرنے سے تین گھنٹہ پہلے ہم صفرِ شہادہ کو یہ کسا تھا جسے<br/>کیا خوب دمی تھا خدا منقذ کرے</p>                               |     |   |

|  |     |  |
|--|-----|--|
| جنوں کے بہت مبارک ہیں یہی ہر کوئی لگے  | ۱۲۸ | رہا بھی تار نہ باقی کہ جو کفن کو لگے     |
| لاشہ کو دفن کیجے میرے کہ پھینک دیجیے   | ۱۲۹ | مردہ بدست زندہ جو چاہئے سو کیجے          |
| معلوم ہوا بینی و ابروئے بتاں سے  | ۱۳۰ | اک تیرا گویا کہ چڑھا ہو دو کماں سے       |
| <p>۱۳۱</p> <p>ڈسا ہو کالے نے جس کو کافر تو وہ فسون کے اثر سے کھیلے</p> <p>دہان و گیسو کا تیرے مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے</p> |     |  |
| بے قراری کا سبب ہر کام کی اُمید ہو   | ۱۳۲ | اُمیدی سے مگر آرام کی اُمید ہو           |
| اگر اٹھے تو آزدہ جو بیٹھے تو خفا بیٹھے   | ۱۳۳ | لگایا جی کو اپنے روگ جب جی لگا بیٹھے     |
| باقی ہر دل میں شیخ کے حسرت گناہ کی   | ۱۳۴ | کا لا کرے گا منہ بھی جو داڑھی سیاہ کی    |
| عیاں ہوا شک کی گرمی ہویدا سوزشِ دل ہو  | ۱۳۵ | کہ آتا اپنا اشکِ سوختہ مانندِ فلفل ہو    |
| دردِ دل سے لوثتا ہوں میرا کس کو درد ہو   | ۱۳۶ | میں ہوں لفظِ درد جس پہلو سے دیکھو درد ہو |
| <p>۱۳۷</p> <p>دل گرفتار ہوا یا رگی عیاری سے</p> <p>ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے</p>   |     |  |